تعارفِ مخطوطات

کتب خانہ دارالعلوم دیوبند

(حصۂ اوّل)

از قلم

مولانا محمد ظفیر الدین

مرتب فتاویٰ و کتب خانہ دارالعلوم دیوبند

شائع کردہ

دارالعلوم دیوبند یوپی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

از: حکیم الاسلام حضرت مولانا محمد طیب صاحب مدظلہ مہتمم دارالعلوم دیوبند

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

درس و تدریس اور تعلیم و تعلم کے ساتھ کتب خانہ کا ہونا ایک لازمی ضرورت ہے، چنانچہ ۱۲۸۳ھ میں دارالعلوم کے قیام کے ساتھ ہی اکابر دارالعلوم نے کتابوں کی فراہمی کا سلسلہ بھی شروع کر دیا تھا، اس وقت سے اب تک کتب خانہ دارالعلوم میں بفضلہ تعالیٰ دن بدن کتابوں کا اضافہ ہوتا رہا ہے، اور اب کتابوں کی مجموعی تعداد ایک لاکھ کے قریب پہنچ چکی ہے۔

کتب خانہ دارالعلوم میں عام لائبریریوں کے برعکس کتابوں کی بڑی تعداد اگرچہ درسی کتب اور ان کے شروح و حواشی پر مشتمل ہے جو شب و روز اساتذہ اور طلباء کے مطالعہ میں رہتی ہیں، مگر اس میں غیر درسی کتابوں کا ذخیرہ بھی کچھ کم نہیں ہے، اور یہ ذخیرہ اتنا قیمتی اور نادر و نایاب ہے کہ کتب خانہ دارالعلوم ہند و پاکستان کے بہترین کتب خانوں میں شمار ہوتا ہے، چنانچہ تحقیقی کام (ریسرچ) کرنے والے اہلِ علم اس کے نادر و نایاب ذخیرے سے ہمیشہ استفادہ کرتے رہتے ہیں، ان میں ہندوستان کے علاوہ بیرونی خصوصاً مغربی ممالک کے اہلِ علم بھی شامل ہیں، انگلستان، جرمنی اور امریکہ سے اب تک متعدد ریسرچ اسکالر دارالعلوم کے کتب خانہ سے اپنے تحقیقی کام میں مدد لیتے رہے ہیں۔

کتب خانۂ دارالعلوم میں عام مطبوعات کے علاوہ مخطوطات کا بھی ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے، جس کی کسی قدر تفصیل آپ کو زیرِ نظر فہرست سے معلوم ہوگی، اگرچہ یہ فہرست

طبع اول	محرم الحرام سنہ ۱۳۹۰ھ مطابق مارچ سنہ ۱۹۷۰ء
تعداد	۵۰۰
قیمت	دس روپے
مرتب	محمد ظفیر الدین
ناشر	دار العلوم دیوبند یو پی
صفحات	۲۸۴
مطبوعہ	وسیم فائن آرٹ پرنٹنگ پریس دیوبند

ابھی مکمل نہیں ہے اور مخطوطات کی بڑی تعداد اس میں آنے سے رہ گئی ہے۔

زیرِ نظر جلد میں قرآن حکیم کے قلمی نسخوں کے علاوہ صرف تفسیر، حدیث، فقہ اور عقائد وکلام اور ان کے متعلقات کے مخطوطات کا تعارف آسکا ہے، بقیہ علوم کے مخطوطات کی فہرست زیرِ ترتیب ہے، جو ان شاء اللہ عنقریب ہی منصۂ شہود پر آنے والی ہے۔

مولانا محمد ظہیر الدین صاحب مرتّب کتب خانۂ دار العلوم دیوبند اہلِ علم کے شکریہ کے مستحق ہیں جن کی غیر معمولی محنت و کاوش سے یہ فہرست مرتب ہوئی ہے۔

عرصہ ہوا اس سے قبل خاص خاص مخطوطات کی ایک مختصر فہرست محترم سیّد محبوب صاحب رضوی نے مرتب کی تھی جو ۱۳۶۵ھ کے رسالۂ دار العلوم میں شائع ہوئی تھی وہ اہلِ علم کے حلقوں میں قدر کی نگاہوں سے دیکھی گئی ہے۔

احقر خدائے بزرگ و برتر کی بارگاہ میں سپاس گذار ہے کہ اس کی ایک دیرینہ آرزو زیرِ نظر فہرست سے پوری ہو رہی ہے۔

امید ہے کہ اہلِ علم کے لئے یہ فہرست مخطوطات نافع اور کارآمد ثابت ہوگی۔

محمد طیب غفرلہٗ
مہتمم دار العلوم دیوبند

۲۲ ر ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ
یکم مارچ ۱۹۷۰ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعارف مخطوطات

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی (م ۱۲۹۷ھ) نے اپنے کچھ مخصوص احباب کے ساتھ مل کر ۱۵ محرم ۱۲۸۳ھ کو دارالعلوم دیوبند کی داغ بیل ڈالی تھی، جسے آج اشاعت علم وعمل میں اُمّ المدارس اور مرکز دین کی حیثیت حاصل ہے۔

اسی کے ساتھ انھوں نے دارالعلوم کے لئے عمدہ اور کارآمد کتابوں کی فراہمی کا کام بھی شروع کر دیا تھا، جس کے لئے دورِ اوّل کی رودادیں اور رسالہ القاسم دیوبند کے فائل دیکھے جا سکتے ہیں، چنانچہ بہت جلد کتب خانہ دارالعلوم ملک کے ممتاز کتب خانوں میں شمار ہونے لگا، اور ۱۳۲۵ھ میں اس کے لئے مستقل عمارت بنوائی گئی، جو اس وقت کافی رقبہ میں پھیلی ہوئی ہے۔

کتب خانہ جب اس عمارت میں منتقل ہوا، تو اس وقت اس کی ترتیب ازسرِ نو عمل میں آئی،[۱] کچھ رد و بدل اور اضافہ کے ساتھ ۱۳۸۲ھ تک وہی ترتیب قائم رہی۔

۱۳۸۲ھ میں جائزہ کمیٹی نے کتب خانہ کا جائزہ لینے کے بعد جدید ترتیب و تزئین کی ضرورت محسوس کی، اور اس کی ہی رپورٹ پر اس سال کی مجلس شوریٰ نے اس اہم کام کے لئے خاکسار کو دارالافتاء سے کتب خانہ میں منتقل کیا، جو تاریخ دارالعلوم کی پہلی صدی کا اختتامی سال تھا،[۲]

جس وقت مجھے اپنے اس تبادلہ کی اطلاع ملی، حضرت مہتمم صاحب دامت برکاتہم کی خدمت میں حاضر ہو کر میں نے اپنے تذبذب کا اظہار کیا، مگر آپ نے یہ فرما کر مطمئن کر دیا کہ یہ بھی دارالعلوم کی ایک اہم علمی خدمت ہے، اور اس کے لئے بھی اچھی واقفیت و بصیرت اور علمی مزاج و ذوق کی ضرورت ہے۔

قدیم ترتیب میں تقسیم کتب صرف فن وار تھی اور وہ بھی اجمالی، اس لئے جدید ترتیب میں ازسرِ نو محنت کی گئی، اور زمانہ کے مطابق پہلے زبان وار تقسیم کی گئی، پھر مخطوطات کا حصہ مطبوعات سے

---

[۱] دیکھئے روداد ۱۳۳۰ھ ص ۳۵۔ [۲] دیکھئے کارروائی مجلس شوریٰ ربیع الثانی ۱۳۸۲ھ۔

الگ کیا گیا، اس کے بعد مکررات کو بھی الگ کر دیا گیا، ترتیب میں ہر ایک کتاب کے ایک دو نسخے رکھے گئے، ہاں جو کتاب مختلف مطابع کی چھپی ہوئی معلوم ہوئی، اس میں ہر مطبع کا ایک ایک نسخہ رکھنا ضروری سمجھا گیا۔

پھر ہر ہر فن میں متعدد شاخیں قائم کی گئیں، کسی میں آٹھ، کسی میں دس، اور کسی میں بیس، تاکہ علماء اور طلبہ کو سہولت رہے۔ نئی فہرست کتب میں جہاں مصنفین کے نام کے ساتھ ان کے سنہ وفات اور سنہ تصنیف درج کرنے کا اہتمام کیا گیا، وہیں مطبع کا نام، سنہ طباعت اور تعدادِ اوراق وصفحات کا بھی اضافہ کیا گیا، اور پشت پر موٹے قلم سے جلی نمبرات ڈالے گئے، تاکہ کتابوں کی تلاش میں وقت ضائع نہ ہو۔

اس کام سے فارغ ہو کر تمام کتابوں کے نام کے کارڈ بترتیب لغت تیار کیے گئے، اور انمیں زبان، فن، مصنف اور نمبر ترتیب کی صراحت کی گئی، تاکہ یہ کارڈ رہنمائی کا کام بھی دے سکیں۔

اس کام کی دیکھ بھال کے بعد مجلس شوریٰ نے اظہارِ اطمینان وتحسین کے بعد اس تجویز کی منظوری دی کہ مخطوطات کا تعارف لکھا جائے اور اسے کتابی صورت میں شائع کیا جائے[1]۔

اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے کہ آج مخطوطات کے تعارف کی پہلی جلد اہل علم اور باذوق حضرات کی خدمت میں پیش ہو رہی ہے، جو صرف علم کلام تک کی کتابوں پر مشتمل ہے، اگلی جلد کی کتابت جاری ہے۔ خدا کرے خاکسار کی یہ محنت کار آمد ثابت ہو اور اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں، تعارف میں اختصار پیش نظر ہے مگر بایں ہمہ سعی کی گئی ہے کہ کتاب ومصنف کا نام، مصنف کا سنہ وفات، کتاب کا سنہ تصنیف، اس کا موضوع اور اس کی بقدر ضرورت تفصیل، کتابت وکاغذ کی موجودہ حالت، کاتب کا نام، سنہ کتابت، ہر صفحہ میں سطروں کی تعداد، اور زیرِ نظر نسخہ کی امتیازی خصوصیات آجائیں۔ ہر کتاب کے اخیر میں اس کی بھی نشان دہی بطور خاص کی گئی ہے کہ مصنف کے حالات کے لئے فلاں کتاب کا فلاں صفحہ دیکھا جائے تاکہ اگر کوئی صاحب علم کسی مصنف کے حالات معلوم کرنا چاہیں تو آسانی کے ساتھ معلوم کریں۔

آپ یقین فرمائیں کہ ان مخطوطات میں بعض نادر ونایاب ہیں اور بعض کم یاب، بعض کتابت اور نقاشی میں ممتاز ہیں اور بعض اپنی قدامت میں۔ بعض خود مصنف کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہیں اور بعض پر ممتاز علماء کی تحریر یا ان کے دستخط ہیں۔ پھر ان میں بعض کتابیں شاہی کتبخانہ کی زینت

---

[1] دیکھئے کارروائی مجلس شوریٰ صفر ۱۳۸۵ھ۔

رہ چکی ہیں اور بعض بیرونی ممالک کے علماء کے مطالعہ اور ان کے کتب خانوں سے ہو کر یہاں پہنچی ہیں۔ علماء ہندوستان میں ان مخطوطات پر جن کے دستخط یا تحریریں ہیں ان میں حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی (م ۱۱۷۶ھ)، شاہ عبد العزیز دہلوی (م ۱۲۳۹ھ)، مولانا فضل امام خیرآبادی (م ۱۲۴۴ھ)، مولانا عبد الحلیم فرنگی محلی (م ۱۲۸۵ھ)، مفتی سعد اللہ مرادآبادی (م ۱۲۹۴ھ) مولانا وکیل احمد سکندر پوری کے نام ممتاز علماء میں لیے جا سکتے ہیں۔

ہر کتاب کے دونوں طرف آپ نمبرات دیکھیں گے، ان میں دائیں طرف ایک لمبی لکیر کے فصل سے دو نمبرات ہیں، ایک مخطوطات کا مسلسل نمبر ہے، دوسرا فن کا اور بائیں طرف ترتیب کا وہ نمبر ہے، جس پر کتب خانہ میں کتاب لگی ہوئی ہے۔

اپنی سی ساری کوشش کے باوجود بھول چوک اور غلطی کا ہو جانا بعید نہیں ہے، اس لئے اہل علم حضرات سے گذارش ہے کہ جو غلطی نظر آئے اس سے مرتب کو مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اسکی تصحیح ہو سکے۔

کتابوں اور مصنفین کی الگ الگ فہرست بترتیب حروف تہجی تیار کر کے لگا دی گئی ہے، تاکہ آسانی کے ساتھ ایک نظر میں مفید مطلب نام دیکھ لیا جائے۔

اخیر میں خاکسار اپنا فرض سمجھتا ہے کہ رب العزت کے شکر کے بعد اپنے اساتذۂ کرام، اراکین مجلس شوریٰ اور بالخصوص سرپرست شعبہ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم کی خدمت میں ہدیۂ امتنان و تشکر پیش کرے، جن کی تعلیم و تربیت حوصلہ افزائی اور دعاؤں سے اس خدمتِ گرامی کے لائق ہو سکا، اللہ تعالیٰ ہمارے کاموں میں برکت عطا کریں اور اہلِ علم کو دارالعلوم اور اس کے کتب خانہ سے استفادہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

طالب دعا

محمد ظفیر الدین عفی عنہ

مرتب فتاویٰ و کتب خانہ دارالعلوم دیوبند

۲۴ ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ

فہرست مخطوطات حصہ اول بطرز حروف تہجی

مصاحف

(۱)

حمائل شریف معرّیٰ (بخط کوفی)

۱۶ . ۱ . ۲

یہ قرآن پاک چھوٹے سائز پر ہے، جسے اصطلاح میں "حمائل" کہتے ہیں، پورا قرآن خط کوفی میں لکھا ہوا ہے جو عہد نبوی میں عرب کے اندر رائج تھا، خط پاکیزہ ہے اور اپنی نفاست میں ممتاز، اس میں جاذبیت بھی پائی جاتی ہے اور پختگی بھی، اعراب کوفی ہی انداز پر لگایا گیا ہے اور سرخ روشنائی سے جس سے اس کا حسن دو بالا ہو گیا ہے، روشنائی کی چمک میں کوئی فرق پیدا نہیں ہوا ہے۔ دار العلوم نے اسے تین چھوٹی جلدوں میں مجلد کرایا ہے تاکہ الٹ پلٹ میں خراب نہ ہونے پائے، کل اوراق (۳۸۹) ہیں، اور ہر صفحہ میں (۱۴) سطریں۔

کاتب کا نام اور سنہ کتابت درج نہیں ہے، کاغذ دیسی قدیم ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نسخہ کئی سو سال پہلے کا ہے۔ خط کوفی کا رواج بھی عرصۂ دراز گذرا کہ نہ رہا، اور نہ اس طرز کے لکھنے والے ہی رہے۔

یہ نسخہ ہمارے یہاں ۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۲ھ کو داخل ہوا۔

(۲)

حمائل شریف معرّیٰ

۵

حمائل شریف کا یہ نسخہ سادہ ہے، دیسی ساخت کا کاغذ لگایا گیا ہے۔ آیات اور رموز، اوقاف کی علامتیں سرخ روشنائی سے بنی ہوئی ہیں، سورتوں کے نام بھی ہر جگہ سرخ روشنائی ہی سے لکھے ہوئے ہیں، خط عمدہ اور صاف ہے، اوراق کی تعداد (۵۰۹) ہے

اور ہر صفحہ میں صرف گیارہ سطریں. روشنائی کی چمک دمک علی حالہ باقی ہے، کاتب اور سنہ کتابت درج نہیں ہے. کاغذ سے اندازہ ہوتا ہے کہ نسخہ قدیم کئی سو سال پہلے کا ہے.

(۳) حمائل شریف مصرّی (۶)

یہ نسخہ سادہ مگر خوشخط ہے، تقطیع چھوٹی مختصر ہے. جدولیں اور رموز اوقاف وغیرہ سرخ روشنائی سے بنائی گئے ہیں، ہر صفحہ میں تیرہ سطریں ہیں، اور ضخامت (۲۰۴) اوراق ہیں، کاغذ بوسیدہ اور کنارے سے کرم خوردہ ہے، کاتب کا نام اور سنہ کتابت درج نہیں ہے، مگر نسخہ قدیم معلوم ہوتا ہے.

(۴) حمائل شریف مصرّی (خوشخط) (۲۰)

حمائل کا یہ نسخہ کتابت و آرٹ کا ایک نادر نمونہ ہے جس کے شروع اور اخیر کے دو دو صفحات اور اسی طرح وسط قرآن کے دو صفحات دیدہ زیب، جاذب نظر، حسین و دلکش بیل بوٹوں سے مزیّن ہیں، جو مختلف رنگوں سے ایک خاص انداز میں بنائے گئے ہیں اور جن کی خوبصورتی کا صحیح اندازہ دیکھنے سے ہی ہو سکتا ہے، اس کی ہر ہر سطر دو حسین و دلکش لکیروں کے درمیان لکھی گئی ہے، ان مخصوص صفحات کے علاوہ بقیہ تمام صفحات پر دوہری طلائی رنگین جدولیں ہیں، آیات قرآنی کی علامتیں پورے قرآن میں طلائی ہیں، مدیں اور رموز اوقاف سرخ روشنائی سے بنائے گئے ہیں.

تقطیع اوسط ہے، کل اوراق کی تعداد (۲۹۶) ہے اور ہر صفحہ میں اٹھارہ خوشخط سطریں، کاتب کا نام اور سنہ کتابت درج نہیں ہے، یہ نسخہ یہاں ۸ رمضان سنہ ۱۳۴۵ھ میں داخل ہوا ہے.

جہاں سے پارہ شروع ہوتا ہے وہاں حاشیہ پر سنہری، اور نیلو رنگ میں ایک خوشنما

چھوٹا سا پھول بنا دیا گیا ہے اور اس کا نمبر سرخ روشنائی سے ڈالا گیا ہے، اور اسی طرح ہر نصف ربع اور ثلث پر بھی یہ نشان بنا نظر آتا ہے۔

جہاں سے کوئی سورت شروع ہوتی ہے وہاں سورت کا نام دو لکیروں کے درمیان سنہری زمین بنا کر سفید رنگ میں لکھا گیا ہے جس سے دلکشی بہت بڑھ گئی ہے۔

(۵) حمائل شریف مُعرّیٰ (۱۸)

یہ حمائل سادہ مگر خوشنما ہے، کاغذ باریک، دیدہ زیب، منقش دیسی ساخت کا لگا ہوا ہے، جو اوراق بعد میں بدلے گئے ہیں البتہ ان کا کاغذ اس پایہ کا نہیں ہے، کتابت عمدہ ہے، رموز اوقاف اور سورتوں کے نام سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں، یہ حمائل تیرہ سطری ہے، اوراق (۴۶۵) ہیں، کاتب کا نام اور سنہ کتابت درج نہیں ہے، یوں اندازہ ہے کہ یہ کوئی دو سو سال پرانا نسخہ ہے۔ یہ نسخہ ہمارے یہاں ۱۳۴۲ھ میں داخل ہوا ہے۔

(۶) حمائل شریف مُعرّیٰ (۱۹)

حمائل کا یہ نسخہ سادہ خوشخط اور دیدہ زیب ہے، کاغذ باریک عمدہ ہے، سورتوں کے نام سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں، رموز اوقاف بھی اسی رنگ سے بنے ہوئے ہیں، سنہ کتابت اور کاتب کا نام درج نہیں ہے، (۳) کے ہر صفحہ میں گیارہ سطریں ہیں، پورا قرآن (۴۷۶) اوراق میں پھیلا ہوا ہے، یہ نسخہ بھی قدیم معلوم ہوتا ہے۔

(۷) حمائل شریف مُعرّیٰ (۲۱)

یہ حمائل شریف نہایت خوشخط اور دیدہ زیب ہے، ہر صفحہ میں سنہری جاذب نظر جدولیں بھی ہیں، اور نشان بھی ہر صفحہ پر ایک خاص انداز سے پیش کرنے کا اہتمام ہے، ان سب سے

ل ملاکر بڑی دلکشی پیدا ہو گئی ہے، رموز اوقاف سرخ روشنائی سے بنے ہوئے ہیں، خط نسخ خفی ہے، لوح طلائی ہے۔

سطریں ہر صفحہ میں سترہ ہیں، اور کل اوراق (۲۸۰)، سنہ کتابت اور کاتب کا نام درج نہیں ہے، نسخہ بہر حال پرانا کئی سو سال پہلے کا ہے۔

(۸) حمائل شریف معرّی (۲۴)

زیر نظر حمائل شریف چھوٹی تقطیع پر ہے، اس کی کتابت ایک خاص ڈھنگ کی ہے، جو عموماً رائج نہیں، خط صاف ستھرا اور پاکیزہ ہے۔ ایک خاص اہتمام یہ ہے کہ پورے قرآن میں جہاں جہاں لفظ "اللہ" آیا ہے ہر جگہ اسے سرخ روشنائی سے لکھا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ یہ لفظ "اللہ" ہر صفحہ میں نمایاں نظر آتا ہے اور بڑی آسانی سے ایک گننے والا اسے شمار کر سکتا ہے۔

مدیں اور رموز اوقاف بھی ہر جگہ سرخ روشنائی سے بنائے گئے ہیں۔ اور ختم آیات کی علامتیں ایک رنگین بوٹے کی شکل میں ہیں۔ اس قرآن پاک میں اس کا اہتمام بھی ہے کہ اس کے حاشیہ پر رسم خط سے متعلق ہر جگہ ہدایتیں درج ہیں مثلاً یہ لفظ یہاں الف کے ساتھ لکھا جائے گا، اور دوسری جگہ بغیر الف کے، اسی طرح دوسری ہدایتیں ہیں، اس حاشیہ نے اسے ممتاز بنا دیا ہے، یہ تیرہ سطری ہے، اور اوراق کی تعداد (۳۸۵) ہے، سنہ کتابت اور کاتب کا نام درج نہیں ہے، لیکن نسخہ بہت قدیم معلوم ہوتا ہے۔

اخیر میں تجوید کے دو تین مختصر رسالے بھی ہیں، نظم میں بھی اور نثر میں بھی۔ اس میں ایک منظوم رسالہ کے مصنف قاری سید ابو القاسم ہیں۔

(۹) قرآن شریف (۷)

قرآن پاک کا یہ قلمی نسخہ بالکل سادہ ہے، کاغذ موٹا دیسی ساخت کا لگا ہوا ہے، کتابت

عمدہ اور صاف ستھری ہے، کاتب کا نام محمد متوطن کلا سیکی اور سنہ کتابت ۱۲۰۸ھ ہے، ہر صفحہ میں تیرہ سطریں ہیں، رموز او قاف اور آیتوں کی علامتیں سرخ روشنائی سے بنائی گئی ہیں. جدولیں سرخ وسیاہ دو رنگ کی لکیروں سے بنی ہوئی ہیں. کل اوراق (۳۲۲) ہیں.

(۸) قرآن شریف معرّیٰ (۱۰)

زیر نظر قرآن پاک سادہ مگر خوشخط ہے، کاغذ دیسی بستی دبیز لگا ہوا ہے، حاشیہ کشادہ رکھا گیا ہے، ہر صفحہ میں جدولیں نیلو اور سرخ رنگوں سے بنی ہوئی ہیں، آیتوں کے تمام دوائر سنہرے اور خوبصورت ہیں، رموز او قاف سرخ روشنائی سے بنے ہوئے ہیں، ہر رکوع اور اسی طرح ربع، نصف اور ثلث پر جو علامتیں بنائی گئی ہیں وہ ایک سنہرا دیدہ زیب دائرہ ہے.

حاشیہ پر جگہ جگہ اختلاف قرارت اور رسم خط قرآنی درج ہے جو ایک مفید چیز ہے، مثلاً سورہ بقرہ میں جہاں لفظ "مما" آیا ہے حاشیہ پر لفظ "مما" سرخ روشنائی سے لکھا، اور اس کے نیچے [illegible] ہے:

موصول حیث وقع الا فی سورۃ النساء و الروم"

اسی طرح جہاں پہلی دفعہ لفظ "رحمت" آیا، وہاں اس کے سامنے حاشیہ پر لفظ رحمت لکھ اور اس کے نیچے یہ عبارت درج کی ہے.

"رحمت" کل ما فی کتاب اللہ عزوجل ذکر الرحمۃ بالہا، یعنی فی الرسم، الا سبعۃ احرف، فی البقرۃ ہنا، و فی الاعراف رحمت اللہ قریب، و فی الہود رحمت اللہ وبرکاتہ، و فی مریم رحمت ربک، و فی الروم آثار رحمت اللہ، و فی الزخرف یقسمون رحمت ربک، و فیہا رحمت ربک خیر".

سورتوں کے نام ہر جگہ سرخ روشنائی سے لکھے جانے کا اہتمام ہے، ہر سورت کی ابتداء میں حاشیہ کی خاصیت کبھی ہے، شروع اور اخیر کے چند صفحات رنگین دجاذب نظر بیل بوٹوں سے

مزین ہیں. کتابت عمدہ اور بہتر ہے، اس قرآن پاک کے ہر صفحہ میں صرف (۱۱) سطریں ہیں، اوراق کی تعداد (۴۸۷) ہے

(۱۱) قرآن شریف معرّیٰ (۱۴)

یہ قرآن پاک بھی لمبی تقطیع پر ہے، لمبائی ایک فٹ سے زیادہ ہے اور چوڑائی ۸½ انچ ہے خوشخط اور پاکیزہ ہے، جدولیں سنہری رنگ میں ہیں، حاشیہ سادہ کشادہ رکھا گیا ہے، ابتدا و اختتام کے دو دو صفحات رنگین بیل بوٹوں سے مزین ہیں، رموز اوقاف سرخ روشنائی سے ڈالے گئے ہیں، آیتوں کے نشانات دائرہ نما نہیں ہیں، بلکہ وہاں جگہ چھوڑ دی گئی ہے، اور ایک سرخ نقطہ ڈالدیا گیا ہے، یہ قرآن پاک گیارہ سطری ہے، کاغذ باریک چکنا لگایا ہوا ہے روشنائی سیاہ چمکدار استعمال کی گئی ہے، اب تک حروف کی چمک میں کوئی فرق نہیں آیا ہے

سنہ کتابت اور کاتب کا نام درج نہیں ہے، مگر کاغذ سے اندازہ ہوتا ہے کہ کئی سو سال پہلے کا لکھا ہوا ہے. واللہ اعلم، اوراق کی تعداد چار سو ہے.

(۱۲) قرآن شریف معرّیٰ (۲۲)

یہ قرآن پاک شروع سورہ یوسف کے بعض حصے تک ہے، خط صاف ستھرا ہے، ہر دو سطروں کے درمیان میں دو سرخ متوازی لکیریں ہیں جو ان کے درمیان فاصلہ کا کام دیتی ہے سائز متوسط ہے، ہر صفحہ میں گیارہ سطریں ہیں، تعداد اوراق (۱۸۸) ہے، کنارہ سے کرم خوردہ ہے، مگر اس سے صرف حاشیہ متاثر ہے اور کہیں کہیں بعض سطریں بھی.

(۱۳) قرآن شریف معرّیٰ (۱۰)

قرآن پاک کا یہ نسخہ بڑے سائز پر ہے، اس کی لمبائی ایک فٹ سات انچ ہے، اور چوڑائی ایک فٹ، اس کے ابتدائی دو صفحات بڑے جاذب نظر، دلکش اور رنگین ہیں، گلہائے

رنگا رنگ سے مزین ہیں، ان صفحات میں درمیان صفحہ پر صرف تین تین جلی سطریں ہیں، اور ان کے اوپر نیچے سنہری رنگین بیلیں اور نقش و نگار ان صفحات کے بعد ہر صفحہ پر گیارہ گیارہ سطریں ہیں، ہر دو سطر کے درمیان کافی فاصلہ ہے، کتابت عمدہ اور پاکیزہ ہے، آیتوں کی علامتیں ہر جگہ سنہری طلائی ہیں۔

ہر صفحہ پر جدولیں بھی ہیں جو مختلف رنگوں کی لکیروں سے بنائی گئی ہیں جو یقیناً دیدہ زیب ہیں، کاتب کا نام لکھا ہوا تھا مگر کسی نے اسے مٹا دیا ہے، البتہ کاتب کے نام کا ایک حصہ "نعمت للہی" باقی رہ گیا ہے، یہ قرآن پاک ۱۱۵۳ھ کا لکھا ہوا ہے، کاغذ دبیز دیسی ساخت کا ہے جو ابتک کافی مضبوط معلوم ہوتا ہے، رموز اوقاف سرخ روشنائی سے بنائے گئے ہیں، اس نے اس کے حسن کو اور نکھار دیا ہے، سورتوں کے نام لکھنے میں سرخ ہی روشنائی استعمال کی گئی ہے۔

قرآن پاک سے پہلے متعدد اوراق میں مختلف دعائیں لکھی ہوئی ہیں، ایک دعا کا نام "ہفت حضہ" اور دوسری کا نام "مسبعات عشرۃ" لکھا ہوا ہے۔

(۱۴) قرآن بتفسیر معری (۱۵)

قرآن پاک کا یہ قلمی نسخہ کتابت و آرٹ کا شاہکار ہے، کاتب نے اپنا کمال فن اس میں سمو دینے کی سعی کی ہے، سائز متوسط ہے اور قلم پورے قرآن پاک میں یکساں استعمال کیا گیا ہے، کہیں سے ناہمواری ظاہر نہیں ہوتی اور ہر صفحہ میں (۳۳) ہی سطریں ہیں، اور وہ بھی اس انداز سے کہ ان میں سے پانچ سطریں جلی قلم ہیں اور بقیہ (۲۸) سطریں خفی قلم، مگر مسلسل نہیں، بلکہ ہر دو جلی سطروں کے درمیان میں سات سات خفی سطریں ہیں، سب سے پہلی سطر جلی ہے، اس کے نیچے سات سطریں خفی، پھر ایک سطر جلی ہے اور اس کے نیچے سات سطریں خفی، اسی طرح چار جلی سطروں کے نیچے سات سات خفی سطریں آگئی ہیں، پھر سب سے آخری سطر جلی ہے جس کے نیچے کوئی خفی سطر نہیں ہے، الفاظ قرآن ان کے اعراب، رموز اوقاف اور دوسری چیزیں سب روشن اور نمایاں ہیں، اس قرآن مقدس کا ہر صفحہ

طلائی نقش و نگار اور رنگین بیل بوٹوں سے مالا مال ہے، پہلا صفحہ جس میں سورہ فاتحہ ہے، اور دوسرا صفحہ جس میں سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیتیں ہیں طلائی نقش و نگار اور رنگین دیدہ زیب بیل بوٹوں کا مرقع ہے جسے دیکھکر بار بار دیکھنے کی تمنا ہوتی ہے، گویا کتابت وحسنِ رنگ کا خوشنما امتزاج ہے۔

پھر مزید کمال یہ ہے کہ ہر دو سطروں کے درمیان میں ایک طلائی دوہری باریک لکیر ہے جو ایک سطر کو دوسری سے جدا اور ان میں امتیاز پیدا کرتی ہے کنارے کی جدولیں سنہری سرخ اور سیاہ تین رنگوں کی لائنوں سے بنائی گئی ہیں جو بہت ہی دلکش اور جاذب نظر ہیں، اور حاشیہ پر رنگین بیل بوٹے ہیں۔ حاشیہ کی تفصیل یہ ہے کہ یہ بہت کشادہ رکھا گیا ہے، اور چار حصوں میں منقسم ہے، بالکل کنارے والا حصہ سادہ کاغذ ہے، اس سے پہلے والے حصہ میں طلائی اور رنگین و دلکش بیل بوٹوں کی قطاریں ہیں، اور اسی حاشیہ میں رکوع، ربع نصف اور ثلث وغیرہ کی علامتیں بنی ہوئی ہیں جو سب کی سب سفید رنگ میں ہیں مگر اس حصہ کی زمین طلائی ہے گویا اس طلائی زمین پر سفید علامتیں۔ پھر ان سفید علامتوں کو سرخ لکیر دے کر گھیر کر ابھارا گیا ہے، اس بیل بوٹے والے حصہ سے پہلے جو حصہ حاشیہ کا ہے اس میں جدولیں ہیں جو مختلف رنگوں کی آمیزش سے بنائی گئی ہیں، اور جدولوں والے حصہ سے پہلے ایک حصہ اور حاشیہ کا ہے، اس میں طلائی نقش و نگار اور زنجیرہ ہے اور اس کے پہلے حوض ہے جس میں قرآن پاک لکھا ہوا ہے، اور جیسا کہ عرض کیا گیا اس میں (۲۳) سطریں ہیں، پانچ جلی اور اٹھارہ خفی۔ ان پانچ جلی سطروں کا حال یہ ہے کہ ان میں سے تین سطریں تو کالی روشنائی سے لکھی ہوئی ہیں اور ان کی زمین طلائی ہے، اور دو سطریں سرخ روشنائی سے اور ان کی زمین سفید ہے، باقی خفی سطریں تو وہ سب کی سب کالی روشنائی سے لکھی گئی ہیں۔

اور ان تمام خوبیوں کے ساتھ کتابت اور کاتب کا کمال فن یہ ہے کہ قرآن پاک کا ہر پارہ صرف دو ورق میں پورا آگیا ہے، اور اس طرح یہ پورا قرآن صرف ساٹھ اوراق میں مکمل ہوگیا ہے۔

مختصر یہ کہ اس قرآن پاک کی کتابت اور گلہائے رنگارنگ سے سجانے میں کافی محنت کی گئی ہے اور کہیں سے اس کی موزونیت میں کوئی فرق محسوس نہیں ہوپاتا، مگر افسوس اس کاتب اور بیل بوٹے بنانے والے کا نہ تو نام ہی درج ہے اور نہ یہی کہ کس سنہ میں یہ کام انجام پایا۔ یہ قرآن پاک احمدآباد سے آکر ۲ ربیع الثانی ۱۳۲۰ھ میں یہاں کتب خانہ میں داخل ہوا ہے۔

کاغذ چکنا باریک ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کئی سو سال پہلے کا ہے۔

(۱۵) پارۂ اقترب للناس معرّی (۱۴)

کتابت عمدہ، دیدہ زیب اور جدولیں طلائی رنگین، دوسرے صفحہ کی لوح جس کے نیچے سورۂ فاتحہ درج ہے، خوشنما، کئی رنگوں سے مزین، بلاشبہ اس میں ایک دلکشی پائی جاتی ہے، اس کے ہر صفحہ میں نو سطریں ہیں، خط جلی ہے۔

یہ عہد اکبری میں ۲۴ ذی الحجہ ۱۰۰۱ھ کو شاہی کتب خانہ میں داخل ہوا تھا، اس کے پہلے صفحہ پر یہ عبارت درج ہے۔

"جزو ہفتدہم اقترب بخط روشن محقق، جلد بادنجانی، بجدول طلا آوردہ سید عبداللہ بتاریخ بست و چہارم ماہ ذی الحجہ ۱۰۰۱ھ جمع کتاب خانہ عامرہ دوم"

اس کے نیچے ایک مہر لگی ہے جس پر ۱۰۰۱ھ کندہ ہے۔

تقطیع بڑی ہے، سنہ کتابت درج نہیں، سید عبداللہ لانے والے خود کاتب تھے، معلوم ہوتا ہے کہ خود ان کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے، بہرحال یہ پارہ گیارہویں صدی کی نفیس کتابت کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ یہ پارہ بائیس اوراق میں ہے۔

ہمارے یہاں یہ پارہ مولوی فیض الدین صاحب وکیل ریاست حیدرآباد نے یکم ربیع الثانی ۱۳۴۵ھ کو داخل کیا۔

(۱۶) **پارۂ فمن اظلم معرّیٰ** (۱۴)

پارہ چوبیسواں

یہ پارہ اعلیٰ کتابت کا نادر نمونہ ہے اس کی کتابت میں جلی و خفی دو قلم استعمال کئے گئے ہیں ترتیب یہ ہے کہ پہلی اوپر والی سطر جلی قلم ہے۔ اور اس کے نیچے چار سطریں خفی قلم میں پھر ایک سطر جلی ہے اور اس کے نیچے چار سطریں خفی اور پھر اخیر والی سطر جلی گویا سب سے اوپر سب سے نیچے اور درمیانی یہ تین سطریں ہر صفحہ میں جلی ہیں اور ہر دو جلی سطروں کے بیچ میں چار چار سطریں خفی، اس طرح ہر صفحہ پر کل گیارہ سطریں ہوئیں۔ تین جلی اور آٹھ خفی۔

حاشیہ پر پورے پارہ میں طلائی خوبصورت زنجیرہ بنا ہوا ہے، جدولیں بھی ہر صفحہ پر دیدہ زیب، رنگین اور طلائی ہیں، پارہ کے شروع میں کتب خانہ شاہی میں داخلہ کے وقت کی یہ تحریر اب تک موجود ہے۔

ولایت پادشـــــاہ

"جزء فمن اظلم بخط دو قلمی جلد سرخ و ترنج و زنجیرہ طلا بابت فتح خاں مرحومی جزو کتابخانہ پادشاہ عالمگیر سکندر اقبال سلیمان سریر خلد اللہ ملکہ و سلطانہ شدہ بتاریخ ۳۰ رماہ رمضان سنہ ۱۰۶۹ھ"۔

پھر شاہی مہر بھی لگی ہوئی ہے۔

پورے پارہ پر سنہری افشاں ایک خاص انداز سے چھڑکی گئی ہے جس سے اس کا حسن دوبالا ہو گیا ہے، کہا جاتا ہے کہ یہ پارہ خود عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے قلم کا لکھا ہوا ہے، لیکن کہیں کاتب کا نام اور سنہ کتابت درج نہیں ہے۔

(۱۸) **حمائل بتفسیر مترجم فارسی** (۱۷)

تفسیر برحاشیہ (ک سنہ ۱۰۸۵ھ)

یہ حمائل شریف مترجم انتہائی دلکش، خوشنما، دیدہ زیب اور خوشخط ہے، ہر صفحہ کی حوض میں

جو سنہری حسین بوٹے دار بیلوں کے درمیان ہے قرآن پاک کا متن درج ہے، یہ کالی روشنائی سے عربی خط میں لکھا گیا ہے، اور قرآن پاک کی ہر سطر کے نیچے بین السطور میں فارسی ترجمہ ہے جو سرخ روشنائی سے لکھا گیا ہے، اور یہ خط نستعلیق میں ہے۔

اصل جوش کے برابر تینوں طرف حاشیہ رکھا گیا ہے جس پر صاحب تفسیر حسینی کی ایک دوسری تفسیر چڑھی ہوئی ہے، اس کا نام "جواہر التفسیر لتحفۃ الامیر" ہے، اس کے مصنف کا نام ملّا حسین واعظ کاشفی (م ۹۱۰ھ) ہے۔ یہ تفسیر پوری لفظ بہ لفظ درج ہے، چنانچہ اس میں الفاظ قرآن لکھنے کے بعد تفسیر درج کرتے ہیں، نمایاں کرنے کیلئے الفاظ قرآن جہاں جہاں تفسیر میں آئے ہیں ان کو سرخ روشنائی سے لکھا گیا ہے اور تفسیر کالی روشنائی سے، یہ حاشیہ جس پر تفسیر ہے سنہری اور دوسرے مختلف رنگوں سے بنی ہوئی رنگین و دلکش جدولوں سے گھرا ہوا ہے، ہر صفحہ کے دونوں کناروں اور درمیانی حصہ کے کنارے پر سنہری زمین میں مختلف رنگوں کے حسین پھول بنائے گئے ہیں جس سے ہر صفحہ کی دلکشی بہت بڑھ گئی ہے۔

یہ پورا قرآن مع تفسیر و ترجمہ کتابت و آرٹ کا ایک ایسا نمونہ ہے جسے دیکھکر انسان بے اختیار پھڑک اٹھتا ہے اور بے ساختہ اس کی زبان پر کلمات داد و تحسین آجاتے ہیں۔

جگہ جگہ متن قرآن کے ارد گرد دلکش و خوشنما بیلیں بنی ہوئی ہیں، ہر سورت کے شروع میں اس کا نمبر بھی درج ہے، ۱۰۸۰ھ کا لکھا ہوا ہے، کاتب عنایت خاں ملا یعقوب عباری ملتانی ہیں ہر صفحہ پر پندرہ سطریں قرآن پاک کی اور اتنی ہی ترجمہ کی ہیں، یہ حمائل مع تفسیر (۲۲۲) اوراق پر ہے۔

یہ نسخہ یہاں نواب شجاع الملک مجید یہ دواخانہ محلہ حیدر گوڑہ حیدرآباد دکن سے آیا ہے، ترجمہ یا تو خود ملا کاشفی کا ہی ہے اور اسی کی توقع ہے یا کسی اور کا، کیونکہ یہ ترجمہ نہ منسوب بہ سعدی سے ملتا ہے نہ کسی اور چھپے ہوئے ترجمہ سے، نمونہ ملاحظہ فرمائیں۔

نمونہ ترجمہ بسم اللہ الخ ۔ "بنام الہ بخشندۂ مہرباں"

نمونہ ترجمہ "الحمد للہ" : جمیع ستائش مر اللہ را آن رب جہان ہا ست، بخشندۂ مہربان،
بادشاہ روزجزا، ترا بندگی کنم و از تو مدد خواہم، بہما را راہ پائندہ را، راہ آنانکہ انعام
کردی تو برایشاں نہ آنانکہ غضب کردہ شدند بر کفار و نہ گمراہان۔"

(۱۰) **قرآن کریم مترجم فارسی** (۳-۴)

یہ قرآن مترجم متوسط تقطیع پر ہے جو آجکل عام طور سے رائج ہے خوشخط اور متوسط القلم
ہے، پہلے دو صفحات پر بیل بوٹے سنہرے بنے ہوئے ہیں، یہ دو جلدوں میں ہے، متن قرآن سیاہ
روشنائی سے لکھا گیا ہے اور ترجمہ سرخ روشنائی سے، ترجمہ کا قلم باریک ہے، ہر صفحہ پر جدولیں
سرخ و طلا و روشنائی کی تین برابر لکیروں سے بنائی گئی ہیں۔
یہ فارسی ترجمہ مروجہ کسی ترجمہ سے نہیں ملتا۔ یہ ترجمہ کس بزرگ کا ہے اب تک پتہ نہیں
چل سکا ہے، نمونہ نیچے درج ہے۔
ہر صفحہ پر گیارہ سطریں قرآن پاک کی اور اتنی ہی ترجمہ کی ہیں، کیونکہ ترجمہ بین السطور ہے
نصف اول کے (۲۴۳) اوراق یعنی ۴۸۶ صفحات ہیں، اور نصف آخر کے (۲۴۲) اوراق
یعنی ۴۸۴ صفحات، گویا پورا قرآن ۴۸۵ اوراق پر ہے۔
کاتب کا نام اور سنہ کتابت درج نہیں ہے مگر کاغذ دیسی ساخت کا ہے جس سے اندازہ
ہوتا ہے کہ سینکڑوں برس پہلے کا لکھا ہوا ہے۔
ترجمہ کا نمونہ ملاحظہ فرمائیں

نمونہ ترجمہ "بسم اللہ الخ" :- بنام خدائے بخشندۂ مہربان
نمونہ ترجمہ "الحمد للہ" : "ہمہ ستائش مر خدائے را رب جہانیان بخشندہ مہربان
بادشاہ روز جزا ترا می پرستیم و از تو یاری خواہیم، بنما مرا راہ راست راہ آنانکہ
انعام کردی برایشاں غیر خشم برایشان، نہ راہ گمراہان"

(۱۹) قرآن شریف مترجم فارسی (۹)

(از حضرت شاہ ولی اللہ الدہلویؒ م ۱۱۷۶ھ)

اس قرآن پاک کی تقطیع کلاں ہے۔ لمبائی ایک فٹ چار انچ اور چوڑائی ایک فٹ ہے، یہ پورا قرآن پاک، دیدہ زیب اور خوش خط ہے، قلم متوسط استعمال کیا گیا ہے، جدولیں طلائی مختلف رنگوں سے بنی ہوئی ہیں، شروع کے دو صفحات پر طلائی بیل بوٹے نمایاں طور پر بنے ہوئے ہیں۔

متن قرآن کالی روشنائی سے لکھا گیا ہے اور ترجمہ سرخ روشنائی سے، ترجمہ کا قلم باریک ہے ترجمہ ہندوستان کے مشہور محدث وحکیم حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ (م ۱۱۷۶ھ) کا ہے، متن قرآن خط نسخ میں لکھا گیا ہے اور ترجمہ نستعلیق میں، ترجمہ کا خط کچھ زیادہ جاذب نظر نہیں ہے۔

پورا قرآن (۲۶۹) اوراق یعنی ۵۳۸ صفحات پر پھیلا ہوا ہے، ہر صفحہ میں پندرہ سطریں قرآن پاک کی ہیں اور اتنی ہی سطریں ترجمہ کی، کاغذ موٹا دبیز لگایا گیا ہے، یہ دیسی ساخت کا ہے۔ سنہ کتابت اور کاتب کا نام درج نہیں ہے، یہ قرآن پاک ضلع مظفر نگر کی ایک خاتون (اہلیہ سید یعقوب مرحوم) کا عطیہ ہے۔ ہمارے کتب خانہ میں ۲ رجب ۱۳۲۳ھ کو داخل ہوا، ترجمہ کا نمونہ یہ ہے۔

"بسم اللہ" بنام خدا بخشائندہ مہربان

"الحمد للہ" ستائش خدائے راست پروردگار عالمہا، بخشائندہ مہربان، خداوند روز جزا، ترا می پرستیم و از تو مدد می طلبیم، بنما ما را راہ راست راہ آنانکہ انعام کردی بر ایشاں بجز آنانکہ خشم کردہ شد بر آنہاں، و بجز گمراہاں۔

(۲۰) قرآن شریف مترجم فارسی (ک ۱۱۸۴ھ) (۱۱)

یہ قرآن پاک مترجم بہ ترجمہ فارسی بڑی تقطیع پر ہے، لمبائی ایک فٹ پانچ انچ اور چوڑائی ایک فٹ ہے، یہ پورا قرآن پاک جلی قلم اور خوشخط ہے متن قرآن کی کتابت بہت شاندار ہے،

بین السطور ترجمہ خط نستعلیق میں ہے مگر یہ اتنا شاندار نہیں جو متن کے خط نسخ کا مقابلہ کرسکے
ترجمہ بین السطور سرخ روشنائی سے لکھا گیا ہے، اور اس کا قلم نسبتہً خفی ہے جبکہ متن
قرآن کالی روشنائی سے لکھا ہوا ہے، متن قرآن پاک اور ترجمہ کی ہر سطر دو دلکش جدولوں
کے درمیان ہے، حاشیہ کشادہ سفید ہے اور متن قرآن کے گرد اگرد ہر صفحہ پر طلائی رنگین اور
دیدہ زیب جدولیں بنی ہوئی ہیں۔

متن قرآن کی زمین ہلکی سنہری رنگ کی ہے اور ترجمہ کی برائے نام سنہری اگر یہ سفید سی
ہے، پہلے دو صفحوں پر جہاں سورۂ فاتحہ اور سورہ بقرہ کی ابتدائی آیات ہیں حسین نقش و نگار
بنے ہوئے ہیں، رکوع کی علامتوں کو نمایاں کرنے کے لئے حاشیہ پر رنگین بیلدار دائرے
بنائے گئے ہیں جو سفید حاشیہ پر بہت بھلے معلوم ہوتے ہیں۔

فارسی ترجمہ کس کا ہے، صراحت نہیں ہے، اس وقت جو فارسی مطبوعہ تراجم پائے
جاتے ہیں ان میں سے کسی سے نہیں ملتا، یہ سب سے الگ ہے۔ نمونہ نیچے ملاحظہ فرمائیں۔

کاغذ باریک چکنا دیسی ساخت کا ہے، یہ قرآن پاک ۹۸۴ھ کا لکھا ہوا ہے، مگر اس پر چارسو
سال سے زیادہ گزرنے کے بعد بھی کاغذ پر ذرہ برابر آثار کہنگی نہیں ہیں، روشنائی سرخ و سیاہ دونوں
روشن ہیں۔

اس کے کاتب عبدالرضا بن حاجی محمد جواد ہیں، پورا قرآن ۶۴۷ اوراق یعنی ۱۲۹۴
صفحات پر پھیلا ہوا ہے، ہر صفحہ میں آٹھ سطریں قرآن پاک کی ہیں اور اتنی ہی سطریں ترجمہ کی، مگر
قرآن پاک خط نسخ میں ہے اور ترجمہ نستعلیق میں۔

یہ قرآن پاک خان محمد اکبر خاں سوداگر شملہ کا عطیہ ہے، یہاں ۳۰ ذی الحجہ ۱۳۱۴ھ میں
داخل ہوا ہے۔

یہ اہتمام بھی قابل ذکر ہے کہ کاتب نے جہاں جہاں سورتوں کے نام لکھے ہیں وہاں رنگین
بیلدار مستطیل دائرہ بنایا ہے اور نقش و نگار کے ذریعہ اجاگر کیا ہے، نقش و نگار میں نمایاں

بنو ہے ۔

نمونہ ترجمہ "بسم اللہ" الخ

"ابتدا میکنم بنام خدا بسیار بخشائندہ در دنیا وبخشائندہ در آخرت"

نمونہ ترجمہ "الحمد للہ" الخ

"جمیع محامد و ہمہ شکر ہا مر خدائے راست کہ پروردگار جمیع مخلوق است، بخشائندہ است بغایت خلق، بخشائندہ است مر مخصوص مؤمنین ۔ خداوند روز جزاء و قادر بر اقامت آنست، ترا عبادت میکنیم وبس، و خاص از تو یاری می خواہیم بنما مارا راہ راست، راہ آنانکہ انعام کردہ بر ایشاں، نہ راہ آں کسانیکہ خشم گرفتی بر ایشاں، و نہ راہ گمراہاں مثل نصاری و یہود ۔"

(۲۱) قرآن پاک مترجم اردو (۲۵)

یہ شاہ عبدالقادر دہلوی (م ۱۲۴۲ھ) کا ترجمہ ہے، یہ موجودہ قلمی حصّہ سورۂ دخان سے شروع ہوکر سورہ مرسلات پر ختم ہوجاتا ہے، کتابت معمولی ہے ۔ الفاظ قرآن کالی روشنائی سے لکھے گئے ہیں اور ترجمہ سرخ سے، حاشیہ پر مختصر فوائد جو شاہ صاحب کے ترجمہ میں عموماً ہوا کرتے ہیں درج ہیں، کرم خوردہ ہے، ۱۹۲ اوراق ہیں، کاغذ باریک چکنا ہے، سنہ کتابت اور کاتب کا نام درج نہیں اس لئے کہ اول و آخر غائب ہے ۔

تجوید عربی

(۱/۲۲) سراج القاری شرح شاطبیہ (۲)

اس کتاب کے مصنف ابو البقار علی بن عثمان المتوفی ۸۰۱ھ ہیں، انہوں نے علامہ شاطبی (م ۵۹۰ھ) کے مشہور منظوم رسالہ قصیدہ لامیہ کی شرح لکھی ہے۔ اس کے مطبوعہ نسخے عام طور پر پائے جاتے ہیں، قصیدہ لامیہ میں (۱۱۷۳) اشعار ہیں جن کی شرح کی گئی ہے، اس قصیدہ کے پہلے شارح علم الدین السخاوی (م ۶۴۳ھ) ہیں، پھر اور دوسرے حضرات نے بھی اس کی شرح لکھی ہے۔ زیر نظر کتاب بعد میں لکھی گئی ہے، اور بقول مصنف اس کی عبارت سہل اور سلیس ہے، نہ زیادہ پھیلی ہوئی شرح ہے کہ لوگ گھبرا جائیں اور نہ بالکل مختصر کہ مطالب واضح نہ ہو سکے بلکہ درمیانہ درجہ کی ہے اور پہلی تمام شروح کا عطر کشید کر لینے کی سعی کی گئی ہے، اور ساتھ ہی مصنف نے اپنی طرف سے بہت کچھ فوائد کا اضافہ بھی کیا ہے۔

کتابت صاف ستھری ہے، اشعار سرخ روشنائی سے لکھنے کا اہتمام ہے اور شرح سیاہ روشنائی سے تاکہ اصل اور شرح دونوں میں امتیاز ہر ایک پہلی ہی نظر میں کر سکے، ہر ایک صفحہ میں (۲۳) سطریں ہیں، مجموعی طور پر (۱۷۶) اوراق ہیں، ۸۶۵ھ میں یہ شرح لکھی گئی ہے، یہ قلمی نسخہ ۸۶۹ھ کا مکتوبہ ہے، اس کے کاتب فقیہ ابو بکر بن عثمان السواحلی ہیں، کاغذ دیسی میلے رنگ کا ہے، چار سو سال گذرنے کے باوجود اچھی حالت میں ہے۔ کتاب کا سائز ۲۲×۲۰/۸ ہے، اس کتاب پر مفتی سعد اللہ مراد آبادی کے نام کی مہر لگی ہوئی ہے۔

(۲/۲۳) شاطبیہ مع حواشی (۳)

(مصنفہ ابو محمد قاسم بن فیرہ الشاطبی المتوفی ۵۹۰ھ)

یہ علامہ شاطبیؒ کا مشہور منظوم رسالہ قصیدہ لامیہ ہے جو فن قرارت میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے اور جس کی بہت سے لوگوں نے مبسوط و مختصر شرحیں لکھی ہیں، یہ رسالہ اب بکثرت چھپا ہوا ملتا ہے، زیر نظر قلمی نسخہ کی خصوصیت یہ ہے کہ ہر شعر پر طویل حاشیہ ہے، تقطیع بڑی

شرح وقایہ سائز ہے مگر ہر صفحہ پر صرف پانچ اشعار ہیں اور پورا صفحہ حواشی سے مزین ہے، صاحب فن کیلئے یہ ایک نایاب دولت ہے، کاغذ دبیز موٹا ہے، (۱۲۷) اوراق ہیں، یہ نسخہ قلمی بہت قدیم ۵۲۳ھ کا لکھا ہوا ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ چھ سو سال سے بھی اس کی عمر زیادہ ہے، کاغذ میں آثار کہنگی آچکے ہیں مگر ابھی مضبوط اور لائق مطالعہ ہے، کاتب کا نام درج نہیں ہے، ان کی حیات کیلئے دیکھئے مفتاح السعادہ ج ۱ ص ۳۸۷۔

شاطبیہ کے ابیات کی تعداد لوگوں نے (۱۱۷۳) لکھی ہے، اوراق کرم خوردہ ہیں، شروع کتاب میں مفتی سعد اللہ کے نام کی مہر لگی ہوئی ہے۔

(۴/۲۴) شرح الشاطبی (۶)

زیر نظر قلمی نسخہ علامہ شاطبی (م ۵۹۰ھ) کے قصیدہ لامیہ کی شرح ہے، مگر یہ حصہ باب فرش الحروف سے شروع ہوتا ہے، جہاں سے سورۃ البقرہ پر گفتگو شروع ہوتی ہے، اس سے پہلے والے حصہ کی شرح نہیں ہے، اس وجہ سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ یہ کس کی شرح ہے، مصنف یعنی شارح کا نام کہیں درج نہیں ملا، ابواب کے نام سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں اور متن کے اشعار سرخ لکیر کے ذریعہ ممتاز کئے گئے ہیں، کتابت صاف ستھری ہے، کاغذ بوسیدہ میلا ہے، کرم خوردہ بھی ہے، ایک صفحہ میں (۲۱) سطریں ہیں، سائز اوسط یعنی ۲۰×۲۷ ہے، اس کے کاتب فرید بن فتح اللہ الحسنی ہیں، اور جنہوں نے لکھوایا ہے ان کا نام محمد بن مخدوم اسمعیل ہے، یہ ۹۸۳ھ کا لکھا ہوا ہے اور اوراق کے نمبرات پڑے ہوئے نہیں ہیں، مگر کوئی ڈیڑھ سو اوراق ضرور ہونگے۔

(۴/۲۵) مقدمہ جزری (۴)

(از محمد بن محمد بن علی بن یوسف الجزری (م ۸۳۳ھ)

اس کے مصنف اپنے زمانہ کے جید فاضل، نامور قاری اور مقبول عام مفتی و قاضی

تھے، بہت سی دوسری کتب تجوید بھی آپ نے تصنیف کی ہیں، فن تفسیر و حدیث میں بھی آپ کی تصنیفات پائی جاتی ہیں، حالات کے لئے دیکھئے مفتاح السعادۃ از طاش کبری زادہ ص ۳۹۲ ج ۱ .

مقدمۂ جزری کا زیر نظر نسخہ خوشخط اور پاکیزہ ہے، یہ پورا رسالہ نظم میں ہے، اس کے کل اشعار (۱۰۷) ہیں، اس کا پہلا شعر یہ ہے ؎

یقول راجی عفو رب سامع   محمد بن الجزری الشافعی

اور اخیر والا شعر یہ ہے ؎

علی النبی المصطفی و آلہ   وصحبہ وتابعی منوالہ

یہ رسالہ (۱۶) صفحات کا ہے، کاتب کا نام اور سنہ کتابت درج نہیں، سائز اوسط ہے یہ نسخہ کچھ زیادہ قدیم نہیں ہے .

(۱) الوسیلۃ الی کشف العقیلہ (۵/۲۶)

(از علم الدین ابوالحسن السخاوی م ۶۴۳ھ)

محمد قاسم بن فیرہ بن الشاطبی (م ۵۹۰ھ) نے ایک رسالہ لکھا تھا جس کا نام "عقیلہ" تھا زیر نظر کتاب اس رسالہ کی مبسوط شرح ہے، کتاب کے شروع میں ایک قیمتی مقدمہ بھی ہے، یہ نسخہ بہت نفیس اور صاف ستھرا لکھا ہوا ہے، کاغذ موٹا میلے رنگ کا ہے، عبدالرحمن جبشانی اس کے کاتب ہیں، سنہ کتابت درج نہیں، ضخامت (۲۴۰) صفحات ہیں .

مصنف مذہباً شافعی ہیں، تجوید کے ساتھ نحو اور لغت میں بھی آپ کو بڑی دسترس حاصل تھی، مورخین نے لکھا ہے کہ قاریوں میں آپ کے برابر کسی نے تلامذہ نہیں چھوڑے، ان کی حیات کے لئے دیکھئے مفتاح السعادہ ص ۳۹۰ ج ۱، شارح مختلف دوسری متعدد کتابوں کے کامیاب مصنف ہیں، مورخین نے آپ کو امام النحو و اللغۃ والتفسیر والادب لکھا ہے، آپ کے تفصیلی حالات کے لئے پڑھئے طبقات الشافعیۃ الکبری ص ۱۲۶ ج ۵ .

تجوید فارسی

(۲۷/۶) تحفۃ القاری (۲)

یہ رسالہ علم تجوید میں ہے، اس کے مصنف محمد علی جلال آبادی ہیں، اس میں امام عاصم کوفیؒ کی قرأت بروایۃ حفص بیان کی ہے، یہ رسالہ ایک مقدمہ، بارہ ابواب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے، کتاب ضخیم ہے ۲۸۲ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے، ہر صفحہ میں دس سطریں ہیں، کتاب اپنے مقصد میں کامیاب ہے، زیر نظر قلمی نسخہ حکیم عبداللہ شاہ کی فرمائش پر نقل ہوا ہے ناقل حافظ محمد الٰہی حسن مدرس مدرسہ کرنال ہیں، سال کتابت سنہ ۱۳۱۰ھ ہے، کاغذ موٹا چکنا لگایا گیا ہے، کتابت معمولی ہے مگر صاف ستھری ہے۔

اس رسالہ کے اخیر میں رسالۃ الاوائل قلمی لگا ہوا ہے جو شیخ سعید بن شیخ سنبل کا ہے اور جس میں حدیث کی مشہور کتابوں کی پہلی حدیث مع اسناد نقل ہے، یہ رسالہ سنہ ۱۲۸۷ھ کا لکھا ہوا ہے، یہ ۴۲ صفحات میں ہے، اس کے کاتب کا نام عبداللہ ہے۔ تقطیع اوسط ہے، زبان فارسی ہے۔

(۲۸/۷) رسالۂ تجوید (۴)

یہ قلمی رسالہ فن تجوید میں ہے جو فارسی زبان میں لکھا گیا ہے، اول و آخر سے ناقص ہے، اس لئے معلوم نہیں ہو سکا کس کی تصنیف ہے، کتاب اپنی ترتیب و تفصیل کے اعتبار سے عمدہ ہے پوری کتاب ایک مقدمہ، چودہ ابواب اور ایک خاتمہ پر منقسم ہے پھر ہر باب کے تحت متعدد فصلیں ہیں جو مختلف ناموں سے درج ہیں۔

کاغذ باریک چکنا ڈیڑھ سو سال کے اندر کا ہے، کتابت عمدہ صاف ستھری ہے، ابواب و فصول سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں جو نمایاں معلوم ہوتے ہیں، شروع کے دو تین صفحات نہیں ہیں، اور اخیر سے کافی غائب ہے، اس لئے کہ باب دوازدہم مقصد اول پر یہ حصہ ختم ہو رہا ہے اس طرح تین ابواب اور ایک خاتمہ اخیر سے نہیں ہے، سنہ ۱۲۲۹ھ کا نوشتہ ہے، کاتب کا نام درج

نہیں ہے، سائز: اوسط $\frac{۲۶ \times ۲۰}{۸}$ ہے۔

(۸۱/۲۹) رسالہ در علم تجوید (۳)

یہ علم تجوید میں ایک مختصر رسالہ ہے جو فارسی زبان میں لکھا گیا ہے۔ یہ یہاں سے شروع ہوتا ہے "بداں اسعدک اللہ تعالیٰ فی الدارین کہ جملہ حروف تہجی بیست وہشت است"۔
سائز چھوٹا $\frac{۲۰ \times ۳۳}{۱۲}$ ہے مصنف کا کہیں نام نہیں، ایک صفحہ میں (۱۵) سطریں ہیں۔ کل اوراق آٹھ ہیں، سنہ کتابت درج نہیں ہے۔

(۹/۳۰) شرح مقدمہ جزریہ ۱۳۰۵ھ (۱)

مقدمہ جزری جو تجوید میں منظوم مشہور عربی رسالہ ہے یہ زیر نظر کتاب اس کا مطلب خیز فارسی ترجمہ ہے، یہ ترجمہ غلام علی نامی کسی بزرگ نے کیا ہے، ۱۳۰۵ھ کا مکتوبہ ہے۔ رسالہ مکمل ہے۔ کوئی ڈیڑھ دو سو صفحات پر پھیلا ہوگا، کاغذ موٹا دبیز ہے، پورا نسخہ کرم خوردہ مگر لائق مطالعہ ہے ہر صفحہ میں (۱۴) سطریں ہیں، متن کو اوپر سرخ خط کھینچ کر نمایاں کیا گیا ہے، کتابت صاف ستھری ہے۔

~

تجوید اردو

(۱۰/۳۱) رسائل التجوید والقراءۃ (۵)

یہ رسالہ اردو زبان میں فن تجوید کے اندر تصنیف کیا گیا ہے، اس کے مصنف کا نام صراحت کے ساتھ لکھا ہوا نہیں ملا، مگر اخیر میں ناقل ابو تراب محمد یعقوب الہ آبادی کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ سعد یا نامی کسی بزرگ کا لکھا ہوا ہے، مصنف لکھتے ہیں

"یہ احقر عرض رسا ہے کہ جب ترجمہ رسالہ قرارت منظومہ مصنفہ مولوی سعد اللہ صاحب سے فراغ ہوا مناسب معلوم ہوا کہ چند اوراق متعلق قرارت سبعہ کے لکھے جائیں تا کہ مبتدیوں کو تجوید و اختلاف روایات دونوں میں مناسب ہو جاوے"۔

یہ رسالہ ۳۴ صفحات کا ہے، تقطیع متوسط ہے، ایک صفحہ میں (۲۰) سطریں ہیں، کتابت عمدہ صاف ستھری ہے، کاغذ چکنا آجکل جیسا ہے، ۱۳۱۲ھ کا لکھا ہوا ہے، کاتب ابو تراب محمد یعقوب الہ آبادی ہیں، رسالہ اپنے موضوع میں کامیاب ہے اور سلیقہ سے مرتب کیا گیا ہے، اس کے اخیر میں چار صفحات پر "رسالہ ابدال اشمام وحمزہ" منظوم درج ہے جو عربی زبان میں ہے۔

(۱۱/۳۲) فخر المتعلمین (۱)

یہ کتاب حافظ قاری فخر اللہ ولد شیخ اسلم صدیقی کی تصنیف ہے جو قاری محمد نسیم کے شاگرد اور داماد تھے، آپ نے یہ کتاب اپنے استاذ مفتی محمد شرف الدین اور حافظ کبیر احمد کی فرمائش پر ۱۲۵۸ھ میں لکھی، جب روہیل کھنڈ میں نواب محمد سعید کا دور دورہ تھا۔

اس کتاب میں علم تجوید کی مستند و معتبر کتابوں کا خلاصہ لے لینے کی سعی کی گئی ہے، تقریباً تمام ہی کتابیں مصنف کے سامنے رہی ہیں، کتاب ایک مقدمہ، بائیس فصل اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے، پوری کتاب، کوئی سو اوراق سے زیادہ میں پھیلی ہوئی ہے، تقطیع ۲۲×۲۰/۸ ہے، ہر صفحہ میں (۱۷) سطریں ہیں، ۱۲۷۵ھ کی مکتوبہ ہے، کاتب کا نام درج نہیں ہے، ضروری جملوں کو سرخ روشنائی

سے لکھنے کا اہتمام ہے، بالخصوص قرآنی آیات سب کی سب سرخ روشنائی سے لکھی گئی ہیں، زبان سلیس اور صاف ستھری ہے گو طرزِ تحریر اس دور کا پرانا ہے ۔

(۳۳/۱۲) مختصر التجوید (۴)

یہ کتاب قاری قادر بخش پانی پتی کی تصنیف ہے، سنہ ۱۲۹۶ھ میں تصنیف ہوئی ہے، کوئی چالیس پچاس اوراق میں چھپی ہوئی ہے، ہر صفحہ میں (۱۳) سطریں ہیں، پوری کتاب کرم خوردہ ناقابلِ استفادہ ہے، کتابت صاف ستھری معمولی ہے ۔

(۳۴/۱۳) المعانی الجلیلہ (۳)

یہ دراصل کسی استاذ کا لکھایا ہوا نوٹ ہے جو کسی شاگرد نے لکھا ہے، سائز بڑا ہے، ہر صفحہ میں (۲۱) سطریں ہیں، پورا رسالہ (۱۴) اوراق میں پھیلا ہوا ہے، ۱۳۱۳ھ کا نقل کردہ ہے۔ اس کے ناقل ضمیر الدین بحری آبادی ہیں، انہوں نے قاری حافظ خدا بخش امروہوی کے حکم سے لکھا ہے، قاری صاحب موصوف مدرسہ عالیہ فرقانیہ لکھنؤ میں پڑھتے تھے ۔

(۳۵/۱۴) وسیلۃ القاری (۲)

زیرِ نظر کتاب حافظ قاری کریم اللہ خاں متوطن دادری صوبہ دہلی کی تصنیف ہے، مصنف نے لکھا ہے "سنہ ۱۲۵۴ھ میں بسلسلہ نوکری میری حاضری نواب محمد وزیر خاں نصرت جنگ کی خدمت میں ہوئی، اسی اطمینان کے زمانہ میں میں نے یہ کتاب علم تجوید میں تصنیف کی، ۱۲۶۱ھ میں دوبارہ اس میں اضافہ کیا، پوری کتاب اکیس ابواب پر منقسم ہے (۱۲۰) اوراق میں چھپی ہوئی ہے، کتابت صاف ستھری ہے، تقطیع (۲×۸) ہے، ہر صفحہ میں (۱۶) سطریں ہیں، ابواب اور فوائد کے سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں، سنہ کتابت درج نہیں ہے، یہ نسخہ شکستہ [illegible]

عرف جاورہ میں نقل ہوا ہے ۔

تفسیر و متعلقات تفسیر عربی

(۳۶/۱) الاتقان فی علوم القرآن (۴۵)

اتقان متعلقات تفسیر میں ایک مشہور و مقبول کتاب ہے، اس کے مصنف علامہ جلال الدین عبدالرحمٰن السیوطی الشافعیؒ المتوفی ۹۱۱ھ ہیں جو علم و فن کی دنیا میں کسی تعارف کے محتاج نہیں، زیر نظر قلمی نسخہ اس اعتبار سے قیمتی ہے کہ یہ ۱۰۶۸ھ کا مکتوبہ ہے اور گیارہویں صدی ہجری کے مصری خط نسخ کا ایک عمدہ نمونہ ہے، کیونکہ یہ مصر ہی میں لکھا گیا ہے، کتابت صاف ستھری بہتر ہے، کاتب نے لکھنے میں اچھا خاصہ اہتمام کیا ہے، عبارت میں جو لفظ نمایاں کرنے کے لائق تھے ان تمام کو سرخ روشنائی سے لکھا ہے جیسے "الاول، الثانی، قلت، تنبیہ، فائدہ، النوع" اسی طرح ہر باب کا عنوان یا کتاب بڑے جو اسمار آئے ہیں، کاتب کا نام عمر بن عمر بن محمد بن صالح ہے جو آخر کتاب میں درج ہے۔

کاغذ موٹا دبیز چکنا ہے، روشنائی چمکدار روشن ہے، ہر صفحہ میں اکتیس سطریں ہیں، اوراق (۲۵۳) ہیں، تقطیع بڑی ہے، مصنف نے اپنے حالات خود اپنے قلم سے "حسن المحاضرہ فی اخبار مصر والقاہرۃ" ص ۱۵۵ ج ۱ میں تفصیل سے لکھے ہیں، اور علامہ سخاوی نے "الضوء اللامع لاہل القرن التاسع" ص ۶۵ ج ۴ میں، لہٰذا مصنف کے حالات زندگی وہاں دیکھے جا سکتے ہیں۔

کئی سو سال گذرنے کے باوجود نسخہ عمدہ ہے، حاشیہ کے حصہ میں دیمک نے سوراخ کر ڈالا تھا، دارالعلوم نے اس کی مرمت کرا دی ہے۔ کتاب کی لوح پر متعدد مہریں لگی ہوئی تھیں اور کچھ تحریریں تھیں، کسی نے ان کو مٹانے کی سعی کی ہے جس کی وجہ سے وہ پڑھی نہیں جا سکتی، البتہ مفتی محمد سعد اللہ کی قلمیں تحریر اور ان کے نام کی مہر ہنوز نمایاں ہے، غالباً مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کتب خانہ سے دارالعلوم میں یہ کتاب آئی ہے۔

(۳۷/۲) الاکلیل فی استنباط التنزیل (۴۸)

اس کے مصنف بھی علامہ جلال الدین عبدالرحمٰن السیوطی الشافعی المتوفی ۹۱۱ھ ہیں۔ یہ ...

بھی اب مصر سے چھپ کر شائع ہو گئی ہے، اس کتاب میں ان آیتوں کی تفسیر بیان کی گئی ہے جن سے کوئی حکم استنباط ہوتا ہے، مصنف نے اس کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ اس موضوع اور عنوان پر کتابوں کی کمی نہ تھی، اور واقعہ ہے کہ اس موضوع پر عمدہ سے عمدہ کتابیں ہیں بھی مگر عموماً وہ سب بڑی ضخیم اور لمبے چوڑے مباحث پر مشتمل ہیں، اس لئے میں نے ایک درمیانے درجہ کی کتاب لکھنے کی کوشش کی ہے تاکہ ہر شخص بآسانی مطالعہ کر سکے۔ دوسری بات یہ کہ اس میں بہت سے استنباطات ہیں جو دوسری کتابوں میں نہیں ہیں۔

زیر نظر قلمی نسخہ ۱۲۵۵ھ کا لکھا ہوا ہے، کتابت خوشخط اور صاف ستھری ہوئی ہے، حاشیہ کشادہ ہے، کاغذ دیسی ساخت کا مضبوط ہے، جا بجا آب رسیدہ ہے مگر متن صاف ہے، پرانے ہونے کی وجہ سے اثر نہیں پڑا ہے، کتاب پر مفتی سعد اللہ مراد آبادی کے نام کی مہریں لگی ہوئی ہیں، مفتی صاحب کے دستخط بھی ہیں، مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے حسن المحاضرہ ج ۱، البدر الطالع ص ۵۶۷ ج ۲۔

(۳۸/۲) انوار التنزیل (تفسیر بیضاوی) (قلمی)

اس تفسیر کے مصنف قاضی ناصر الدین ابو الخیر عبد اللہ بن عمر بن محمد بن علی الشیرازی بیضاوی المتوفی ۶۸۵ھ ہیں، مختلف علوم میں آپ نے کتابیں تصنیف کی ہیں، آپ کی یہ تفسیر بہت مشہور ہے اور ساتھ ہی مقبول بھی، اس قلمی نسخہ کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ ہندوستان کے مشہور عالم ملا عبد الحکیم سیالکوٹی (م ۱۰۶۷ھ) کے زیر درس رہ چکا ہے، اور آپ نے اسے سامنے رکھ کر طلبہ کو اس کتاب کا درس دیا، حواشی کافی ہیں، تصحیح کے متعلق صراحت ہے کہ سات نسخوں سے اس کی تصحیح کی گئی ہے، کرم خوردگی کی وجہ سے پوری کتاب داغ داغ ہے، بہت سے اوراق باہم مل کر جم گئے ہیں، اس کی مرمت کرائی جا رہی ہے، کتابت صاف ستھری ہے، کاغذ بوسیدہ اور عمر رسیدہ ہے ۱۰۸۰ھ میں اس کی کتابت ہوئی ہے، مصنف کے حالات کے لئے پڑھئے مفتاح السعادۃ ص ۴۳۶/۱۲،

یا طبقات الشافعیہ الکبریٰ للسبکی ص ۵۹، ج ۵ ۔

ایضاً

(۴، ۳۹) (۱۳)

تفسیر بیضاوی کا یہ قلمی نسخہ سورہ مریم سے سورۂ ناس تک ہے، خط روشن مگر معمولی اور تحریر صاف نہیں ہے، جدولیں سرخ و سیاہ دو رنگ کی روشنائی سے بنی ہوئی ہیں، کرم خوردہ ہونے کے باوجود اس لائق ہے کہ پڑھنے والا پڑھ سکتا ہے، الفاظ قرآن کو سرخ لکیروں کے ذریعہ نمایاں کیا گیا ہے، خط نستعلیق ہے، ہر صفحہ میں (۲۲) سطریں ہیں، ۱۲۵۱ھ کا مکتوبہ ہے، کاتب کا نام درج نہیں، اوراق کے نمبر بھی نہیں ہیں۔

ایضاً

(۵) (۱۴)

یہ نسخہ بھی نصف آخر ہے، مگر اول و آخر سے اوراق غائب ہیں، یہ خط نسخ میں ہے، اس میں تمام الفاظ قرآن سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں، کتابت معمولی مگر صاف ستھری ہے، کاغذ دبیز، موٹا چکنا ہے، نسخہ کتابت عموماً اخیر میں ہوتا ہے، وہ ورق موجود نہیں ہے، کاغذ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نسخہ کافی پرانا ہے، ہر صفحہ میں (۲۱) سطریں ہیں، اوراق کے نمبر نہیں ڈالے گئے ہیں۔

اوضح البیان فی اسامی القرآن

(۲/۱/۱۴) (۳۹)

یہ رسالہ سید ابو تراب جعفری کی تصنیفات میں ہے، اس میں قرآن پاک کے ناموں کی تشریح ہے، مثلاً قرآن کو کتاب، فرقان اور اس طرح کے دوسرے ناموں سے یاد کیا گیا ہے، مصنف نے اپنے رسالہ میں ان ناموں کی لغوی اور معنوی تشریح کی ہے، اور قرآن ہی سے دلیل بیان کی ہے، مقدمہ میں تحریر کیا ہے کہ جب میں سالار جنگ کے مدرسہ میں مدرس تھا تو ہمارے استاد مولانا سید احمد علی رامپوری نے حکم دیا کہ قرآن کے ناموں کی توجیہ بیان کرو، چنانچہ میں نے قرآن کی تلاوت شروع کی، تو قرآن کے کچھ زائد نام ہاتھ آئے، ان ناموں کے اعتبار سے جن کی تشریح کا حضرت الاستاذ نے حکم دیا تھا، پچپن نام تو وہ ہیں جن کا تذکرہ البرہان اور الاتقان

ہیں جن چوبیس نام میں نے تلاش کرکے نکالے اور کچھ نئے نام ان ناموں میں کے جوبیس نام امام فخرالدین رازی نے لکھے ہیں، مصنف نے یہ رسالہ ۱۲۸۳ھ میں لکھا ہے۔

اس پر حاشیہ ایک آدھ جگہ خود مصنف کی طرف سے ہے، اور چار پانچ جگہ ان کے استاد مولانا سید احمد علی رامپوری کے قلم سے ان حواشی کے نیچے مولانا کے دستخط بھی ثبت ہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسودہ خود مصنف کے قلم کا ہے جس کو انہوں نے استاذ کے سامنے پیش کیا یہ مطبوعہ نسخے کی اسی سے کتابت ہوئی ہے اس لئے کہ کاتب نے پنسل سے جو صفحات کا نشان لگایا ہے، وہ موجود ہے، یہ رسالہ کاپی سائز پر ہے، ہر صفحہ میں صرف چھ سطریں ہیں، ضخامت (۷۰) صفحات ہے کتابت صاف ستھری اور پختہ قلم ہے، مولانا وکیل احمد سکندرپوری کے نام کی مہر لگی ہوئی ہے اور ان کے دستخط بھی ہیں۔

(۴۲/۷) تفسیر جامع البیان فی تفسیر القرآن (۴۰) (۴۴)

معین بن صفی المتوفی ۸۸۹ھ کی تصنیف ہے، اس کے مطبوعہ نسخے بکثرت پائے جاتے ہیں مصنف نے مقدمہ میں لکھا ہے کہ دو سال تین ماہ کی مسلسل جدوجہد کے بعد میں نے یہ مختصر تفسیر تیار کی ہے، اس سلسلہ میں معالم التنزیل، مدارک التنزیل، تفسیر ابن کثیر، کشاف اور بیضاوی وغیرہ سامنے رہی ہے اور جو لکھا ہے پوری تحقیق کے بعد لکھا ہے، تقلید جامد نہیں کی ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ اختلاف رائے پائیں گے۔

زیر نظر قلمی نسخہ خوشخط اور عمدہ ہے، کاغذ موٹا دبیز ہے، متن قرآن سرخ روشنائی سے اور تفسیر سیاہ روشنائی سے لکھنے کا اہتمام ہے، اس کا خط نسخ ایک خاص نہج کا ہے، مصنف نے اسے ۸۷۰ھ میں مکہ مکرمہ میں کعبہ کے روبرو لکھی تھا، کشف الظنون ص ۲۷۶ ج ۲ میں نام جامع البیان کی جگہ جامع التبیان لکھا ہے اور سال وفات ۹۰۵ھ، یہ نسخہ ۱۲۶۰ھ سے پہلے کا لکھا ہوا ہے، یہ دو جلدوں میں مجلد ہے، ہر صفحہ میں (۲۵) سطریں ہیں، نصف اول (۴۲۶) صفحات پر ہے اور

یہی ضخامت نصف ثانی کی ہوگی، دوسری جلد سورہ مریم سے شروع ہوتی ہے، تقطیع بڑی ہے۔

تفسیر احمدی

(۸/۴۳)　　　　(۴۷)

یہ کتاب شیخ احمد معروف بہ ملا جیون امیٹھوی کی تصنیف ہے، سلطان اورنگ زیب عالمگیر کے اتالیق رہ چکے تھے، اس میں آپ نے احکام القرآن بیان کئے ہیں، یعنی ان آیتوں کو جمع کیا ہے جن سے کوئی حکم یا مسئلہ نکلتا ہے اور ان کی تفصیل لکھی ہے، یہ آپ کے ابتدائی زمانہ کی تصنیف ہے، عام طور پر چھپی ہوئی ملتی ہے، اس کتاب کا معیار کوئی اونچا نہیں ہے، مرمت کے بعد یہ قلمی نسخہ قابل استفادہ بن گیا ہے۔ کتابت صاف ستھری ہے، ہر صفحہ میں اکیس سطریں ہیں، کل اوراق (۱۳۱) ہیں، کاتب کا نام اور سنہ کتابت درج نہیں ہے، آیات قرآنی کو ہر جگہ ان کے اوپر سرخ لکیر ڈال کر نمایاں کیا گیا ہے۔ مصنف کے حالات کے لئے پڑھئے سبحۃ المرجان ص۴۹ یا ابجد العلوم ص ۹۰۷۔

تفسیر رحیمی جلد اوّل و ثانی

(۹/۴۴)　　　　(۴۵ و ۴۶)

امیر اسماعیل سید خان

یہ ایک نایاب تفسیر ہے جو دو جلدوں میں ہمارے کتب خانہ میں موجود ہے، مصنف کا نام امیر اسماعیل ہے اور آپ سید خاں کے نام سے مشہور تھے، مصنف نے لکھا ہے کہ جب میرا شعور آخرت بیدار ہوا تو غم نے نڈھال بنا دیا، اسی زمانہ میں یکم ربیع الاول ۱۱۲۶ھ کو ایک خواب دیکھا کہ ملک عنبر نے ایک مذہب و مرصع قرآن پاک مجھے عطا کیا ہے جسے لیکر میں نے سر پر رکھا، اور آنکھوں سے لگایا اور بے انتہا خوش ہوا، خواب سے بیدار ہوا تو اس تفسیر کا لکھنا شروع کر دیا اس تفسیر کا نام "تفسیر رحیمی" رکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعہ مجھ پر رحم فرمایا، اور اس کے بعد مرا غم جاتا رہا۔

یہ تفسیر انہوں نے نظام شاہ کے دور حکومت میں لکھی ہے، اس کی ابتدا یہاں سے ہوتی ہے
"الحمد للہ الذی انزل القرآن العظیم الذی اعجز اہل الانس عن معارضتہ الخ"
اس کے پہلے صفحہ پر تین مہریں لگی ہیں جو پڑھی نہیں جاتیں۔ اس سے پہلے یہ کئی اشخاص کی ملکیت میں رہ چکی ہے، ایک امین اللہ صاحب کوئی ہیں ان کے پاس رہی، پھر قاضی عبدالودود صاحب نے سات روپے میں خریدی اور اپنے پاس رکھی، پھر ۱۳۱۳ھ میں مولانا وکیل احمد سکندر پوری کے یہاں پہونچی اور وہاں سے دارالعلوم دیوبند کے کتب خانہ میں آئی۔

کاغذ دیسی ساخت کا موٹا لگا ہوا ہے، ہر صفحہ پر سرخ جدولیں بنی ہوئی ہیں، الفاظ قرآن سرخ روشنائی سے اور تفسیر سیاہ روشنائی سے لکھنے کا پوری تفسیر میں اہتمام ہے، خط صاف ستھرا اور قابل استفادہ ہے۔ تفسیر مختصر، تفسیر جلالین کے طرز کی ہے، نمونہ ملاحظہ فرمائیں:

"اهدنا الصراط المستقیم الذی لا شائبة للالحاد والبدعة فیه، دقال الموة قفون ارشدنا الی طریق المعرفة حتی نستقیم معک علی خدمتک، فهذا دعاء المریدین. وارنا طریق بدایتک لنستقیم معک علی توحیدک، فهو دعاء المؤمنین، واهدنا طریق الانس فنفرح ونطرب معک، فهذا دعاء العارفین (ص ۳)"۔

کرم خوردہ ہے، مرمت کے بعد لائق استفادہ ہے، مگر بعض الفاظ کیڑوں نے چاٹ لئے ہیں، بہت اوراق آگ کی لپٹ سے سیاہ اور مجروح ہیں، کسی صفحہ پر (۱۹) سطریں ہیں، کسی پر (۲۳) اور کسی پر (۲۵) سطریں، کل اوراق (۳۶۹) ہیں، سورۂ عنکبوت کے دوسرے اور تیسرے رکوع کے بعد کے اوراق ضائع ہو گئے ہیں، مصنف کے حالات تلاش و جستجو کے بعد بھی نہیں مل سکے۔

(۱۰/۴۵) تفسیر سورۂ یوسف (۳۳)

(امام غزالی المتوفی سنہ ۵۰۵ھ)

تفسیر سورہ یوسف کا یہ قلمی نسخہ امام غزالی کی طرف منسوب ہے۔ پرانے طرز پر حکایات

اور اسی طرح کی روایتوں سے پُر ہے، ہر صفحہ پر سرخ و سیاہ لکیروں سے جدولیں بنی ہوئی ہیں، تفسیر سیاہ روشنائی سے لکھی گئی ہے، اور آیات قرآنی سرخ سے، جہاں کہیں فصل یا حکایات، یا نکتہ کا عنوان قائم کیا گیا ہے، یہ عنوانات بھی سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں، ہر صفحہ پر دس بیس جگہ جہاں قلت یا قال الراوی آیا ہے ان پر سرخ لکیر ڈالدی گئی ہے۔ اس سے دو فائدے ہوئے ہیں، ایک پیراگراف علیحدہ سا معلوم ہونے لگا ہے، دوسرے حسن میں اضافہ ہو گیا ہے، شروع میں "مالکہ" لکھ کر مہر لگائی گئی ہے مگر وہ پڑھی نہیں جاتی، کاغذ سے اندازہ ہوتا ہے کہ کئی سو سال پہلے کی لکھی ہوئی ہے، کرم چشیدہ ہے مگر پڑھنے میں کوئی نقصان نہیں ہوتا ہے، ہر صفحہ پر (۲۳) سطریں ہیں۔ اور (۶۹) اوراق پر پھیلی ہوئی ہے، خوشخط مگر باریک قلم ہے، بین السطور کھلا ہوا ہے۔

کشف الظنون میں "یاقوت التاویل فی تفسیر التنزیل" کے نام سے امام غزالیؒ کی تفسیر کا تذکرہ کیا ہے کہ چالیس جلدوں میں ہے، پتہ نہیں کہ یہ حصہ بھی اسی تفسیر کا کوئی حصہ ہے یا اس سے علیحدہ کوئی چیز ہے۔

اس تفسیر میں کوئی دیباچہ یا تمہید نہیں ہے، بسم اللہ کے بعد "روی عن کعب الاحبار" سے شروع ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ کسی مسلسل تفسیر کا ہی حصہ ہے۔ واللہ اعلم۔

امام غزالی کے حالات کے لئے علامہ شبلی نعمانی کی "الغزالی" پڑھئے یا طبقات الشافعیۃ الکبریٰ (ص ۱۰۱ ج ۴) دیکھئے۔ امام مرحوم متعدد کتابوں کے مصنف ہیں، اور اپنی ذکاوت اور فہم میں شہرت رکھتے ہیں۔

(۴۶/۱۱) تنویر المقباس فی تفسیر ابن عباس (۳۶)

یہ تفسیر تفسیر ابن عباس کے نام سے مشہور ہے، اس کے مرتب مشہور مصنف محمد بن یعقوب مجد الدین الفیروز آبادی الشیرازی المتوفی ۸۱۷ھ ہیں، اس کے مطبوعہ نسخے عام طور پر پائے جاتے ہیں، یہ ابتداء کتاب سے سورہ حج تک ہے۔ اخیر سے کچھ حصہ ضائع ہو گیا ہے، اس لئے نہ کاتب کا نام ملا اور نہ سنہ کتابت کا پتہ چل سکا، جگہ جگہ سے کرم چشیدہ ہے، کچھ حصہ میں یہ اہتمام

کیا گیا ہے کہ آیاتِ قرآنی کو سرخ لکیروں کے ذریعہ نمایاں کیا گیا ہے، ہر صفحہ میں (۱۷) سطریں ہیں، کتابت صاف ستھری ہے، اوراق کے نمبر لگے ہوئے نہیں ہیں مرتب کے حالات کے لئے دیکھئے علامہ سخاوی کی کتاب "الضوء اللامع لاہل القرن التاسع ص ۷۹ ج ۱۰، یا ابجد العلوم ص ۵۰۷۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ مشہور جلیل القدر صحابی ہیں۔ آپ کے حالات کے لئے پڑھئے الاصابہ، اسد الغابہ، تذکرۃ الحفاظ وغیرہ۔

(۲۹) جلالین شریف (۱۲/۴۷)

یہ تفسیر دو عالموں کی محنت کا نتیجہ ہے، علامہ جلال الدین عبدالرحمن السیوطی الشافعی المتوفی ۹۱۱ھ اور علامہ جلال الدین محمد بن احمد المحلی الانصاری المتوفی ۸۶۴ھ، دونوں علم وفن میں بڑی دسترس رکھتے تھے، نصف اول محلی کے قلم سے ہے اور نصف ثانی سیوطی کے قلم سے۔ البتہ سورۂ فاتحہ کی تفسیر سیوطی نے لکھی ہے، اس تفسیر کو ہندوستان میں قبول عام حاصل ہے، اور تمام مدارس کے نصاب میں داخل ہے۔

زیر نظر قلمی نسخہ کامل ہے اور اس کی کتابت صاف ستھری ہے، جدولیں سرخ روشنائی سے بنی ہوئی ہیں، الفاظ قرآن پاک کو پوری تفسیر میں سرخ روشنائی سے لکھنے کا اہتمام کیا گیا ہے اور تفسیر سیاہ روشنائی سے، حاشیہ کشادہ چھوڑا گیا ہے، کاغذ چکنا دیسی سخت کا ہے، جگہ جگہ کرم چشیدہ ہے مگر حروف کہیں ضائع نہیں ہوئے ہیں، اخیر میں ایک مہر لگی ہے مگر اسے مٹا دیا گیا ہے، ہر صفحہ پر (۲۹) سطریں ہیں، روشنائی چمکدار ہے، سنہ کتابت درج نہیں ہے، ۱۲۲۰ھ سے بہت پہلے کا لکھا ہوا ہے، یہ سنہ کسی نے اپنے نام کے ساتھ لکھ رکھا ہے۔

علامہ سیوطی کے حالات کے لئے دیکھئے الطراز المکلل ص ۳۴۹، اس میں علامہ سخاوی کے طعن کا جواب بھی دیا گیا ہے، نیز دیکھئے حسن المحاضرہ للسیوطی ص ۱۵۵ ج ۱، اور "الضوء اللامع" ص ۶۵ ج ۴، اور محلی کے حالات کے لئے دیکھئے "الضوء اللامع" للسخاوی ص ۳۹ ج ۷۔

(۱۳/ ۴۸) **جلالین شریف** (۳۴)

(علامہ سیوطی م ۹۱۱ھ وعلامہ محلی م ۸۶۴ھ)

تفسیر جلالین کا یہ کامل قلمی نسخہ خوشخط اور صاف ستھرا ہے، ہر صفحہ پر سرخ جدولیں بنی ہوئی ہیں، سورتوں کے نام سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں، متن قرآن پر سرخ لکیر ڈالی گئی ہے تاکہ متن اور تفسیر میں امتیاز باقی رہے، جگہ جگہ حواشی بھی ہیں، یہ نسخہ ۱۲۲۸ھ میں لکھا گیا ہے۔ حافظ نور محمد کاتب ہیں، کہیں کہیں سے کرم خوردہ ہے، مگر اس سے نسخہ کو کوئی خاص نقصان نہیں پہنچا ہے، شروع اور اخیر میں عبدالعزیز نام کی مہر لگی ہے جس پر ۱۲۶۹ھ کندہ ہے، یہ جلالین کے نام سے اس لئے مشہور ہے کہ دو شخصوں کی تصنیف ہے، اور ان دونوں کا نام جلال الدین ہے، فرق یہ ہے کہ ایک جلال الدین السیوطی الشافعی ہیں اور دوسرے جلال الدین المحلی الشافعی، نصف اول محلی کی تصنیف ہے اور نصف آخر سیوطیؒ کی، سورۂ فاتحہ کی تفسیر بھی سیوطی ہی نے کی ہے، اس تفسیر کے متعلق علماء لکھتے ہیں: "وھو مع کونہ صغیرا لحجم کثیر المعنی لانہ لباب التفاسیر"، علماء یمن میں سے بعضوں کا بیان ہے کہ قرآن اور تفسیر دونوں کے الگ الگ حروف ہم نے گنے تو سورۂ مزمل تک برابر برابر نکلے، البتہ سورۂ مدثر سے تفسیر کے حروف کچھ زیادہ ہوئے، لہذا بغیر وضو اس تفسیر کا چھونا جائز ہوگا۔ ہر صفحہ پر ۱۷ سطریں ہیں، جلال الدین السیوطی کے حالات کے لئے دیکھئے خود ان کی تصنیف "حسن المحاضرہ ۱۵۵ ج ۱، محلی کے حالات کے لئے دیکھئے "الضوء اللامع" ص ۳۹ ج ۷،

(۱۴/ ۴۹) **جلالین** (۳۰)

(از امام سیوطی م ۹۱۱ھ و محلی م ۸۶۴ھ)

جلالین کا یہ حصہ سورۂ کہف سے شروع ہوکر سورۂ ناس پر ختم ہوتا ہے، سیاہ و سرخ لکیروں کی جدولیں ہیں، الفاظ قرآن سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں اور تفسیر سیاہ سے، خط صاف ہے،

پڑھنے میں کوئی دقت نہیں ہوتی، یہ نسخہ ۹۸۵ھ کا لکھا ہوا ہے، کاتب کا نام درج نہیں، ہر صفحہ پر ۲۱ سطریں ہیں، اس میں امام سیوطیؒ کا ایک دوسرا رسالہ بھی لگا ہوا ہے، اس کا نام ہے " الکشف علی مجاوزۃ ہذہ الامۃ الالف" جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ یہ کہنا غلط ہے کہ یہ امت ہزار سال سے زیادہ نہ رہے گی، ۸۹۸ھ کی تصنیف ہے، یہ رسالہ کل سات صفحات کا ہے، ۹۹۵ھ کا مکتوبہ. گویا مصنف کی وفات کے صرف ۸۴ سال بعد کا ہے.

(۵۰/۱۵) جواہر المعانی فی تفسیر السبع المثانی (۴۲)

یہ محمد لطیف نامی بزرگ کی تصنیف ہے، ۱۰۶۲ھ میں انہوں نے مکہ مشرفہ میں بیٹھکر لکھی ہے اور اس متبرک جگہ میں جہاں کبھی فضیل بن عیاض، ابراہیم ادہم اور جنید بغدادی بیٹھا کرتے تھے، اور جو جنیدیہ کے نام موسوم ہے کتاب، ایک مقدمہ، سات ابواب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے، مقدمہ میں علم اور اہل علم کے فضائل بیان کئے گئے ہیں، باب اول میں علم کی تعریف اور ماہیت علم کا بیان ہے، باب دوم میں "تعدد علم بتعدد معلومات" کی بحث ہے، باب سوم در علم تفسیر، باب چہارم در فضیلت قرآن، باب پنجم استعاذہ سے متعلق خصوصی بحثیں، باب ششم بسم اللہ سے متعلق بحثیں، باب ہفتم در تفسیر سورۂ فاتحہ، خاتمہ در غوامض علم التوحید.

ایک صفحہ میں سترہ سطریں ہیں، ضخامت کوئی ڈیڑھ سو اوراق، کاغذ چکنا باریک، کتابت معمولی مگر صاف ستھری، خط نستعلیق، اخیر میں امام بیہقی کی کتاب شعب الایمان کا انیسواں باب پورا نقل کیا گیا ہے جو تعظیم قرآن میں ہے، ابواب و فصول سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں.

(۱۶/۵۱) حاشیۂ بیضاوی (۱۷)

(عصام الدین الاسفرائینی المتوفی ۹۴۳ھ)

یہ حاشیہ عصام الدین ابراہیم بن محمد بن عرب شاہ کا ہے، کیونکہ اس کی ابتدا یہاں سے ہوتی ہے

" الحمد للہ علم بارفاد ارشاد القرآن کل لسان"، اور اما بعد کے بعد لکھتے ہیں " فیقول المفتقر الی اللہ القوی المتین ابراہیم بن محمد بن عرب شاہ الاسفرائینی المشتہر بعصام الدین"، اور تفسیر بیضاوی کا تذکرہ بھی موجود ہے خط صاف ستھرا ہے اور عمدہ ہے، ہر صفحہ پر (۲۱) سطریں ہیں۔

سنہ کتابت اور کاتب کا نام درج نہیں ہے۔ اس حاشیہ کی لوگوں نے تعریف کی ہے۔ مجموعی اوراق (۱۳۴) ہیں، کہیں کہیں سے کرم چشیدہ ہے مگر استفادہ میں اس کی وجہ سے کوئی دقت پیش نہیں آتی، کاغذ موٹا دبیز ہے کئی سو سال پہلے کا معلوم ہوتا ہے، اس کے شروع میں مفتی سعد اللہ صاحب کی مہر لگی ہوئی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے یہ ان کے ہی کتب خانہ سے یہاں آئی ہے، یا وہاں رہ چکی ہے، حالات کے لئے دیکھئے معجم المصنفین ص ۳۷۵ ج ۴۔

(۵۲/۱۷) حاشیہ بیضاوی بہاء الدین العاملی (۱۱)

تفسیر بیضاوی ان کتابوں میں سے ہے جو ہر دور میں مقبول رہی ہے، یہی وجہ ہے کہ اس کو بہت سے حواشی لکھے گئے، ان ہی حواشی میں، ایک حاشیہ بہاء الدین العاملی المتوفی ۱۰۳۱ھ کا ہے جو انہوں نے اپنے زمانۂ درس و تدریس میں لکھا تھا اور بعد میں اس کی تکمیل کی۔

زیر نظر نسخہ ۱۰۹۱ھ کا لکھا ہوا ہے، کاتب کا نام عنایت اللہ ہے، کتابت صاف ستھری ہے، قولہ کا لفظ جہاں آیا ہے سرخ روشنائی سے لکھا ہے تاکہ نمایاں رہے، ہر صفحہ میں (۲۳) سطریں ہیں مصنف سے قریب العہد ہونے کے اعتبار سے یہ قلمی نسخہ قابل قدر ہے، کاغذ دیسی ساخت کا کرم چشیدہ ہے کوئی سو اوراق سے زیادہ ہیں، مصنف شیعہ تھے، بہت سی دوسری کتابوں کے بھی مصنف ہیں، حالات کے لئے دیکھئے خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر ص ۴۰۴ ج ۳۔

(۵۳/۱۸) حاشیہ بیضاوی (۱۲)

علامہ عبد الحکیم سیالکوٹیؒ م سنہ ۱۰۶۷ھ

ملا عبد الحکیم سیالکوٹیؒ ہندوستان کے بلند پایہ علماء میں ہیں، سیالکوٹ، لاہور کے پاس ہے

اور ہندو پاک کی ۱۹۶۵ء کی جنگ کے بعد سیالکوٹ نے ایک ایسی تاریخی حیثیت اختیار کرلی ہے کہ ساری دنیا میں اس شہرت کو چار چاند لگ گئے ہیں، شاہجہاں بادشاہ کے دور میں ان کی بڑی پذیرائی ہوئی، کئی دفعہ بادشاہ نے ان کو چاندی میں تلوایا، لاکھ ڈیڑھ لاکھ کی جائداد دی جو ان کے بعد ان کے خاندان میں بھی رہی یہ قیمتی حاشیہ کافی مشہور و مقبول ہے، طبع بھی ہوچکا ہے۔

زیر نظر نسخہ کرم خوردہ اور بوسیدہ حال میں تھا، اب اس کی مرمت کرادی گئی ہے جس سے اس نے نئی زندگی پائی ہے، خوشخط اور صاف ستھرا ہے، سنہ کتابت اور کاتب کا نام درج نہیں ہے، شروع کتاب میں مفتی سعداللہ صاحبؒ کے نام کی بڑی اور چھوٹی دو مہریں لگی ہوئی ہیں، ہر صفحہ پر ۲۱ سطریں ہیں، دیباچہ میں مصنف نے شاہجہاں کا نام بڑے ادب و احترام اور دعاؤں کے ساتھ لیا ہے۔ مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے نزہۃ الخواطر ص ۲۱۰ ج ۵، اور سبحۃ المرجان ص ۶۲، ابجد العلوم ص ۹۰۲ اور خلاصۃ الاثر ص ۳۱۸ ج ۲۔

(۵۴/۱۹) حاشیہ بیضاوی یعقوب بنانی (۱۹)

اس حاشیہ کے مصنف یعقوب بنانی لاہوری (م ۱۰۹۸ھ) ہیں، یہ قلمی نسخہ خوشخط اور صاف ستھرا ہے، کرم خوردہ ہونے کے باوجود پڑھا جاتا ہے، ضخامت سو صفحات یا اس سے کچھ زیادہ ہے، ہر صفحہ میں پندرہ سطریں ہیں، "قولہ" ہر جگہ سرخ روشنائی سے لکھنے کا اہتمام ہے، سنہ کتابت اور کاتب کا نام درج نہیں ہے مگر کاغذ سے اندازہ ہوتا ہے کہ کافی پرانا ہے، یعقوب بنانی نے بہت سی دوسری کتابیں بھی تصنیف کی ہیں، بادشاہ عالمگیر نے انھیں فوج کے محکمہ عدلیہ کا ناظر بنادیا تھا، ان کے تفصیلی حالات کیلئے دیکھئے مولانا حکیم سید عبدالحئی صاحب کی کتاب نزہۃ الخواطر ص ۴۲۹ ج ۵۔

(۵۵/۲۰) حاشیہ بیضاوی شریف (۱۸)

یہ حاشیہ کس مصنف کا ہے صحیح طور پر معلوم نہ ہوسکا کسی نے ملا عصام الدین الاسفرائینی

المتوفی ۹۴۳ھ کی طرف منسوب کردیا ہے مگر یہ صحیح نہیں ہے، کیونکہ اس کا دوسرا صحیح نسخہ موجود ہے، اس سے نہیں ملتا اور صاحب کشف الظنون نے جو تعارف لکھا ہے اس سے بھی میل نہیں کھاتا۔

یہ حصہ شروع قرآن سے سورۂ اعراف تک پر مشتمل ہے، اخیر سے ناقص ہے، کتابت عمدہ اور صاف ستھری ہے، ہر صفحہ میں (۲۲) سطریں ہیں، کاتب کا نام اور سنہ کتابت درج نہیں ہے، نسخہ بہر حال قدیم ہے۔

(۵۰) حاشیہ کشّاف (۵۶/۲۱)

علامہ زمخشری المتوفی ۵۳۸ھ کی تفسیر "الکشاف عن حقائق التنزیل" کسی تعارف کی محتاج نہیں، اس کے بیسیوں حواشی لکھے گئے ہیں اور بڑے بڑے جید الاستعداد علمائے کبار نے لکھے ہیں، یہ قلمی نسخہ بھی کشاف ہی کا ایک حاشیہ ہے، مگر دشواری یہ ہے کہ اس کا اول و آخر ضائع ہوگیا ہے اس لئے معلوم نہیں ہو سکا کہ اس حاشیہ کا مصنف کون ہے۔

ایک صفحہ میں (۲۷) سطریں ہیں، کتابت معمولی ہے مگر پڑھنے میں آتی ہے، "قولہ" کو ہر جگہ سرخ روشنائی سے لکھا گیا ہے، اوراق کوئی ڈیڑھ سو ہوں گے، کاغذ موٹا دبیز ہے، نسخہ کرم خوردہ ہے، کئی سو سال پہلے کا لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے۔

(۲۱، ۲۲/۲) الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور جلد اوّل (۵۷/۲۲)

یہ علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن السیوطی (م ۹۱۱ھ) کی تصنیف ہے، یہ قلمی نسخہ اس کتاب کی جلد اول ہے اس کے ابتدائی چند اوراق غائب ہیں، کتابت عمدہ خوشخط اور صاف ستھری ہے جدولیں سرخ روشنائی سے بنی ہوئی ہیں، ہر صفحہ میں (۲۵) سطریں ہیں، اخرجہ کو ہر جگہ سرخ روشنائی سے لکھا ہے، تاکہ احادیث نمایاں رہیں، کاغذ چکنا باریک بوسیدہ، کرم خوردہ ہے، مگر بااین ہمہ لائق استفادہ ہے، مرمت کردی گئی ہے، کل اوراق (۵۰۱) ہیں، تقطیع بڑی ہے، کاتب

کا نام درج نہیں ہے، یہ جلد سورۂ فاتحہ سے شروع ہوتی ہے اور سورۂ آل عمران کی اخیر آیت پر ختم ہوتی ہے، کتابت کا سال ۱۳۱۱ھ ہے، مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے مخطوطات کی کتب "حسن المحاضرہ" ص ۱۵۵ ج ۱ اور "الضوء اللامع" ص ۱۵ ج ۴ نیز الفوائد المکلل ص ۳۴۹۔

ایضاً جلد دوم

(۵۸/۲۳) (۲۵)

یہ تفسیر درِ منثور قلمی کی دوسری جلد ہے، یہ جلد ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات سے شروع ہوتی ہے اور انما النسیئ زیادۃ پر ختم ہوتی ہے یہ حصہ کرم خوردہ ہے مگر پڑھا جاتا ہے، کتابت عمدہ خوشخط ہے، قولہ تعالیٰ اور اخرج ہر جگہ سرخ روشنائی سے لکھا گیا ہے، جگہ جگہ حاشیہ بھی ہے جس میں لغت کے حوالہ سے کسی لفظ کے معانی درج ہیں، ہر صفحہ میں (۲۷) سطریں ہیں، تعداد اوراق درج نہیں ہے، اسی طرح کاتب کا نام اور سنہ کتابت بھی درج نہیں ہے، شروع میں احمد نام کی مہر لگی ہوئی ہے جس میں اسمہ احمد کندہ ہے، نسخہ بہر حال پرانا ہے، کاغذ موٹا دبیز ہے دیسی ساخت کا معلوم ہوتا ہے، تقطیع بڑی لمبوتری ہے، ضخامت ڈھائی سو اوراق ہوں گے۔

ایضاً جلد سوم

(۵۹/۲۳) (۲۴-۲۳)

یہ تفسیر درِ منثور قلمی کا تیسرا حصہ ہے جو سورۂ یوسف سے شروع ہو کر سورۂ احزاب پر ختم ہوتا ہے، دارالعلوم نے اس حصہ کو دو جلدوں میں مجلد کرایا ہے تاکہ جلد مضبوط بندھ سکے اس کے شروع میں سورتوں کی فہرست مع نمبر صفحات درج ہے، فہرست سورۂ ناس تک کی ہے، سورہ احزاب کے بعد چوتھی جلد کی الگ فہرست ہے۔

کتابت عمدہ پاکیزہ ہے، ہر صفحہ پر بلو اور سرخ لکیروں سے جدولیں بنی ہوئی ہیں، حاشیہ کشادہ چھوڑا گیا ہے، ایک صفحہ میں (۲۷) سطریں ہیں، قولہ تعالیٰ اور اخرج کو ہر جگہ سرخ روشنائی سے لکھا ہے تاکہ آیاتِ قرآنی اور احادیث نمایاں رہیں، کاتب نے اخیر میں لکھا ہے:

"تم الجزء الثالث من الدر المنثور .... علی ید الفقیر الحقیر تراب اقدام کلا"

الفقراء مصطفی بن شیخ عبد الغنی بن زین الدین بن احمد بن محمد الهرَوی القادری الانصاری فی الخامس والعشرین من شهر جمادی الآخر من شهور سنة اثنین والف من هجرة النبویة ... فی بلد احمدآباد حرسه الله تعالی من جمیع الفتن والفساد، آمین"

گویا ۱۰۰۲ھ کا یہ نسخہ لکھا ہوا ہے، پوری جلد (۷۴۴) اوراق میں ہے اس جلد کے شروع میں تین مہریں لگی ہوئی ہیں، ایک پر کندہ ہے "محمد ہادی حسینی مرید بادشاہ عالمگیر ۔ ۱۰۹۰"، دوسری پر ہے "اسمہ احمد"، اور تیسری میں ہے "فدوی فضائل خاں خانہ زاد بادشاہ عالمگیر".

محمد ہادی حسینی کی قلمی تحریر بھی ہے جس میں انہوں نے ان جلدوں کے ملکیت میں داخل ہونے کی تفصیل دی ہے، قیمت لکھی ہے اور اپنے دستخط بھی کئے ہیں، وہ عبارت یہ ہے:

"بمنه وکرمه سبحانه قد دخل هذان الربعان الاخیران مع الربعین الاولین من الدر المنثور للشیخ الاجل جلال الدین السیوطی علیه الرحمة بالهبة الشرعیة من الحضرة لا لوبه سلمه الله وابقاه فی خزانة کتبی، فکان هذا یوم الاحد و الثانی عشر من الجمادی الآخرة سنة سبع وتسعین بعد الالف فی خیر البلاد اکبرآباد حرست عن الفساد، وانا الاحقر الافقر ابن حاجی محمد المخاطب بمهرخان محمد هادی الحسینی عفی عنهما واوتی کتابهما بیمینهما

قیمت ہر چہار ربع ششصد روپیہ".

دوسری مہر کے اوپر لکھا ہوا ہے "۲۴ صفر ۱۰۷۷ھ".

(۲۵/۶) سواطع الالہام نصف اول و ثانی (۳۱-۳۲)

(علامہ فیضی المتوفی سنہ ۱۰۰۴ھ)

علامہ ابوالفیض فیضی ہندی کی اس بے نقط تفسیر کو جو شہرت حاصل ہے وہ کسی سے پوشیدہ

نہیں، یہ تفسیر طبع ہو چکی ہے، اور اس کے مطبوعہ نسخے بھی یہاں موجود ہیں، یہ قلمی نسخہ بوسیدہ کرم خوردہ ہے، یوں خوشخط ہے، ہر صفحہ پر سرخ و سیاہ لکیروں کی جدولیں بنی ہوئی ہیں، ایک صفحہ میں اکیس سطریں ہیں، پوری تفسیر میں یہ اہتمام کیا گیا ہے کہ الفاظ قرآن پر سرخ لکیر کھینچ کر نمایاں کیا گیا ہے، کاتب کا نام کیڑے نے چاٹ لیا ہے، ۱۱۲۱ھ کی لکھی ہوئی، اور رضا خاں کوئی ہیں ان کے لئے لکھی گئی ہے، شروع میں مفتی سعد اللہ کی مہر پڑی ہوئی ہے، فیضی کی اس بے نقط تفسیر کے سلسلہ میں صاحب کشف الظنون نے لکھا ہے:

"سواطع الالهام في التفسير تأليف الفاضل ابو الفيض الهندي المتخلص بفيضي، وهو كتاب منفرد بين التفاسير لانه فسر الآيات بكلمات حروفها مهملة كلها من اول القرآن الكريم الى آخره، ولما تم وجد مير صدر الدين المعما في سورة الاخلاص الخ تاريخا وهو سنة ۱۰۰۲ھ اثنتين والف (ص ۹۴ ج ۱)"

نواب صدیق حسن صاحب لکھتے ہیں کہ "شروع تفسیر میں انہوں نے خود اپنا اور بادشاہ اکبر کا حال لکھا ہے اور بادشاہ کی مدح سرائی کی ہے، یہ اکبر آباد (آگرہ) کے رہنے والے تھے، بادشاہ کے الحاد میں ان دونوں بھائیوں کا بڑا ہاتھ تھا، یوں تفسیر عربی پر قدرت کی دلیل اور قرآن کا معجزہ ہے، واقعہ یہ ہے کہ اب تک کسی نے بے نقط تفسیر نہیں لکھی تھی، یہ پوری تفسیر صرف دو سال میں لکھی گئی ہے، میر صدر الدین نے سورۂ اخلاص سے اس کا سنہ تالیف نکالا ہے، اس پر انہیں دس ہزار روپیہ انعام میں ملا، تمام لوگوں نے اس کی تعریفیں لکھی ہیں" (الاکسیر ص ۴۸).

فیضی کے حالات کے لئے دیکھئے سبحۃ المرجان ص ۴۵ اور نزہۃ الخواطر ص ۲۶ ج ۵، نیز ابجد العلوم ص ۸۹۷.

(۲۰) غرائب القرآن ورغائب الفرقان جلد اول (۶۱/۲۶)

(تفسیر نیشاپوری)

اس کے مصنف حسن بن محمد القمی معروف بہ نظام نیشاپوری ہیں، یہ تفسیر غرائب القرآن کے

نام سے چھپ چکی ہے، یہ قلمی نسخہ بہت پاکیزہ ہے، کاغذ رنگ دار اچھا لگا ہوا ہے، خط نستعلیق اور صاف ستھرا ہے، ہر صفحہ پر سرخ و سیاہ لکیروں سے جدولیں بنی ہوئی ہیں، حاشیہ کشادہ ہے اور اس پر مزید جدولیں بنی ہوئی ہیں، اس تفسیر کے لکھنے کے وقت امام رازی کی تفسیر کبیر اور زمخشری کی تفسیر کشاف مصنف کے سامنے رہی ہیں، اور ان کا عطر کشید کرنے کی انہوں نے کوشش کی ہے۔

یہ نسخہ ۱۲۶۷ھ کا لکھا ہوا ہے، کاتب کا نام درج نہیں ہے، مصنف کا سنہ وفات کہیں نہیں مل سکا، یہ حصہ (۱۳۵۱) صفحات پر پھیلا ہوا ہے، ہر صفحہ میں (۲۷) سطریں ہیں، آیات قرآنی ہر جگہ خط نسخ میں لکھی گئی ہیں، اور اس پر اعراب لگائے گئے ہیں تاکہ آیتیں نمایاں رہیں، اور ان میں آیات کے نشانات سرخ روشنائی سے بنائے گئے ہیں۔

مفسر کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے قرات، پھر وقوف اور اس کے بعد تفسیر کا عنوان قائم کرتے ہیں، اور تمام چیزوں کو ان کے عنوانات کے تحت لکھتے ہیں، کاتب نے عنوان، القراءة، الوقوف، اور التفسیر سرخ روشنائی سے لکھا ہے تاکہ نمایاں رہے، شروع میں مفتی سعد اللہ صاحب کی چھوٹی بڑی مہریں لگی ہوئی ہیں، اور خود مفتی صاحب موصوف کے قلم سے یہ عبارت درج ہے۔

"مجلد اول تفسیر نیشاپوری از ابتدا تا سورہ یوسف ملکہ بالاستکتاب العبد المذنب ابو محمد الشہیر بسعد اللہ عفی عنہ، وحسبک قول الناس فیما ملکتہ، لقد کان ہذا مرة لفلان کتبہ فی العشرین من المحرم الحرام سنة الف و مائتین و سبعة وستین من ہجرة خیر الانام"۔

اس کا آخری حصہ ہمارے یہاں ۲۸؍ پر ہے، جہاں کاتب نے غلطی سے اس کا نام انوار التنزیل لکھ دیا ہے، یہاں اسی نام سے درج رجسٹر ہے۔

(۲۸) غرائب القرآن معروف بہ تفسیر نیشاپوری (۶۲/۲۷)

(حصہ دوم)

یہ حصہ سورہ یوسف سے شروع ہو کر سورۂ ناس پر ختم ہوتا ہے، کتابت صاف ستھری اور

جدولیں رنگین ہیں، حاشیہ کشادہ رکھا گیا ہے، ۱۲۶۳ھ میں لکھا گیا، کرم چشیدہ ہے مگر مطالعہ میں اس سے کوئی نقصان پیدا نہیں ہوتا ہے۔

یہ کتاب یہاں مفتی سعد اللہ کے کتب خانہ سے آئی ہے، چنانچہ ان کے نام کی مہر لگی ہوئی ہے مصنف کا پورا نام حسن بن محمد القمی ہے، نظام نیشاپوری کے نام سے مشہور ہیں، یہ تفسیر طبع ہو چکی ہے اس کا نام "غرائب القرآن و رغائب الفرقان" ہے مگر مشہور تفسیر نیشاپوری کے نام سے ہے پتہ نہیں کاتب نے اس کا نام زیر نظر نسخہ میں "انوار التنزیل" کس طرح لکھ دیا، مصنف نے مقدمہ میں نام کا تذکرہ نہیں کیا ہے، یہ تفسیر امام رازی کی تفسیر کبیر اور تفسیر کشاف اور دوسری تفسیروں کو سامنے رکھ کر تیاری کی گئی ہے، قراءۃ، تفسیر اور تاویل کے عنوان سے مصنف اپنی خاص چیزیں بیان کرتے ہیں، مصنف کا سنہ وفات کہیں درج نہیں ملا۔

(۴۹) فتح الرحمٰن بکشف ما یتلبس من القرآن (۶۳/۲۸)

اس کے مصنف قاضی زکریا انصاری شافعی المتوفی ۹۲۶ھ ہیں، اس کتاب میں آیات متشابہات کی تفسیر ہے، سبب اختلاف، سبب تکرار، قرآن پاک کے سوالوں اور جوابوں کے نمونے اور اس طرح کی دوسری آیتوں کی تفسیریں بھی جمع کر دی گئی ہیں، چلپی نے لکھا ہے۔

"وهو مختصر في ذكر الآيات المتشابهات المختلفة وفيه انموذج من أسئلة القرآن واجوبتها، ماخذه من كتاب الرازي وله فيه بعض الالحاقات۔"

(کشف الظنون ص ۶۸ ج ۲)

کتابت عمدہ جاذب نظر اور دلکش ہے، قوله، ان قلت اور قلت کو سرخ روشنائی سے پوری کتاب میں لکھا گیا ہے اور بقیہ عبارتیں سیاہ روشنائی سے، دوہری سیاہ لکیروں کی ہر صفحہ پر جدولیں بنی ہوئی ہیں، حاشیہ سادہ کشادہ ہے، کل صفحات (۲۳۶) ہیں اور ہر صفحہ پر پندرہ سطریں ہیں، تقطیع بڑی ہے، اس کا سنہ کتابت ۱۳۰۶ھ ہے، کاتب محمد گل رحیم الاسماری متعلم دارالعلوم دیوبند

ہیں، اپنے مضمون کے لحاظ سے یہ تفسیر علماء اور طلبہ کے لئے بہت مفید ہے اور ان لوگوں کیلئے بھی جو قرآن پاک سے شغف رکھتے ہیں۔

(۲۹/۶۴) الکشاف عن حقائق التنزیل جلد اول (۴)

تفسیر کشاف مصنفہ علامہ جار اللہ محمود بن عمر الزمخشری المتوفی ۵۲۸ھ مشہور کتاب ہے کسی تعارف کی محتاج نہیں، یہ علامہ موصوف کی آخری اور بہترین تصنیف ہے، چونکہ یہ معتزلی تھے اس لئے جہاں جہاں اپنے اعتقاد کی وہ ترجمانی کر سکتے تھے اس تفسیر میں بھی کی ہے، اور اس تفسیر میں یہی عیب ہے، ورنہ تفسیر عمدہ اور لائق مطالعہ ہے اور اہل علم میں مقبول بھی ہے، ہمارا یہ قلمی نسخہ اچھی حالت میں ہے، کتابت عمدہ اور خوشخط ہے، شروع میں کسی نے مصنف کا ترجمہ لکھ کر لگایا ہے جو اٹھارہ صفحات پر پھیلا ہوا ہے، ہر صفحہ میں خوبصورت جدولیں بنی ہوئی ہیں، حوض میں اصل تفسیر ہے، حاشیہ کشادہ ہے اور اس پر دوبارہ جدولیں بنی ہوئی ہیں جس کی وجہ سے دلکشی آگئی ہے، جگہ جگہ حاشیہ بھی چڑھا ہوا ہے، کتاب کا خطبہ حسین بوٹوں سے مزین کیا گیا ہے، سورتوں کا نام بسم اللہ اور الفاظ قرآن پوری تفسیر میں سرخ روشنائی سے لکھنے کا اہتمام ہے، اسی طرح کتاب میں جہاں کہیں فان قلت اور قلت ہے وہ بھی سرخ ہی روشنائی سے لکھا گیا ہے، سطروں کے درمیان فاصلہ ہے، ایک صفحہ میں عموماً (۲۵) سطریں ہیں، اوراق کے نمبر پڑے ہوئے نہیں ہیں، یہ جلد سورہ توبہ تک ہے، ہر صفحہ میں قرآن کی جتنی آیتوں کی تفسیر آئی ہے وہ آیتیں حوض کے اوپر سرخ روشنائی سے لکھدی گئی ہیں، اس کا فائدہ یہ ہے کہ آسانی سے مفید مطلب آیتیں نکالی جا سکتی ہیں، کاغذ دبیز چکنا ہے، منظر سبحان اور محمد خلیل الرحمن نام کی مہر پڑی ہوئی ہے، یہ نسخہ علامہ جاربردی کے صحیح نسخہ کو سامنے رکھ کر لکھا گیا ہے، اس کے کاتب کا نام ہے احمد بن محمد بن عبد الہادی ۱۰۵۱ھ کا مکتوبہ ہے، مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے مفتاح السعادہ ص ۴۳۱ ج ۱، ابن خلکان ص ۸۱ ج ۲۔

(۶۵/۳۰) ایضاً جلد ثانی (۵)

یہ اس تفسیر قلمی کی دوسری جلد ہے جو سورۂ یونس سے شروع ہوتی ہے اور سورۂ قصص پر ختم ہوتی ہے، اس جلد کے کاتب وہی ہیں جو پہلی جلد کے ہیں، اور اہتمام بھی اسی طرح کا ہے، کاغذ دبیز چکنا ہے، البتہ یہ جلد ۱۱۵۲ھ کی کتابت شدہ ہے، مہر بھی انہی ناموں کی ہے جن کی پہلی جلد پر ہے۔

(۶۶/۳۱) ایضاً جلد ثالث (۶)

یہ تفسیر کشاف مکتوبہ احمد بن محمد بن عبد الہادی قاطن کی تیسری اور آخری جلد ہے جو سورۂ عنکبوت سے شروع ہو کر سورۂ ناس پر ختم ہوتی ہے، اس کا سنہ کتابت ۱۱۵۲ھ ہے، ان تمام امور کا اہتمام اس جلد میں بھی کیا گیا ہے جن کا ذکر پہلی دو جلدوں میں کیا گیا ہے اور جن کی تفصیل گذر چکی، یہ جلد مولانا منظور النبی صاحب کے یہاں سے .... آئی ہے، اس جلد کے اخیر میں کاتب نے اس تفسیر کی کتابت اور اپنی سند کا تذکرہ کیا ہے۔

مہریں اس جلد پر بھی لگی ہوئی ہیں، اور کاتب جو خود مالک بھی تھے ان کے دستخط بھی ہیں۔

بہرحال تفسیر کشاف قلمی کا یہ مکمل سٹ قابل قدر اور لائق زیارت ہے۔

(۶۷/۳۲) ایضاً (۷)

تفسیر کشاف کا یہ قلمی نسخہ قیمتی اور قابل زیارت ہے، کتابت عمدہ خوشخط اور صاف ستھری ہے، کاغذ موٹا دبیز دیسی دستی ہے، یہ جلد سورۂ توبہ سے شروع ہوتی ہے اور سورۂ قصص پر ختم ہوتی ہے، یہ شرح وقایہ تقطیع پر ہے، ہر صفحہ میں (۲۷) سطریں ہیں، کل اوراق (۲۹۰) ہیں، آج سے پانچ سو سال پہلے کی مکتوبہ ہے یعنی اس کا سال کتابت ۱۱۸۶ھ ہے مگر اس لمبی مدت گذر جانے کے باوجود روشنائی کی چمک دمک میں کوئی فرق نہیں آیا ہے، کاغذ بھی خاصہ مضبوط ہے، اس کا حاشیہ سادہ ہے۔

اس نسخہ کی تاریخی حیثیت یہ ہے کہ مولانا فضل امام خیرآبادی (م ۱۲۴۴ھ) والد محترم مولانا فضل حق خیرآبادی (م ۱۲۷۸ھ) کے مطالعہ میں رہ چکا ہے، پھر اس پر ان کی تحریر اور ان کے دستخط ثبت ہیں، مہر بھی لگی ہوئی ہے، جس میں ۱۱۹۰ھ کندہ ہے، آپ کا خاندان معقولات اور علم و فن

کی خدمت میں ہندوستان میں مہر نیم روز رہ چکا ہے، منطق کی پہلی عربی کتاب مرقات جو داخل نصاب ہے، مولانا فضل امام کی ہی تصنیف ہے، آپ کے فرزند ارجمند مولانا فضل حق مشہور عالم مصنف اور جہاد حریت کے غیر معمولی جانباز قائد کی حیثیت رکھتے ہیں، حق گوئی کے جرم میں پوری زندگی جزیرہ انڈمان میں گذاری، مولانا فضل امام کے پوتے مولانا عبدالحق خیرآبادی (م ۱۳۱۶ھ) مشہور مصنف تھے، پہلے صفحہ پر یہ تحریر مولانا فضل امام کے قلم سے موجود ہے۔

"اشتری ھذا الکتاب بثمن قلیل العبد الضعیف النحیف فضل امام الخیرآبادی"

اس کے نیچے یہ مہر ہے:

فضل امام
۱۱۹۸

ایضاً

(۸) (۶۸/۳۳)

تفسیر کشاف قلمی کی یہ جلد سورۂ قصص سے شروع ہو کر ختم کتاب تک ہے، کتابت صاف ستھری ہے، کاغذ بوسیدہ ہے مگر باریک چکنا ہے، آیات قرآنی کے اوپر سرخ لکیر ڈالکر ان کو نمایاں کیا گیا ہے، فان قالت اور قلت کو ہر جگہ سرخ روشنائی سے لکھا گیا ہے۔

کرم خوردہ ہونے کے باوجود لائق استفادہ ہے، جگہ جگہ حاشیہ بھی چڑھا ہوا ہے، ہر صفحہ میں (۲۱) سطریں ہیں، تقطیع بڑی ہدایہ سائز ہے، یہ نسخہ بیجاپور میں ۹۸۹ھ میں لکھا گیا ہے، کاتب کا نام "سالم نجفی اسدی" ہے، شروع کے چند اوراق غائب ہیں

الکشاف عن حقائق التنزیل

(۱۰) (۶۹/۳۴)

(از ابتدا تا سورہ ماعون)

تفسیر کشاف کا یہ نسخہ بڑا جاذب نظر اور دلکش ہے، اخیر سے دو ورق غائب ہیں، اس کے کل اوراق (۶۵۴) تھے جیساکہ پہلے صفحہ پر درج ہے مگر اس وقت ورق ۶۵۲ تک موجود ہے دو ورق کہیں گم ہو گئے ہیں کیونکہ یہ مجلد نہیں ہے، اس کی کتابت وزینت پر بڑی محنت کی گئی ہے

پہلے ورق کی لوح پر جہاں سے کتاب شروع ہوتی ہے پہلے سنہری زمین بنائی گئی ہے پھر اس میں مختلف رنگوں سے خوشنما بیل بوٹے بنائے گئے ہیں جس میں اب بھی بڑی دلکشی ہے، پوری تفسیر پر طلائی اور سرخ و بو رنگ سے جدولیں بنائی گئی ہیں جن کی رونق میں آج بھی کوئی کمی محسوس نہیں ہوتی کتابت خوشخط صاف ستھری اور پاکیزہ ہے، جہاں جہاں آیات مقدسہ آئی ہیں ان پر اعراب لگایا گیا ہے اور اوپر سرخ لکیر ڈال کر انھیں نمایاں کیا گیا ہے، حاشیہ کشادہ رکھا گیا ہے اور سادہ، حاشیہ کو مزید سنہری و دلکش جدولوں سے زینت بخشی گئی ہے، اس وقت یہ نسخہ خریدنے والے نے ایک سو اسٹھ روپے میں خریدا ہے چنانچہ پہلے صفحہ پر اس کی صراحت ہے، شروع میں کسی نام کی مہر لگی ہے، مگر وہ اتنی ہلکی پڑی ہے کہ پڑھی نہیں جاتی۔ سورتوں کے نام مع اس کی تفصیل اور فان قلت اور قلت کو سرخ روشنائی سے پوری تفسیر میں لکھنے کا اہتمام کیا گیا ہے، بڑا یہ سائز پر ہے اور ہر صفحہ پر اکتیس سطریں ہیں، اکتیس سطریں ہونیکے باوجود بین السطور کھلا ہوا ہے، افسوس یہ ہے کہ اخیر کے اوراق غائب ہیں جس کی وجہ سے سنہ کتابت اور کاتب کا نام معلوم نہ ہو سکا، کاغذ باریک چکنا اور مضبوط لگایا گیا ہے، کوئی تین چار سو سال پہلے کی ضرور ہے۔

ایضاً (۷۰/۲۵) (۱۱)

یہ نسخہ کرم خوردہ ہے مگر جو حصہ باقی رہ گیا ہے اس کا خط صاف ستھرا ہے، یہ خط نستعلیق میں لکھی ہوئی ہے، ورق ۵۶ سے سرخ جدولیں بنی ہوئی ہیں (۴۰۶) اوراق ہیں، ہر ورق پر سورت کا نام لکھا ہوا ہے، اوراق کے نمبرات بھی تمام پڑے ہوئے ہیں، قابل استفادہ ہے، شروع میں مفتی سعد اللہ صاحبؒ کی مہر لگی ہوئی ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ ان کے کتب خانہ میں رہ چکی ہے، یہ حصہ ابتدا سے سورہ کہف تک ہے، سنہ کتابت اور کاتب کا نام نہ مل سکا۔

ایضاً (۷۱/۲۶) (۳۰۲-۱)

تفسیر کشاف کا یہ قلمی نسخہ جو تین جلدوں میں ہے صرف نصف اول ہے، اول سے دو تین اوراق نہیں ہیں، ولا الضالین سے ابتدا ہوتی ہے اور سورۂ کہف کے اخیر پر ختم ہوتی ہے، کاتب نے اسی

دو حصوں میں [illegible] مگر یہاں یہ تین جلدوں میں مجلد کرائی گئی ہے۔

کتابت معمولی ہے مگر صاف ستھری ہے اور پڑھنے میں کوئی دقت نہیں ہوتی، کاغذ دیسی ساخت کا موٹا دبیز [illegible] ہوا ہے، یہ بھی ہدایہ سائز پر ہے۔ از اول تا آخر ایک ہی کاتب کی لکھی ہوئی ہے، یہ نصف اول (۶۰) [illegible] سوا [illegible] اق پر پھیلا ہوا ہے، ہر صفحہ میں (۲۳) سطریں ہیں، متن قرآن حاشیہ پر بھی درج ہے [illegible] قوسین میں ہیں، یہ دونوں حصے سرخ [illegible] سے لکھے گئے ہیں [illegible] [illegible] قلتُ کو بھی سرخ روشنائی سے لکھنے کا اہتمام کیا گیا ہے جہاں کوئی حدیث [illegible] وہاں روایت کے شروع [illegible] پر سرخ لکیر لگا کر اسے نمایاں کیا گیا ہے جگہ جگہ مختصر حاشیہ بھی ہے، یہ جلد [illegible] میں لکھی گئی ہے، کاتب کا نام عبدالواحد صاحب ہے، اس پر حکیم وکیل احمد [illegible] مہر لگی ہوئی ہے، کرم خوردہ ہے مگر اس سے پڑھنے میں کوئی نقصان نہیں واقع ہوا [illegible] نے مرمت کرادی ہے اس لئے اب موجودہ حالت اطمینان بخش ہے، اس پر جلد ولیں نہیں ہیں [illegible] زیادہ ہیں۔

اللبابُ فی علم الکتاب (۳۶/۷۱) (۴۷-۴۸)

اللباب فی علم الکتاب کے متعلق علامہ چلپیؒ لکھتے ہیں "فی ستة مجلدات لابی حفص عمر بن علی بن عادل الحنبلی الدمشقی المتوفی سنہ وھو تفسیر مشہور۔ (کشف الظنون ص ۲۰۲)"۔ ہمارا یہ قلمی نسخہ اس تفسیر کی چوتھی جلد ہے جو ساتویں پارہ کے آخری رکوع سے شروع ہوتی ہے اور بارھویں پارہ پر ختم ہوتی ہے، یہ دو حصوں میں ہمارے یہاں مجلد ہے، غالباً ۹۲۶ھ کی کتابت شدہ ہے، نسخہ صاف [illegible] ہے، ست [illegible] صاف ہے، کاتب کا نام داؤد بن سلیمان الشافعی ہے [illegible] سنہ وفات [illegible] اب تک نہیں مل سکا ہے، اس تفسیر کے ابتدا میں مفتی سعد اللہ صاحب [illegible] کی تحریر [illegible] دستخط موجود ہے جس میں انہوں نے لکھ رکھا ہے:

"اعطانی ھذا المجلد الثانی الجناب المستطاب النواب محمد کلب علی خان بہادر

مؤیدا من اللہ بالعون والتناصر، اللّٰھم وفقنی بمط لعتہ والعمل بما فیہ من الاوامر والزواجر، وکان ذالک الاعطاء فی سنۃ ۱۲۹۰ من الھجرۃ النبویۃ"

نیچے آپکے دستخط ہیں، مفتی صاحب موصوف کی مہریں بھی لگی ہوئی ہیں، اس پر نواب رامپور کے کتب خانہ یا کسی اور کی مہر بھی لگی ہوئی ہے جو صاف پڑھی نہیں جاتی کچھ اور تحریریں بھی تھیں جن کو کسی نے روشنائی پھیر کر مشا رکھا ہے۔

خط صاف اور عربی طرز کا ہے، ہر صفحہ پر (۳۱) سطریں ہیں، دونوں حصوں کے کل اوراق (۳۹۲) ہیں، تفسیر جاندار معلوم ہوتی ہے، لغوی تحقیق، مضامین کی چھان پھٹک ترکیب، بلاغت ہر چیز پر مصنف نے توجہ دی ہے، جہاں جہاں آیات قرآنی آئی ہیں وہاں پہلے قولہ کو سرخ روشنائی سے لکھا ہے تاکہ آیت قرآنی کی تلاش میں دشواری نہ ہو، کرم خوردہ ہے مگر مرمت کے بعد لائق استفادہ ہے، تفسیر کا انداز یہ ہے:

قولہ تعالی فمن یرد اللہ ان یھدیہ الآیۃ، قال المفسرون لما نزلت ھذہ الآیۃ سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن شرح الصدر قال نور یقذفہ اللہ فی قلب المؤمن فینشرح لہ وینفسح، قیل فھل لہ لک امارۃ قال نعم الانابۃ الی الخلود والتجافی عن دار الغرور والاستعداد للموت قبل نزول الموت قولہ فمن یرد اللہ ان یھدیہ کقولہ من یشاء اللہ یضللہ و من یجوز ان تکون مرفوعۃ بالابتداء وان تکون منصوبۃ بمقدر بعدھا علی الاشتغال ای من یوفق اللہ یرد ان یھدیہ وان یھدیہ مفعول الارادۃ والشرح البسط السعۃ قال اللیث و قال ابن قتیبۃ ھو الفتح ومنہ شرحت اللحم ای فتحتہ وشرح الکلام بسطہ و فتح مغلقہ وھو استعارۃ فی المعانی حقیقۃ فی الاعیان والاسلام ای بقبولہ"

اس تفسیر کی اہمیت اس سے بھی عیاں ہے کہ حکومت مصر نے اس جلد کا فوٹو یہاں سے کرا لیا ہے۔

(۳۸/۳/۳ع) معالم التنزیل (۲۱)

امام بغوی کی یہ تفسیر متوسط درجہ کی عمدہ تفسیروں میں ہے، اس میں تفسیر عموماً صحابہ و تابعین سے
کی گئی ہے، چونکہ یہ عام طور پر مطبوعہ ملتی ہے اور بڑی حد تک متداول ہے اس لئے تعارف کی چنداں
رت نہیں ہے، یہ حصہ سورۂ روم سے لیکر اخیر تک ہے، کتابت صاف ستھری ہے، آیات کو سرخ روشنائی
ے اور تفسیر کالی روشنائی سے لکھنے کا اہتمام ہے، کاغذ موٹا دبیز اور مضبوط لگایا گیا ہے، ہر صفحہ پر گنتیس
ریں ہیں مگر کچھ بھی کوئی بدنمائی نہیں ہے اور نہ کوئی گنجلک ہے، حاشیہ سادہ کشادہ رکھا گیا ہے،
اں کوئی نئی سورت شروع ہوتی ہے وہاں سورت کا نام، اس کا مکی مدنی ہونا اور بسم اللہ سرخ
شنائی سے لکھنے کا اہتمام کیا گیا ہے، (۲۳۷) اوراق ہیں، یہ جمادی الاخری ۱۰۸۴ھ کی لکھی ہوئی ہے
کاتب کا نام درج نہیں ہے، شروع میں مفتی سعد اللہ صاحبؒ کی مہر لگی ہوئی ہے مصنف
کے حالات کے لئے دیکھئے مفتاح السعادۃ ص ۳۵۴ ج ۱، اور طبقات الشافعیۃ الکبری
ص ۲۱۴ ج ۴، مصنف کا پورا نام یہ ہے ابو محمد الحسین بن مسعود البغوی الفقیہ الشافعیؒ۔

(۳۹/۴ع) مقالید الرموز و شرح مفاتیح الکنوز (۴۳)

اس کتاب کا نہ صحیح نام معلوم ہو سکا اور نہ اس کے مصنف کا، اس میں قرآن پاک کے وہ مقامات
درج کئے گئے ہیں جہاں وقف کی علامتیں ہیں، اور ان علامات کو بھی سرخ روشنائی سے بنا کر دکھلایا
گیا ہے، پوری کتاب قرآن پاک کی ترتیب پر ہے اور ہر سورہ کا نام بھی ہے، اور ان سورتوں کے
ہی الفاظ لکھے ہوئے ہیں جہاں وقف و آیت کی کوئی علامت ہے، کاتب کا نام عنایت اللہ ہے،
سنہ کتابت درج نہیں ہے، ہر صفحہ پر دس سطریں ہیں، الفاظ قرآن کالی روشنائی سے اور علامات و
رموز سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں۔

(۲۷) مفاتیح الغیب معروف بہ تفسیر کبیر (۳۰۴/۵۷)

یہ تفسیر مشہور مصنف امام فخر الدین الرازی المتوفی ۶۰۶ھ کی تصنیف ہے، تفسیر کبیر اہل علم میں کافی مشہور و مقبول ہے، اس کی حیثیت بھی ہر ایک پر عیاں پر ہے، معقولی رنگ غالب ہے مگر طرز بیان بہت سادہ اور سہل ہے، یہ اسی تفسیر کا ایک قلمی حصہ ہے جو سورۂ اعراف سے شروع ہو کر سورۂ توبہ پر ختم ہوتا ہے، شروع سے کچھ اوراق غائب ہیں، یہ نسخہ قدیم العہد ہے، کاغذ بہت موٹا اور مضبوط لگایا گیا ہے، خط عمدہ اور صاف ستھرا ہے، جگہ جگہ سے کرم چشیدہ ہے، مگر مطالعہ میں اس کی وجہ سے کوئی خاص فرق نہیں پڑتا، ہدایہ سائز ہے، مگر ہر صفحہ پر (۳۲) سطریں ہیں اور بین السطور کھلا ہوا ہے، تفسیر سیاہ روشنائی سے لکھی گئی ہے، مگر آیات قرآنی اور المسئلۃ الاولی وغیرہ سرخ روشنائی سے جس کی وجہ سے مطالعہ میں آدمی گھبراتا نہیں، یہ پتہ نہیں چلتا کہ یہ حصہ کب لکھا گیا کاتب نے صرف یہ لکھا ہے سنہ رواں کا ساتواں مہینہ، اندازہ یہ ہے کہ یہ نسخہ بہت قدیم ہے۔

پہلی دفعہ جب نسخہ ایک مالک کے یہاں سے نکلکر دوسرے مالک کے ہاتھ میں پہنچا ہے اس وقت جمادی الاخری ۱۰۸۹ھ تھا جو درج ہے، آخری ورق کے اندرونی حصہ پر دو مہریں ہیں، ایک پر "عبد العزیز السند العالی ابن الملک" کندہ معلوم ہوتا ہے اور دوسری میں "عبد الحکیم المحسن الاشرف" کندہ ہے اور نیچے "وزیر ملک خداداد خان" بھی کندہ ہے، اس ورق کی پشت پر چار مہریں ہیں، دو مٹادی گئی ہیں جو پڑھی نہیں جاتیں، دو جو پڑھی جاتی ہیں وہ سلطان عالمگیر کی مہریں ہیں، یہ نسخہ شاہی کتب خانہ میں رہ چکا ہے، اور کتب خانہ میں داخلہ کی پوری کارروائی اس پر درج ہے، اور یہ مہریں اسی سلسلہ کی ہیں، کہیں ۲۷ھ اور کہیں ۲۹ھ درج ہے، غالباً اس کی مراد سن جلوس عالمگیری ہے، مہر میں ۱۰۹۲ھ کندہ ہے، مٹی ہوئی مہریں بھی شاہی ہیں، بہر حال اس اعتبار سے یہ نسخہ تاریخی حیثیت رکھتا ہے، مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے طاش کبری زادہ کی کتاب مفتاح السعادہ ص ۴۴۵ ج ۱، یا طبقات الشافعیۃ الکبری ص ۳۳ ج ۵، اور اس میں امام موصوف کا وصیت نامہ ضرور مطالعہ

کیاجائے اس سے جو اعتراضات ان پر ہوتے ہیں ان کے حل میں مدد ملے گی، صاحب طبقات الشافعیہ نے بھی اپنے استاذ امام ذہبیؒ کا معقول جواب دیا ہے جو انہوں نے امام موصوف کے متعلق میزان میں لکھا ہے۔

(۷۶/۷۱) ایضاً (۲۶)

تفسیر کبیر کا یہ قلمی حصہ سورۂ نساء سے سورۂ ابراہیم تک ہے، بڑے سائز پر ہے جو ہدایہ اخیرین کا سائز ہے، خط باریک ہے مگر صاف ستھرا اور بہتر ہے، جہاں جہاں آیات قرآنی یا المسئلہ وغیرہ آیا ہے۔ اسے سرخ روشنائی سے لکھا گیا ہے، یہ حصہ (۳۱۱) اوراق میں پھیلا ہوا ہے، ہر صفحہ میں (۳۹) انتالیس سطریں ہیں اور حاشیہ برائے نام ہے، اس لئے کہ سطریں کافی لمبی ہیں۔

نہ تو کاتب کا نام ہی درج ہے اور نہ سنہ کتابت ہی۔ ۱۱۰۰ھ سے پہلے کی لکھی ہوئی ہے، اس سنہ میں جس بزرگ کی ملکیت میں آئی ہے، انہوں نے دستخط کرکے نیچے یہ سنہ درج کیا ہے، دستخط کو کیڑے نے چاٹ لیا ہے، صرف غفرلہ اور ۱۱۰۰ھ رہ گیا ہے۔

پہلے صفحہ پر دو تین اور مالکوں کی تحریریں درج ہیں۔ ایک مولوی یوسف صاحب ہیں اور دوسرے کی تحریر دھل دی گئی ہے، پڑھنے میں نہیں آتی، اس کے نیچے مہر بھی لگی تھی، صرف اس کے دائرہ کا نشان رہ گیا ہے، کاتب نے لکھنے میں کافی محنت کی ہے۔

. . . .

تفسیر و متعلّقات تفسیر فارسی

(۴۲/۷۷) تفسیر سورۂ مریم تا والنّاس (۲۸)

یہ تفسیر سورۂ مریم سے ختم قرآن تک ہے، شروع کی تفسیر اور دوسری جگہوں سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی شیعی کی تفسیر ہے، نام کتاب اور نام مصنف معلوم نہیں ہو سکا، بڑے سائز پر ہے اور ۱۰۶۳ھ کی مکتوبہ ہے، کتابت عمدہ اور بہتر ہے، ہر صفحہ میں (۲۵) سطریں ہیں۔

(۴۳/۷۸) تفسیر سورۂ والنّازعات وعمّ یتساءلون (۱۵)

یہ دو سورتوں کی تفسیر ہے جو تیس مجلسوں میں پوری ہوئی ہے، یہ لمبی چوڑی تفسیر ہے، قصہ کہانیاں اور نظم بہت زیادہ ہیں، مصنف کا نام معلوم نہ ہو سکا۔

اس کے (۱۵۲) اوراق ہیں اور ہر صفحہ میں (۲۱) سطریں ہیں، کتابت اچھی اور صاف ستھری ہے، سنہ کتابت درج نہیں ہے۔

(۴۴/۷۹) تفسیر سورۂ یوسفؑ ناقص (۲۱)

یہ تفسیر سورۂ یوسف ہے اول سے ناقص ہے، مصنف کے نام کا پتہ نہیں، کافی لمبی تفسیر ہے (۲۹۳) اوراق پر مشتمل ہے، ہر صفحہ میں (۲۱) سطریں ہیں، کاتب کا نام محمد عباس ہے، سنہ کتابت درج نہیں ہے۔

(۴۵/۸۰) تفسیر یعقوب چرخی (۱۶)

مصنف کا پورا نام یعقوب بن عثمان بن محمود بن محمد الغزنوی ثم الچرخی ثم الطرزی ہے، انہوں نے احباب کی فرمائش پر پارہ ۲۹ و ۳۰ مع سورۂ فاتحہ کی فارسی میں تفسیر لکھی ہے جس میں تفسیر کشاف وغیرہ سے بقول خود استفادہ کیا ہے، یہ دو پاروں کی تفسیر (۱۷۶) اوراق پر مشتمل ہے، تفسیر لمبی

ہے اور نہ بالکل مختصر، رجب ۱۲۵۱ھ کی مکتوبہ ہے، کاتب کا نام کرم علی ہے، کتابت اچھی خاصی ہے، ہر صفحہ میں (۱۴) سطریں ہیں، آیاتِ قرآنی پوری تفسیر میں سرخ روشنائی سے لکھی گئی ہیں، اور ترجمہ و تفسیر سیاہ روشنائی سے، مؤلف کے حالات کے لئے پڑھیے رشحات ص ۶۵ یا خزینۃ الاصفیا ص ۵۶۶ .

(۴۶/۸۱) التقویم فی تفسیر اھدنا الصراط المستقیم (۳۴)

اس کے مصنف حضرت میاں محمد علی شیر ہیں جنھوں نے بارہویں صدی ہجری میں انتقال کیا؛ یہ "اھدنا الصراط المستقیم" کی تفسیر ہے اور تصوف کے رنگ میں ہے، کوئی سو اوراق پر مشتمل ہے، صفحہ میں (۱۵) سطریں ہیں، کتابت جلی اور صاف ستھری ہے، مصنف نے یہ تفسیر ۱۱۳۴ھ میں لکھی ہے، مصنف کا سنہ وفات اور ان کے احوال نہیں مل سکے .

(۴۷/۸۲) جواہر التفسیر لتحفۃ الامیر (۱)

(از سیقول تا ختم آل عمران)

ملا حسین واعظ کاشفی (م ۹۱۰ھ) کی تصنیف ہے، ہمارے یہاں کا یہ موجودہ حصہ دوسرے پارہ سیقول السفہاء سے شروع ہوتا ہے اور آل عمران کے ختم پر ختم ہوجاتا ہے، یہ تفسیر حسینی سے زیادہ مفصل ہے اس تفسیر میں مصنف نے اشعار کا استعمال کافی کیا ہے، یہ تفسیر کوئی تین سو اوراق پر مشتمل ہے، کاغذ بوسیدہ اور کرم خوردہ ہے، سنہ کتابت اور کاتب کا نام درج نہیں ہے، لیکن بہت پہلے کی کتابت شدہ ہے، اخیر میں ایک نام کی مہر لگی ہوئی ہے، اس میں (۱۲۵۷) کندہ ہے .

کتابت خط نسخ میں ہے، عمدہ، خوشخط ہے، ایک صفحہ میں (۲۳) سطریں ہیں، الفاظ قرآن جہاں جہاں آئے ہیں ان پر سرخ خط کھینچ دیا گیا ہے تاکہ نمایاں رہیں، یہی ابیات و اشعار میں کیا گیا ہے کہ ان سے پہلے "بیت" یا "شعر" کا لفظ سرخ روشنائی سے لکھا ہے، کاتب کا نام عبدالکریم ہے .

مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے حدائق الحنفیہ ص ۳۵۹ .

(۸۳/۳۸) فتح الرحمٰن فی ترجمۃ القرآن (۳۲)

(از شاہ ولی اللہ الدہلوی المتوفی ۱۱۷۶ھ)

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ جن کی ذات سے علوم قرآن وحدیث کا چرچا ہندوستان میں عام ہوا، علمی دنیا کے آفتاب و ماہتاب ہیں، بہت سی کتابوں کے مصنف، ایک خاص مکتب فکر کے بانی اور علوم دینیہ کی اشاعت میں قائد کی حیثیت رکھتے ہیں، ہندوستان میں جب مغلیہ سلطنت پر زوال آرہا تھا شاہ صاحبؒ سارا تماشا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے، اب تک ہندوستان میں کوئی مستند فارسی ترجمہ کسی ہندوستانی عالم کا موجود نہ تھا، سب سے پہلے شخص ہیں کہ آپ نے قرآن پاک کا فارسی ترجمہ کیا، آپ کا منشا یہ تھا کہ عام فہم اور مستند ترجمہ ہو جسے ہر بڑا اور چھوٹا پڑھ سکے بلکہ بچوں کو ابتدا ہی میں یہ ترجمہ پڑھا دیا جائے، پہلے تو آپ نے ان تراجم فارسی کو دیکھا جو آپ سے پہلے رائج تھے مگر کوئی آپ کے سوچے ہوئے معیار پر پورا نہ اترا، چنانچہ آپ نے ایک جدید ترجمہ کا فیصلہ کیا، اور سورہ بقرہ وآل عمران کا ترجمہ کر لیا، اس کے بعد سفر حرمین شریفین پیش آیا، اور یہ سلسلہ یہیں بند ہو گیا، برسوں کے بعد ایک عزیز گرامی حضرت والا کی خدمت میں ترجمہ قرآن پڑھنے کے لئے آئے اور آپ نے ان کو پڑھانا شروع کیا اس وقت پھر آپ نے ترجمہ کا کام شروع کر دیا، جس قدر پڑھاتے جاتے اتنے کا ترجمہ سبقاً سبقاً کرتے جاتے، اتفاق ایسا ہوا کہ ثلث قرآن تک پڑھنے کے بعد جو صاحب ترجمہ پڑھ رہے تھے ان کو سفر پیش آگیا اور پھر سلسلۂ ترجمہ رک گیا، ایک مدت کے بعد پھر ترجمہ شروع کیا اور دو ثلث ہو گیا، اس وقت مسودہ مبیضہ میں بدلا، اور آیاتِ قرآنی کے ساتھ ساتھ لکھا گیا، روز عید اضحیٰ ۱۱۵۰ھ سے تبییض کا کام شروع ہوا، آپ نے ادھر بقیہ ثلث کا ترجمہ شروع کر دیا، چنانچہ اوائل رمضان ۱۱۵۱ھ میں تبییض کا کام ختم ہوا، اور اس سے پہلے اوائل شعبان ۱۱۵۱ھ میں آپ نے اپنا کام ترجمہ کا ختم کر لیا، خواجہ محمد امین کے ذریعہ اس نسخہ کا رواج ہوا، اور اس کی متعدد نقلیں پھیلیں۔

اس ترجمہ کے شروع میں حضرت شاہ صاحبؒ نے ایک گرانقدر مقدمہ بھی لکھا ہے، وہ بھی

پڑھنے کے لائق ہے، اور اس ترجمۂ ولی اللہی کی حیثیت اس کے بعد ہی کھل کر سامنے آتی ہے، یہ مقدمہ چھ صفحات پر ہے اور ہر صفحہ میں (۲۱) سطریں ہیں، پھر اس مقدمہ کے اخیر میں قرآن پاک کی آپ کو جو سند حاصل ہے وہ درج ہے پورے قرآن پاک کا ترجمہ ختم کرکے اخیر میں ان حواشی کو جمع کر دیا ہے جو آپ نے کہیں کہیں لکھے تھے یا جو آپ کے تفردات کے حکم میں تھے، یہ حواشی (۸) اوراق پر مشتمل ہیں، ان کو آپ کے سنہری نوٹ سے تعبیر کرسکتے ہیں، اور واقعہ یہ ہے کہ یہ چیز بہت عجیب وغریب ہے اور ہر صاحب علم کے پڑھنے کے لائق ہے، اس ترجمۃ القرآن کے ساتھ حواشی کے بعد آپ کا مشہور رسالہ "الفوز الکبیر" اور فتح الخبیر بھی درج ہے۔

کتابت نفیس اور دیدہ زیب ہے سنہ کتابت درج نہیں ہے، ایک صفحہ میں عموماً (۲۱) سطریں ہیں، ہر صفحہ پر سرخ وسیاہ لکیروں کی جدولیں بنی ہوئی ہیں، آیات قرآنی خط نسخ میں ہیں اور ان پر سرخ لائن ڈالی گئی ہے، اور سورتوں کے نام سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں، کاغذ چکنا باریک ہے، شاہ صاحب کے قریب زمانہ کا کتابت شدہ ہے۔

شاہ ولی اللہ کے حالات کے لئے پڑھئے حیات ولی ص ۲۰۹، حدائق الحنفیہ ص ۴۴۷، ابجد العلوم ص ۹۱۲ ج ۳، اور تراجم علماء حدیث ہند ص ۴۔

(۲۷) فتح العزیز معروف بہ تفسیر عزیزی ۱ الم ۲ پارہ (۴۹/۸۴)

یہ فارسی تفسیر ہندوستان کے مشہور محدث، خاندان ولی اللہی کے آفتاب حضرت شاہ عبدالعزیز (م ۱۲۳۹ھ) کی تصنیف ہے، حضرت شاہ صاحب دیباچہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ۱۲۰۸ھ میں فخر الملۃ والدین محمد شیخ مصدق الدین عبداللہ کے جذب شوق کے نتیجہ میں میں نے سورۂ فاتحہ اور اخیر کے دو پاروں کی تفسیر املا کرائی اور انہوں نے قلم بند کیا، اور حال یہ کہ کسی کتاب کی طرف مراجعت کی نوبت بھی نہ آئی مگر معلوم ہوا کہ لوگوں میں بہت پسند کی گئی اور بہت کارآمد ثابت ہوئی، لہذا خیال ہوا کہ شروع کے حصوں کی تفسیر بھی لکھوانی شروع کردیجائے، اللہ تعالیٰ اسے پوری فرمائے، چنانچہ پھر ابتداء سے

آپ نے تفسیر شروع کی، مگر یہ تفسیر دوسرے پارہ کے دو تین رکوع سے آگے نہ بڑھ سکی، یہ قلمی حصہ صرف پہلے پارہ کی تفسیر ہے جو کوئی تین چار سو اوراق پر مشتمل ہے، سن کتابت درج نہیں ہے، کتابت صاف ستھری ہے، ہر صفحہ میں (۲۳) سطریں ہیں، آیات و الفاظِ قرآن جہاں جہاں آئے ہیں سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں تاکہ نمایاں رہیں اور آسانی سے نکالے جا سکیں، حوالہ میں جو عربی جملے آئے ہیں ان پر سرخ خط کھینچ دیا گیا ہے، حاشیہ پر بعض اہم مباحث کے عنوان دیدیئے گئے ہیں، کاغذ بوسیدہ کرم چشیدہ ہے، کاغذ سے اندازہ ہوتا ہے کہ شاہ صاحب رحمہ اللہ سے قریب زمانہ کی کتابت شدہ ہے، تقطیع بڑی ہے، مصنف کے حالات کے لئے پڑھئے حیات ولی ص ۳۲۰، حدائق الحنفیہ ص ۴۰۷، تراجم علماء حدیث ہند حصہ اول ص ۴۹ .

(۸۵/۵۰) ایضاً پارہ ۲۹ (۱۷)

یہ انتیسویں پارہ کی تفسیر ہے، کتابت عمدہ صاف ستھری جلی قلم ہے، ایک صفحہ میں (۱۷) سطریں ہیں ۱۲۸۲ھ کی مکتوبہ ہے، نسخہ اچھی حالت میں ہے، اوراق کے نمبرات پڑے ہوئے نہیں ہیں، کوئی تین سو اوراق ہوں گے، تقطیع بڑی ہے، آیات قرآنی کو ہر جگہ خط نسخ میں سرخ روشنائی سے لکھنے کا اہتمام ہے حوالہ کی جو آیتیں یا احادیث یا کوئی عربی جملہ آیا ہے ان پر سرخ لکیر ڈال کر نمایاں کیا گیا ہے، کاغذ موٹا دبیز ہے.

(۸۶/۵۱) ایضاً پارہ ۲۹ (۳۵)

یہ بھی پارہ ۲۹ کی مکمل تفسیر ہے، کتابت پاکیزہ عمدہ ہے، قرآنی الفاظ اس میں بھی سرخ روشنائی سے خط نسخ میں لکھے گئے ہیں، جلی قلم ہے، کاغذ باریک چکنا ہے، کوئی تین سو اوراق ہوں گے، ایک صفحہ میں (۱۹) سطریں ہیں، سنہ کتابت اور کاتب کا نام درج نہیں ہے .

(۸۷/۵۲) ایضاً پارہ ۲۹ (۲۲)

یہ چھوٹی حمائل تقطیع پر ہے، کتابت صاف ستھری ہے، پورے پارہ ۲۹ کی تفسیر ہے، ایک صفحہ میں (۱۵) سطریں ہیں، بٹر پیپر کے ذریعہ اس کی مرمت کر دی گئی ہے، اس لئے اس کی عمر بڑھ گئی ہے ۱۲۵۵ھ کی لکھی ہوئی ہے، کسی مطبوعہ نسخہ سے یہ تفسیر نقل کی گئی ہے، مصنف کے حالات کیلئے دیکھئے آثار الصنادید ص ۱۰۳ ج ۲

.....

(۸۸/۵۲) ایضاً پارہ ۲۹ (۶و۷)

خاندان ولی اللّٰہی نے ہندوستان میں علم کی جو خدمت کی وہ آب زر سے لکھنے کے لائق ہے، آج ہندوستان کا کوئی ایسا عالم نہیں ہے جس کی سند حدیث شاہ عبدالعزیزؒ سے ہو کر شاہ ولی اللہؒ (م ۱۱۷۶ھ) پر منتہی نہ ہوتی ہو، خاندان ولی اللّٰہی کے دریکتا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ تھے، علوم عقلی ونقلی دونوں میں کامل دستگاہ رکھتے تھے، علم تعبیر رؤیا اور حاضر جوابی میں اپنی مثال نہیں رکھتے تھے، آپ کی تصنیفات میں تفسیر عزیزی جس کا نام فتح العزیز ہے ایک معرکۃ الآرا تصنیف ہے، آپ کی یہ تفسیر چھپ چکی ہے، شاہ عبدالعزیزؒ شاہ ولی اللہؒ کے فرزندوں میں سب سے بڑے عمر میں بھی تھے اور فضل وکمال میں بھی، اور علم حدیث کی اشاعت کا بڑا ذریعہ آپ کی ہی ذات ہے۔

زیر نظر قلمی نسخہ انتیسویں پارہ کی مکمل تفسیر ہے، یہ علوم کا خزینہ ہے اور نکات واسرار کا گنجینہ، یہ ضخیم ہونے کی وجہ سے دو جلدوں میں مجلد ہے۔ مجموعی اوراق (۳۶۳) ہیں، اور ہر صفحہ میں (۱۷) سطریں ہیں، کتابت عمدہ جلی خط ہے، رجب ۱۲۴۸ھ کی لکھی ہوئی ہے، فتح پور سیکری میں لکھی گئی ہے جو اکبر کا کسی زمانہ میں دارالسلطنت تھا، مؤلف کے حالات کے لئے پڑھئے حیات ولی ص ۳۲۰، حدائق الحنفیہ ص ۴۷۰۔

تراجم علماء حدیث ہند ص ۴۹ ج ۱۔

(۸۹/۵۳) فتح العزیز پارہ ۳۰ (۱۹، ۱۹، ۲۰)

سراج الہند شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ (م ۱۲۳۹ھ) کی یہ تیسویں پارہ کی تفسیر فتح العزیز ہے، ضخیم ہونے کی وجہ سے اسے تین علیحدہ علیحدہ جلدوں میں مجلد کرایا گیا ہے، کتابت معمولی مگر صاف ستھری ہے، ایک صفحہ میں (۱۳) سطریں ہیں، آیات قرآنی پر سرخ لکیر ڈال کر نمایاں کیا گیا ہے، کل اوراق (۴۸۸) ہیں، تقطیع متوسط ہے، کاتب کا نام سید عبداللہ بن سید بہادر علی ہے۔

یہ نسخہ ۱۲۵۶ھ کا لکھا ہوا ہے، مرمت کے بعد اچھی حالت میں ہے۔

. . . .

(۵۴/۹۰) الفوز الکبیر و فتح الخبیر (۲۳)

ازحضرت شاہ ولی اللہ الدہلویؒ المتوفی ۱۱۷۶ھ

رسالہ الفوز الکبیر اب ہمارے یہاں داخل درسیات ہو چکا ہے، اور عام طلبۂ مدارس اسے جلالین کے ساتھ پڑھتے ہیں، شاہ صاحبؒ نے اپنی اس کتاب میں تفسیر کے اصول بڑی عمدگی سے بیان فرمائے ہیں اور حکیمانہ انداز میں بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ کیا ہے، آپ نے اصل کتاب فارسی ہی زبان میں لکھی ہے، عربی اڈیشن اس کا ترجمہ ہے جو ایک دمشقی عالم نے کیا ہے، یہ قلمی رسالہ (۹۶) صفحات پر ہے، سائز چھوٹا ہے، ایک صفحہ میں (۱۵) سطریں ہیں، کتابت صاف ستھری ہے۔

اس کے بعد فتح الخبیر نامی رسالہ ہے جو (۷۸) صفحات پر مشتمل ہے، کتابت ایک ہی کاتب کی ہے، سنہ کتابت دونوں میں سے کسی میں درج نہیں ہے، مصنف کے حالات کے لئے پڑھئے حیات ولی ص ۲۰۹ از محمد رحیم بخش دہلوی، ابجد العلوم از نواب صدیق حسن خاں ص ۹۱۲، حدائق الحنفیہ از فقیر محمد ص ۴۴۷۔

(۵۵/۹۱) مصباح العاشقین (۳۶)

ازبہار بن محمود بن ابراھیم ناگوری

قاضی حمید الدین ناگوریؒ (م سنہ) کے ایک ارادت مند بہا بن محمود ناگوری نے اس چھوٹی سی کتاب میں بقول خود معتبر تفاسیر اور صحیح احادیث کو سامنے رکھ کر سورہ والضحیٰ کی تفسیر لکھی ہے۔

اُس زمانہ کے ذوق کے مطابق یہ تفسیر لکھی گئی ہے، اور ہر آیت کے مختلف مصداق بیان کئے گئے ہیں، مختصر یہ کہ یہ تفسیر تصوف کے رنگ میں لکھی گئی ہے۔

اخیر سے ایک آدھ ورق غائب معلوم ہوتا ہے، سائز چھوٹا ہے، (۳۴) اوراق ہیں، ہر صفحہ میں بارہ سطریں ہیں، کتابت عمدہ اور نفیس، جدولیں ہر صفحہ پر حسین وجمیل، کرم خوردہ کہیں کہیں سے ہے مگر لائق استفادہ ہے، سنہ کتابت درج نہیں۔

(۹۲/۵۶) المواہب العلیہ المعروف بہ تفسیر حسینی (۲۵، ۳۱)

یہ تفسیر ملا حسین بن علی الواعظ الکاشفی المتوفی ۹۱۰ھ کی تصنیف ہے، اس تفسیر کے دیباچہ میں خود مصنف و مفسر نے لکھا ہے کہ پہلے میں نے امیر شیر علی کے لئے "جواہر التفسیر لتحفۃ الامیر" کے نام سے ایک مفصل تفسیر چار جلدوں میں لکھنا شروع کی تھی، اس کی پہلی جلد حسب منشا کامل ترتیب و توصیف کے ساتھ لکھی گئی اور امیر کی خدمت میں پیش ہوئی اور پسند بھی کی گئی، مگر عوائق و موانع کی وجہ سے اس کی بقیہ جلدیں تعویق میں پڑ گئیں تا آنکہ محرم ۸۹۷ھ میں دل میں یہ بات آئی کہ پہلے پورے قرآن کا ترجمہ ضروری تشریح کے ساتھ مکمل کر دوں، پھر جواہر التفسیر کی بقیہ جلدیں اطمینان سے لکھنے کی سعی کروں گا۔ چنانچہ یہی ترجمہ جو ضروری تشریح کے ساتھ لکھا تھا اس کا نام "المواہب العلیہ" رکھا، اور یہی چیز تفسیر حسینی کے نام سے مشہور ہے، قرات میں روایت بکر از عاصم کوفی پر عمل کیا گیا ہے جو مفسر کے دیار میں رائج تھی۔

یہ پوری تفسیر حسینی دو جلدوں میں مجلد ہے، اوراق کے نمبر نہیں ہیں، کوئی تین سو اوراق ہونگے ہر صفحہ میں (۲۵) باریک خط سطریں ہیں، آیات مقدسہ سرخ روشنائی سے لکھی گئی ہیں اور ترجمہ و تفسیر سیاہ روشنائی سے، سنہ کتابت درج نہیں ہے، کتابت عمدہ باریک خط ہے۔

اس کے پہلے صفحہ پر ایک تحریر ہے "برادر دینی مرزا ابراہیم بیگ سلمہ اللہ تعالی کتاب تفسیر حسینی را بتاریخ ہفدہم ماہ رجب ۱۲۳۲ھ بفقیر وحقیر محمد عنایت نمودند"۔

دوسری تحریر میں ہے کہ یہ کتاب سید کریم اللہ کی ملکیت میں ۱۲۴۲ھ میں داخل ہوئی۔

ان تحریروں سے معلوم ہوا کہ کتاب مذکور کی کتابت ۱۲۳۲ھ یا اس سے پہلے ہوئی ہے۔

(۹۳/۵۷) ایضاً (۲۹، ۳۰)

تفسیر حسینی کا یہ دوسرا کامل قلمی نسخہ ہے، یہ دو جلدوں میں ہے، تقطیع بڑی ہے، کتابت عمدہ اور صاف ستھری ہے، ہر صفحہ میں (۲۴) سطریں ہیں، آیات قرآنی سرخ روشنائی سے اور ترجمہ و تفسیر

(٩٥٨) المواہب العلیہ از ابتدا تا انعام (٦٦/١٠٢)

یہ نسخہ ابتدا سے لیکر آٹھویں پارہ کے وسط تک ہے، کتابت معمولی ہے مگر صاف ستھری ہے، ضخیم ہونے کی وجہ سے دو جلدوں میں مجلد کرائی گئی ہے، اوراق (٣٦٤) ہیں، ہر صفحہ میں (١٧) سطریں ہیں، ربیع الاول سنہ ٩٢٠ھ کا مکتوب ہے، کاتب کا نام عبد المصور ہے۔

اصول حدیث

(عربی)

(۱۰۳/۱) شرح نخبۃ الفکر (۷۷)

متن اور شرح دونوں ابن حجر عسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ کی تصنیف ہے، یہ عام طور پر مدارس اسلامیہ کے نصاب میں داخل ہے اور مشکوٰۃ شریف کے ساتھ یہ رسالہ بھی پڑھایا جاتا ہے، اصول حدیث میں یہ رسالہ مستند ہے اور تمام ضروری امور پر مشتمل ہے۔

یہ قلمی نسخہ مولانا محمد اسمٰعیل بلگرامی کے قلم سے لکھا ہوا ہے، انہوں نے یہ کتاب اپنے استاذ حدیث مولانا شیخ محمد دہلوی سے پڑھی ہے چنانچہ اس میں تحریر موجود ہے۔

"یک شنبہ نہم ربیع الثانی سنہ ہزار وچہل وہفتم بدار الفیض و المیمنہ دہلی حرسہا اللہ عن الآفۃ بتقریب ازان دن بخدمت مولانا شیخنا شیخ محمد دہلوی سلمہ اللہ واجزاہ بالخیر فقیر حقیر ..... اسماعیل حسینی بلگرامی نبشتن وخواندن شروع نمود ومن اللہ الکریم التوفیق وہو حسبی ونعم الوکیل"۔

پھر یہ نسخہ رجب ۱۲۶۷ھ میں مفتی سعد اللہ مرادآبادی کی خدمت وملکیت میں آیا۔ چنانچہ ان کی تحریر بھی مع دستخط ومہر موجود ہے، اس نسخہ پر حواشی بہت کافی ہیں، اس حاشیہ کے متعلق لکھا ہے کہ سید اصل الملۃ والدین ... بن یوسف ... کا ہے، آگے پیچھے پڑھا نہیں جا سکا، تین معتبر نسخوں سے اس کی تصحیح کی گئی ہے، اوراق (۴۱) ہیں، اور ہر صفحہ میں (۱۷) سطریں، کتابت صاف ستھری ہے، کرم خوردہ ہے مگر مرمت کے بعد لائق استفادہ ہے۔ مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے مفتاح السعادۃ ۲/۱۲۹۔

(۱۰۴/۲) شرح مولانا محمد حنفی رسالہ اصول حدیث (۹۱)

یہ قلمی رسالہ "شرح مولانا محمد حنفی" کے نام سے موسوم ہے، مصنف نے یہ شرح شوال ۹۳۳ھ میں تمام کی ہے، اس میں اصول حدیث کی تفصیل ہے اور یہ ایک اچھا رسالہ ہے، یہ مولانا اسماعیل حسینی بلگرامی کے قلم کا نقل کردہ ہے، انہوں نے اسے سبقاً سبقاً دہلی میں رہ کر پڑھا ہے، ۱۰۴۷ھ میں یہ لکھا گیا ہے، مولانا اسمٰعیل کے دستخط بھی موجود ہیں، اس کے (۱۹۸) صفحات ہیں، اور ہر صفحہ میں (۱۶) سطریں ہیں، کتابت عمدہ پاکیزہ

ہے ۔ مفتی سعد اللہ کے نام کی مہر لگی ہوئی ہے ۔ سائز چھوٹا ہے ، کاتب قطب العالم الحسینی بلگرامی کے مداح جز دہ ہیں ۔

(۳/۱۰۵) شرح شرح نخبۃ الفکر (۸۱)

حافظ ابن حجر عسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ نے اصول حدیث میں ایک مختصر رسالہ لکھا جس کا نام رکھا نخبۃ الفکر فی مصطلح اہل الاثر ۔ پھر خود ہی اس کی شرح لکھی اور اس کا نام رکھا نزہۃ النظر ۔ چنانچہ یہ شرح عام طور پر مدارس میں رائج ہے ، علی بن سلطان محمد الہروی القاری المتوفی ۱۰۱۴ھ نے اس شرح کی شرح لکھی جو زیر نظر ہے ، آپ ملا علی قاری کے نام سے اہل علم میں پہچانے جاتے ہیں ۔ صاحب کشف الظنون نے نخبۃ الفکر کے ضمن میں اس شرح کا ذکر کیا ہے (دیکھئے ص ۱۹۳۸ ج ۲) ۔

ہمارے یہاں یہ بھوپال سے آیا ہے ، یہ ایک عمدہ شرح ہے اور لائق مطالعہ ، غالباً یہ شرح اب تک چھپی نہیں ہے اور عام طور پر قلمی نسخہ بھی پایا نہیں جاتا ، اس لئے یہ نوادرات میں ہے ، ایک جگہ حاشیہ کے نیچے عنایت احمد لکھا ہوا ہے ، پوری کتاب بڑے سائز کے (۲۵۶) صفحات پر پھیلی ہوئی ہے ، اور ہر صفحہ میں (۲۰) سطریں ہیں ، کتاب یہاں سے شروع ہوتی ہے :

" الحمد للہ الذی صحح کلامہ القدیم الذی ہو احسن الحدیث فرعًا واصلاً "

مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر ص ۱۸۵ ج ۳ ، حدائق الحنفیہ ص ۱۰

(۴/۱۰۶) نخبۃ الفکر (۱۱۰)

حافظ ابن حجر عسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ کا اصول حدیث میں مشہور رسالہ ہے ، یہ اصول حدیث کا مشہور رسالہ نخبۃ الفکر خوشخط جلی قلم ہے ، کل بارہ اوراق ہیں ، ہر صفحہ پر صرف نو سطریں ہیں ، ابن حجر کا یہ رسالہ عام طور سے پڑھایا جاتا ہے ، محمد حسن صاحب کوٹلی متصل سیالکوٹ کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے ۔ سنہ کتابت ۱۲۹۴ھ ہے ، یہ رسالہ عام طور پر مطبوعہ پایا جاتا ہے ، بلکہ نصاب میں داخل ہے ، اس کی شرح خود مصنف نے نزہۃ النظر کے نام سے کی ہے ، ایک دوسری شرح ملا علی قاری نے کی ۔

مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے حسن المحاضرہ ص ۷۰ ج ۱، یا الضوء اللامع ص ۳۶ ج ۲.

(۵) نخبۃ الفکر (۱۱۳)

یہ نخبۃ الفکر قلمی کا دوسرا نسخہ ہے، کرنال میں ۱۲۹۳ھ میں لکھا گیا ہے، خط معمولی ہے، کرم چشیدہ ہے، کوئی عبداللہ شاہ صاحب ہیں ان کی ملکیت میں رہ چکا ہے، چنانچہ اس نام کی مہر بھی لگی ہوئی ہے. قابلِ استفادہ ہے، کل اوراق سولہ ہیں، ہر صفحہ پر آٹھ سطریں ہیں.

کتب حدیث

و

متعلقاتِ حدیث

عربی

ابن ماجہ جلد اول و دوم (۱/۱۰۸) (۱۴، ۱۵)

(ابو عبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ قزوینی المتوفی ۲۷۳ھ)

صحاح ستہ کی چھٹی کتاب ہے، تمام مدارس اسلامیہ نظامیہ میں رائج اور داخل ہے، مطبوعہ عام طور پر ملتی ہے، اس لئے اس کے تعارف کی ضرورت نہیں، ہمارے کتب خانہ میں اس کا ایک قلمی نسخہ ہے جو دو جلدوں میں مجلد ہے، صاف اور خوشخط ہے، ۲۰×۲۲/۸ سائز ہے، باب جہاں جہاں آیا ہے اسے سرخ روشنائی سے لکھا گیا ہے، اسی طرح حدیث کا پہلا لفظ حدثنا بھی سرخ روشنائی سے لکھا گیا ہے۔ ہلکی روشنائی سے ختم کتاب پر سنہ ۸۲۶ھ لکھا ہوا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نسخہ اسی سنہ کا لکھا ہوا ہے، کاتب کا نام نہیں ہے، کہیں نہ کوئی مہر ہے اور نہ کسی کے دستخط، مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے تذکرۃ الحفاظ للذہبی ص ۱۸۹ ج ۲۔

الاجر الجزل فی الغزل (۲/۱۰۹) (۴۹)

(جلال الدین السیوطی المتوفی ۹۱۱ھ)

علامہ سیوطی (م ۹۱۱ھ) کا یہ رسالہ ترجمہ کے ساتھ چھپ چکا ہے، مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہ نے اپنے زمانہ قیام دار العلوم دیوبند میں اسے اپنے ترجمہ کے ساتھ شائع کیا تھا، یہ قلمی رسالہ جو پانچ صفحات پر ہے، زمانۂ قریب کا لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے، اس لئے کہ کاغذ اسی زمانہ کا لگا ہوا ہے، نہ کتابت اور کاتب کا نام درج نہیں ہے۔

اس میں چرخہ کی فضیلت سے متعلق احادیث جمع کی گئی ہیں، پہلی حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد یہ ہے کہ بچوں کو تیرنے اور تیراندازی کی تعلیم دو، اور مسلمان عورتوں کا بہترین اور دلچسپ کام گھر میں بیٹھ کر چرخہ چلانا ہے۔ کوئی نو دس حدیثیں اس میں جمع کی گئی ہیں، سیوطی کے حالات کے لئے دیکھئے الضوء اللامع ص ۶۵ ج ۴، حسن المحاضرہ ص ۱۵۵، رسالہ کی کتابت صاف ستھری، چھوٹے سائز پر ہے، ہر صفحہ میں ۱۳ سطریں ہیں۔

(۱۱۰/۳) الاحادیث المنیفہ (۴۹)

فی فضل السلطنۃ الشریفہ

از شیخ حسن بن عمار المصری الشرنبلالی المتوفی ۱۰۶۹ھ

"مجموعہ چہل حدیث" کے نام سے قلمی ذخیرہ میں پچیس رسالوں کی ایک جلد ہے، انہی چالیس حدیث والے رسالوں میں سے ایک یہ رسالہ "الاحادیث المنیفہ فی فضل السلطنۃ الشریفہ" ہے جس میں سلطنت اور کارکنان سلطنت سے متعلق علامہ شرنبلالیؒ نے چالیس حدیث صحاح ستہ اور دوسری کتب حدیث کو جمع کردی ہیں، مقدمہ میں خود مؤلف لکھتے ہیں:

"فہذہ اربعون حدیثا عزیزۃ شریفۃ فی فضل السلطنۃ والحکام المقسطین بحفظ الشریعۃ وقتال المخالفین"۔

یہ گیارہ صفحات کا رسالہ ہے، ہر صفحہ پر ۱۷ سطریں ہیں، سائز $\frac{۲۶ \times ۲۰}{۸}$ ہے، کتابت صاف ستھری ہے جہاں سے حدیث کی ابتدا ہوتی ہے، اس کا پہلا لفظ سرخ روشنائی سے لکھا گیا ہے، جس سے ہر ایک حدیث نمایاں ہے کہ یہاں سے شروع ہوکر یہاں ختم ہوتی ہے۔ مصنف کے حالات کیلئے دیکھئے حدائق الحنفیہ ص ۴۱۵، نیز دیکھا جائے الفوائد البہیہ مع تعلیقات ص ۷۴، اور خلاصۃ الاثر ص ۳۸ ج ۲، آپ اپنے زمانہ کے بڑے اونچے فقیہ تھے اور مختلف کتابوں کے مصنف، نور الایضاح آپ ہی کی تصنیف ہے جو ہمارے یہاں درسیات میں داخل ہے، سنہ کتابت اور کاتب کا نام درج نہیں ہے۔

(۴/۱۱۱) احسن الاقوال (۱۱۸)

فی تفسیر حدیث "لاتشد الرحال" مصنفہ مولانا بشیر المتوفی ۱۳۲۶ھ

اس نسخہ کا ابتدائی حصہ غائب ہے، دیباچہ کے اخیر سے معلوم ہوتا ہے یہ "منتہی المقال" نامی کتاب کا رد ہے، اس کتاب کے دو باب ہیں، پہلا باب حدیث لاتشد الرحال کی شرح میں ہے، اور دوسرے باب کا عنوان ہے فی رد ہفوات صاحب منتہی المقال۔

"منتہی المقال" مولانا صدر الدین خاں آزردہ صدر الصدور دہلی (م ۱۲۸۵ھ) کی تصنیف ہے جس میں حدیث "لاتشد الرحال" پر بحث کرکے ثابت کیا گیا ہے کہ اس حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مزار مقدس صلی اللہ علیہ وسلم یا دوسرے انبیاء و اولیاء کے مزار کی زیارت کے لئے سفر ناجائز ہے، جن لوگوں نے یہ مطلب سمجھا ہے سمجھنے میں ان سے غلطی ہوئی، ابن تیمیہ، ابن حزم اور غیر مقلدین کی سمجھ پر مقدمہ میں حیرت کا اظہار کیا گیا ہے یہ کتاب ۱۲۸۵ھ کی چھپی ہوئی یہاں کتب خانہ میں موجود ہے، اس پر حضرت مولانا فضل حق خیرآبادی کی تقریظ بھی ہے۔ مولانا محمد بشیر غیر مقلد نے اس قلمی کتاب میں اسی کتاب کا بزعم خود محدثانہ رنگ میں جواب لکھنے کی سعی کی ہے، یہ مصنف کے ہاتھ کا مسودہ معلوم ہوتا ہے، اس لئے کاٹ چھانٹ حک و فک موجود ہے اور اس پر کئی عالموں کی تقریظ ہے، کتاب ضخیم ہے، کہیں کہیں کرم خوردہ ہے، مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے حیوٰۃ العلماء ص ۹۰ .

(۵/۱۱۲) اربعینات (۱)

(از مختلف علماء کرام)

اس مجموعہ میں (۲۶) چھوٹے چھوٹے قلمی رسالے ہیں جو مختلف ناموں سے مختلف موضوع پر لکھے گئے، مؤلف بھی عموماً سب کے علیحدہ علیحدہ ہیں، ان رسالوں کے نام مع مؤلف ذیل میں درج ہیں .

(۱) **معرفۃ الخصال المکفرۃ للذنوب المقدمۃ والمؤخرۃ** (لابن حجر العسقلانی (م ۸۵۲ھ)

یہ رسالہ تیرہ صفحات کا ہے، اس میں ان تمام حدیثوں کو جمع کرنے کی سعی کی گئی ہے جو گناہوں کی کفارہ کے سلسلہ میں آئی ہیں خواہ کسی بھی عمل کی وجہ سے ہو، مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے الضوء اللامع ۲/۳۶ .

(۲) **الاحادیث فی الوعید والترہیب** (از مولانا محمد بن محمد ولی سلمان المغربی المکی) یہ رسالہ بائیس صفحات پر پھیلا ہوا ہے .

(۳) **اربعون حدیثاً فی فضل الصلوٰۃ والسلام علی سید ولد آدم محمد صلی اللہ علیہ وسلم** (از علامہ یوسف

ابن عبداللہ الحسینی الارمیونی الشافعی) یہ تیرہ صفحات کا رسالہ ہے، جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر صلاۃ وسلام کے فضائل بیان کئے گئے ہیں۔

(۴) **کتاب الاربعین فی مبانی الاسلام وقواعد الاحکام** (از ابوزکریا محی الدین النووی) یہ ۴۳ صفحات میں پھیلا ہوا ہے اس میں ان حدیثوں کو جمع کیا گیا ہے جن میں اسلام کی بنیادی باتیں بیان کی گئی ہیں، خواہ وہ نجات کا ذریعہ ہوں یا ہلاکت کا، اخیر میں ہر حدیث میں جو مشکل لفظ آیا ہے اس کی تشریح بھی کی گئی ہے۔ مؤلف کے حالات کیلئے دیکھئے طبقات الشافعیۃ الکبریٰ صفحہ ۱۶۵ ج ۵۔

(۵) **اربعون حدیثاً فی قواعد الاحکام وفضائل الاعمال** (از جلال الدین عبدالرحمن السیوطی) یہ صرف تین صفحہ کا رسالہ ہے، اس میں صحاح اور حسان حدیثوں کے مختصر جملے جمع کردیئے گئے ہیں، مؤلف کے حالات کے لئے پڑھئے حسن المحاضرہ ص ۵۵۔

(۶) **الاحادیث المنیفۃ فی فضل السلطنۃ الشریفۃ** (از علامہ حسن الشرنبلالی المصری الحنفی المتوفی سنہ ۱۰۶۹ھ) یہ گیارہ صفحات کا رسالہ ہے، اس میں حکومت اور حکمران طبقہ سے متعلق جو حدیثیں آئی ہیں ان کو جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے، مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے خلاصۃ الاثر ص ۳۸ ج ۲۔

(۷) **ایقاظ الفہم لصلۃ الرحم** (از شیخ محمد ابوالحسن البکری الصدیقی الشافعی) یہ بیس صفحات کا رسالہ ہے، اس میں صلہ رحمی کے فضائل اور قطع رحم کی وعیدیں جمع کی گئی ہیں، یہ کل چالیس حدیثیں ہیں، اخیر میں درج ہے "وکتبہ محمد الصدیقی الشافعی سبط آل الحسن فی یوم الاربعاء رابع عشر من المحرم افتتاح عام تسع واربعین وتسعمائۃ" مؤلف کے حالات کے لئے دیکھئے خلاصۃ الاثر ص ۶۵ ج ۴۔

(۸) **بلوغ الآمال بذکر افضل الاعمال** (از محمد ابوالحسن البکری الصدیقی الشافعی) یہ ۲۴ صفحات کا رسالہ ہے، اور اس میں چالیس حدیثیں ہیں، پہلی حدیث طبرانی سے یہ نقل کی ہے "قال افضل الاعمال ان تعلم ان اللہ معک حیث کنت" مصنف

نے صراحت کی ہے کہ افضل خواہ بطور خود ہو یا فاعل کے حق کے اعتبار سے ہو یا نوع کے اعتبار سے۔ یہ حدیث کے نیچے اختصار سے اس کی وجہ بھی بیان کی ہے تاکہ اشکال رفع ہو جائے اسی کے ساتھ حدیث کا مفہوم واضح کرنے کی سعی بھی کی ہے، اخیر میں مصنف نے لکھا ہے "اعلم انہ ورد فی السنۃ اکثر من ذلک فی ھذا الباب ولکنی انتقیت ھذا"۔ سب کے اخیر میں لکھتے ہیں "کتبہ محمد ابو الحسن البکری الشافعی الاشعری وکانت البدایۃ فیہ یوم الجمعۃ بعد العصر فکتب عنہ نحو الربع و فی یوم السبت کمل قبل الظھر۔۔۔ فکان البدایۃ والختم فی رمضان الثامن والتاسع والعشرین منہ"۔ مؤلف کے حالات کے لئے دیکھئے خلاصۃ الاثر ص ۶۵ ج ۳۔

(۹) **اربعون حدیثا فی فضائل آیۃ الکرسی** (از علامہ یوسف بن عبد اللہ الحسینی الارمیونی الشافعی تلمیذ الحافظ جلال الدین السیوطیؒ) یہ سوا صفحے کا رسالہ ہے، آیۃ الکرسی سے متعلق جو فضائل احادیث میں آئے ہیں اس رسالہ میں ان میں سے چالیس حدیثوں کو جمع کیا گیا ہے۔ اخیر میں درج ہے "تمام شد بتاریخ ۲۹ یوم الثلاثا شہر جمادی الاولیٰ سنہ ۹۰۰ھ"۔

(۱۰) **کتاب الفضل والمنۃ الدال الی طریق الجنۃ** (از علامہ یوسف بن عبد اللہ الحسینی الارمیونی الشافعی تلمیذ الحافظ جلال الدین السیوطیؒ) یہ رسالہ سولہ صفحے کا ہے، اس میں قل ھو اللہ احد کے فضائل سے متعلق چالیس حدیثیں جمع کی گئی ہیں، اس کے اخیر میں لکھا ہوا ہے جمادی الثانی سنہ ۹۱۱ھ۔

(۱۱) **کتاب الانتباہ لفضائل لا الٰہ الا اللہ** (از محمد ابو الحسن البکری الملقب تاج العارفین محمد بن عبد الرحمٰن بن احمد بن محمد الصدیقی الشافعی الاشعری)

یہ رسالہ چالیس صفحات میں پھیلا ہوا ہے، اس میں لا الٰہ الا اللہ کے فضائل سے متعلق چالیس حدیثیں جمع کی گئی ہیں، یہ رسالہ مصنف نے سنہ ۹۲۳ھ میں تالیف فرمایا ہے جس کی صراحت انہوں نے کتاب کے شروع اور اخیر میں کر دی ہے، مؤلف کے حالات کے لئے دیکھئے خلاصۃ الاثر ص ۶۵ ج ۴۔

(۱۲) **کفایۃ المحسن فی وصف المؤمن** (از ابو الحسن البکری) یہ رسالہ بارہ صفحات پر مشتمل ہے

اس میں اوصاف مومن سے متعلق چالیس حدیثیں جمع کی گئی ہیں جو الفاظ مشکل آئے ہیں مؤلف نے اس کی تشریح بھی کردی ہے۔

عقد الجواہر البہیۃ فی الصلوٰۃ علی خیر البریۃ (از محمد ابوالحسن البکری الشافعی) یہ رسالہ ۳۴ صفحات پر مشتمل ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کی فضیلت سے متعلق چالیس حدیثیں اس میں جمع کی گئی ہیں۔

اربعون حدیثاً فی فضل الیمن (از شیخ فخر الدین ابوبکر بن محمد بن عبد الحمید بن عبد اللہ المصری) یہ رسالہ پندرہ صفحات کا ہے، سن کتابت ... ہے اور کاتب کا نام عبد القادر ہے، مصنف سے بعض حضرات نے حج کے زمانہ میں یمن کی فضیلت کے سلسلہ میں پوچھا کہ کوئی حدیث آئی ہے آپ نے متعدد حدیثیں ان کے سامنے بیان کیں، پھر ان کے اصرار پر آپ نے اس رسالہ میں تمام حدیثیں جمع کر دیں، یہ چالیس حدیثیں ہیں۔

نہایۃ الامتنان فی نفع الاخوان (از شیخ ابوالحسن البکری) یہ بارہ صفحے کا رسالہ ہے جس میں مسلمانوں کے ساتھ حسن سلوک سے متعلق چالیس حدیثیں جمع کی گئی ہیں، ۹۲۲ھ میں یہ رسالہ لکھا گیا ہے۔

بشری کل کریم بثواب الملک الکریم (از ابوالحسن البکری الشافعی) یہ رسالہ مؤلف نے ۹۲۲ھ میں تالیف کیا ہے، اس میں سخی اور سخاوت کے فضائل ہیں۔ یہ بھی بارہ صفحے کا رسالہ ہے۔

الفوائد الواردات لمن صبر علی البنات (از شیخ ابوالحسن البکری الشافعی) اس رسالہ میں لڑکیوں کی پرورش سے متعلق جو فضائل حدیث میں آئے ہیں، ان میں سے چالیس حدیثیں اس رسالہ میں جمع کی گئی ہیں، یہ دس صفحے کا رسالہ ہے مصنف نے اسے رمضان ۹۲۷ھ میں لکھا ہے۔

(۱۸) دفع الکبد عمن مات لہ ولد (از ابو الحسن البکری) مؤلف نے یہ رسالہ بھی رمضان ۹۲۷ھ میں تالیف فرمایا ہے، اس میں بھی چالیس ہی حدیثیں ہیں، اور اس میں ان حدیثوں کو جمع کیا گیا ہے جن میں لڑکوں کی موت پر صبر کی فضیلت بیان کی گئی ہے، گیارہ صفحات کا رسالہ ہے۔

(۱۹) حسن الثقہ بفضل الصدقہ (از ابو الحسن البکری الشافعی) یہ اٹھارہ صفحات کا رسالہ ہے، اس میں چالیس حدیثیں فضائل صدقہ سے متعلق جمع کی گئی ہیں۔

(۲۰) تحفۃ الکرام فی فضل اطعام الطعام (از ابو الحسن البکری الشافعی) یہ چودہ صفحے کا رسالہ ہے جس میں کھانا کھلانے کی فضیلت سے متعلق چالیس حدیثیں متعدد کتابوں سے جمع کی گئی ہیں، یہ رسالہ ۹۲۵ھ میں لکھا گیا ہے۔

(۲۱) الفتح القریب بفضل الکبر والمشیب (از ابو الحسن البکری الشافعی) یہ رسالہ بیس صفحات پر مشتمل ہے، اس میں بوڑھوں کے فضائل میں چالیس حدیثیں نقل کی گئی ہیں، اگر کوئی مشکل لفظ حدیث میں آیا ہے تو مؤلف نے اس کی تشریح بھی کردی ہے، اس کی تالیف ۹۲۷ھ میں ہوئی۔

(۲۲) محاسن الافادہ فی احادیث العیادہ (از ابو الحسن البکری الشافعی) عیادت سے متعلق چالیس حدیثیں اس میں جمع کی گئی ہے، یہ ۱۴ صفحات پر پھیلا ہے، یہ محرم ۹۲۸ھ میں تالیف کیا گیا ہے۔

شرف الفقراء وبیان انہم الامراء (از ابو الحسن البکری الشافعی) یہ (۱۷) صفحات کا رسالہ ہے، اس میں صبر و قناعت اور فقر سے متعلق چالیس حدیثیں جمع کی گئی ہیں، یہاں سے شروع ہوتا ہے "الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ وصحبہ الخ"۔

(۲۳) ملاذ اہل الایقان عند حوادث الزمان (از ابو الحسن البکری) یہ چودہ صفحات کا

رسالہ ہے، اس میں اللہ تعالیٰ پر اعتماد و یقین سے متعلق چالیس حدیثیں ہیں، اسے مؤلف نے ۱۲۲۲ھ میں لکھا ہے، اس کی ابتدا یہاں سے ہے "الحمد للہ الذی من اعتمد نجا الکریم الخ"۔

(۲۵) **فرائد الانوار فی کلام سید الابرار** (از مولانا بدر الدین الہندی (م ۱۳۳۵ھ) نزیل المدینۃ المنورہ) : اس مجموعہ میں پانچ اربعین ہیں، پہلے اربعین میں عقائد سے متعلق چالیس حدیثیں ہیں۔ (۲) دوسری اربعین میں عبادات سے متعلق چالیس حدیثیں ہیں (۳) تیسری اربعین میں معاملات پر چالیس حدیثیں ہیں (۴) چوتھی اربعین میں سلوک و تصوف سے متعلق چالیس حدیثیں ہیں (۵) پانچویں اربعین میں آخرت سے متعلق چالیس حدیثیں ہیں ابتدا یہاں سے ہے "الحمد للہ الذی ارسل حبیبہ رحمۃ للعلمین بشیرا و نذیرا وداعیا الی اللہ سراجا منیرا الخ" یہ مجموعہ ۱۲۰ صفحات پر پھیلا ہوا ہے، بڑا جامع مجموعہ ہے، اخیر میں دعائیں بھی ہر کام کی جمع کر دی گئی ہیں نام کہیں تو "فرائد الانوار فی کلام سید الاخیار" لکھا ہے اور کہیں "فرائد الانوار فی کلام سید الابرار"۔ مؤلف کے حالات کے لئے دیکھئے "الدرر فی اعیان القرن الثانی عشر ص ۲ ج ۲"۔

(۲۶) **الرسالۃ فی فضل قطر الیمن** (از محمد بن عبد اللہ العیدروس (م ۱۱۶۰ھ)) یہ (۳۵) صفحات کا رسالہ ہے، اس میں یمن کے فضائل مختلف انداز سے بیان کئے گئے، پہلے گیارہ آیتوں سے استدلال کیا گیا ہے، پھر چالیس حدیثیں ہیں پھر مؤرخین کے اقوال وغیرہ ہیں، جو لکھا ہے حوالہ سے لکھا ہے۔ یہ رسالہ ۱۱۳۱ھ کا مکتوبہ ہے، مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے خلاصۃ الاثر ص ۴۳ ج ۳۔

اس رسالہ پر یہ مجموعہ ختم ہو جاتا ہے، ان تمام میں یہ اہتمام ہے کہ نمایاں ہونے والی چیزوں کو سرخ روشنائی سے لکھا ہے بقیہ سب کالی روشنائی سے لکھا گیا ہے، مثلاً باب، فصل، الحدیث، یا اس طرح کی دوسری چیزیں تو سرخ روشنائی سے لکھی گئی ہیں جس سے حسن بھی پیدا ہوتا ہے اور ضرورت بھی پوری ہوتی ہے، کتابت عمدہ اور صاف ستھری ہے، عموماً ان تمام رسالوں میں ہر صفحہ میں سترہ سطریں ہیں، کاغذ چکنا عمدہ ہے، جگہ جگہ سے کرم خوردہ ہے، ایک رسالہ کو چھوڑ کر سب ایک ہی

کاتب کا لکھا ہوا ہے، سنہ کتابت کسی پر درج ہے کتنی نہیں۔ اندازہ یہ ہے کہ یہ سب ۱۰۸۱ھ کے لکھے ہوئے ہیں، البتہ بعض ۱۰۸۱ھ کے ہیں اور بعض ۱۱۰۳ھ کے۔

(۵۱) انباء الاذکیاء فی حیاۃ الانبیاء (۱۱/۱۱۳)

(از علامہ سیوطی المتوفی ۹۱۱ھ)

یہ قیمتی رسالہ علامہ سیوطیؒ کا ہے جو عرصہ ہوا حیدرآباد سے طبع ہو کر شائع ہو چکا ہے، اس رسالہ میں ثابت کیا گیا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور اس سلسلہ کی مختلف حدیثوں کو حدیث کی کتابوں سے جمع کیا گیا ہے جن میں صراحت کے ساتھ یہ موجود ہے کہ انبیاء کرام اپنی قبروں میں موجود ہیں، نماز پڑھتے ہیں، اور جو درود و صلوٰۃ پاس پہنچکر بھیجتا ہے اسے سنتے ہیں، اور مختلف حدیثوں میں اگر کچھ مضامین ایسے آئے جن میں بظاہر تعارض ہے تو علامہ موصوف نے ان میں باہم تطبیق دینے کی سعی کی ہے، یہ بڑے سائز کے گیارہ صفحات پر ہے، بہت بہتر اور خوشنما لکھا ہوا ہے، ہر صفحہ پر (۱۸) سطریں ہیں، کاتب کا نام محمد ابوالحسن ہے اور سن کتابت ۱۲۹۶ھ ہے، یہ رسالہ "شرح الصدور فی احوال القبور" قلمی کے اخیر میں لگا ہوا ہے۔

(۱) بخاری شریف جلد ثانی (۱۲/۱۱۴)

از محمد بن اسماعیل الجعفی المتوفی ۲۵۶ھ

امام بخاریؒ کی الجامع الصحیح جو بخاری کے نام سے مشہور ہے عام طور پر لوگ اسے جانتے ہیں، یہ اس کا ایک قلمی نسخہ ہے جو بہت دیدہ زیب اور خوشخط ہے، ہر صفحہ پر حسین و دلکش جدولیں بنی ہوئی ہیں، اس کا پہلا صفحہ سنہرا اور بیل بوٹوں سے سجایا گیا ہے، جلد ثانی مکمل ہے، کتاب، باب قال، حدثنا کو ہر جگہ اہتمام کے ساتھ سرخ روشنائی سے لکھا گیا ہے، بقیہ پورا متن سیاہ روشنائی سے لکھا گیا ہے، جدولیں کئی رنگوں سے بنائی گئی ہیں، رنگوں کی آب و تاب میں اب تک کوئی فرق

نہیں آیا ہے، سنہ کتابت درج نہیں ہے مگر اندازہ ہے کہ یہ جلد تین چار سو سال پہلے کی لکھی ہوئی ہے کرم چشیدہ ہے مگر پڑھنے میں اس کی وجہ سے کوئی خاص خلل نہیں پڑتا ہے، کہیں کہیں بعض لفظ کیڑوں نے چاٹ لیا ہے، کاغذ چکنا باریک مضبوط ہے، دیسی ساخت کا ہے، کوئی چار سو صفحات پر یہ جلد پھیلی ہوئی ہے، تقطیع اوسط درجہ کی ہے، ہر صفحہ پر (۱۷) سطریں ہیں، حاشیہ سادہ اور کشادہ رکھا گیا ہے حوض سے کچھ ہی کم ہے، حاشیہ پر ایک لکیر سے الگ جدولیں بنی ہوئی ہیں خطاطی اور آرٹ کا اچھا نمونہ ہے، آپ کے حالات کے لئے دیکھیں طبقات الشافعیہ ص ۲۲۶ .

(۱۲/۱۱۴) بخاری شریف جلد سوم (۱۰۳)

یہ قلمی نسخہ پہلے نسخہ سے بھی قدیم معلوم ہوتا ہے، اخیر سے چونکہ اوراق غائب ہیں اس لئے سنہ کتابت اور کاتب کا پتہ نہیں چل سکا۔ یہ جلد "باب مناقب الانصار" سے شروع ہوتی ہے، اور "باب تزویج النبی صلی اللہ علیہ وسلم بخدیجۃ وفضلہا" تک ہے، یہ بڑی تقطیع پر ہے، اس کا کاغذ موٹا دبیز ہے، سرخ وسیاہ روشنائی سے جدولیں بنی ہوئی ہیں، اس جلد کے پہلے صفحہ پر تین مہریں تین ناموں کی لگی ہوئی ہیں، دو مہریں صاف پڑھی نہیں جاتیں، البتہ ایک صاف ہے، اس مہر میں .... (محمد برکت اللہ ۱۲۱۲ درج ہے) اس کے اوپر ہو المالک لکھا ہوا ہے، پہلے دونوں مہریں بھی مالک ہی کی ہیں، کرم چشیدہ ہونے کے باوجود لائق استفادہ ومطالعہ ہے، کہیں کہیں حاشیہ پر کچھ کچھ لکھا ہوا ہے، ہر صفحہ پر (۲۱) سطریں ہیں، خط بہتر اور عمدہ ہے، روشنائی بہت عمدہ لگی ہوئی ہے، ابواب وغیرہ سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں اور خوشخط ہیں .

(۱۳/۱۱۵) تجرید صحیح المسلم جلد اول وثانی (۸)

یہ صحاح ستہ کی مشہور کتاب الجامع الصحیح جو مسلم شریف کے نام سے جانی پہچانی جاتی ہے اس کی تجرید ہے اور اس کا نام "تجرید صحیح المسلم" ہے یعنی اسناد حذف کردی گئی ہیں تاکہ مقصد

برآری میں سہولت پیدا ہو جائے اور آسانی سے مفید مطلب حدیث مل جائے، مطالعہ میں وقت بھی کم صرف ہو، مصنف کا نام کہیں نہیں مل سکا، تجرید کا یہ کام ۱۲۹۷ھ میں انجام پایا ہے کیونکہ اخیر میں درج ہے " قد تم تجرید صحیح المسلم بحمد اللہ وعونہ وحسن توفیقہ الخ، وحصل الفراغ من تجریدہ یوم الاثنین تاسع عشر من شہر رجب ۱۲۹۷ھ سبع وتسعین ومائتین والف من الہجرۃ النبویۃ۔"

افتتاحیہ خطبہ جو "الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ الخ" سے شروع ہوتا ہے اس کو ختم کر کے مصنف نے لکھا ہے " اما بعد فہذا تجرید صحیح المسلم عن الاسناد تسہیلا لحصول المرام والوصول الی حدیث خیر الانام علیہ الصلوۃ والسلام"۔

پہلا باب جس سے کتاب شروع ہوتی ہے " باب تغلیظ الکذب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" ہے، باب کو جلی خط سے نمایاں کر کے لکھا ہے اور اسی طرح ہر حدیث میں "عن" کو موٹے خط سے لکھا ہے اور تمام "عن" پر سرخ پنسل سے نشان لگایا گیا ہے، اس کا اہتمام پوری کتاب میں ہے، بین السطور میں بعض الفاظ کے معنی بھی لکھے ہوئے ہیں، کہیں فارسی میں، کہیں عربی میں، حاشیہ پر بھی حدیث کے بارہ میں اکثر جگہ کچھ کچھ لکھا ہوا ہے، حاشیہ بہت مختصر چھوڑا گیا ہے مگر اس پر عموماً کچھ نہ کچھ حدیث سے متعلق نشان لگا کر لکھا ہوا ہے، الفاظ حدیث پر اکثر جگہ اعراب بھی لگائے گئے ہیں، غالباً یہ مصنف کے ہاتھ ہی کا لکھا ہوا نسخہ ہے کیونکہ خوشخط نہیں ہے جس سے اہتمام ظاہر ہوتا، بڑی محنت سے لکھا گیا ہے، اللہ تعالی جزائے خیر عطا فرمائے، پہلے حصہ کے (۲۳۶) صفحات ہیں اور دوسرے کے (۲۴۰) صفحات، ہر صفحہ پر (۳۱) سطریں ہیں، یہ کتاب گنگوہ سے آئی ہے، دینے والے کا نام لکھا ہوا نہیں ہے، صرف آمدہ از گنگوہ درج ہے اور کوئی پانچ سو کتابیں اس طرح داخل ہوئی ہیں، غالباً یہ امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے کتب خانہ سے آئی ہیں، کیونکہ یہاں کی بہت سی کتابوں پر آپ کے دستخط اور ملکیت کا اظہار موجود ہے، اس پر کچھ درج نہیں ہے اس لئے یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

• • •

(۱۱۷/۱۵) تجرید الاصول السبعۃ ربع اول (۴۲)

یہ قلمی نسخہ صحاح ستہ اور موطا امام مالک کی تجرید ہے، مصنف خطبہ افتتاح "الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد شفیع المذنبین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین" کے بعد لکھتے ہیں، اما بعد فھذا تجرید من الاصول السبعۃ الصحاح الستۃ والموطا للامام مالک، و ھذا ابحر من الابحار وسبیل الی الانھار الخ فجردتہ وجمعتہ للتسہیل"۔

یہ جلد کتاب الطہارۃ سے کتاب الجنائز تک ہے، اس میں ان ساتوں کتابوں میں تمام ابواب کی حدیثیں یکجا کردی گئی ہیں، اس کا نہج یہ ہے مثلاً پہلے کتاب الطہارۃ عن صحیح البخاری باب احکام المیاہ" قائم کیا ہے اور اس میں حذف اسناد کے بعد پندرہ حدیثیں نقل کی ہیں، پھر کتاب الطہارۃ عن صحیح المسلم باب احکام المیاہ" عنوان قائم کیا اور اس کے تحت مسلم کی دس گیارہ حدیثیں نقل کردی ہیں، پھر "کتاب الطہارۃ عن الموطا للمالک باب احکام المیاہ" عنوان قائم کیا اور حدیثیں نقل کیں، پھر کتاب الطہارۃ عن سنن الترمذی باب احکام المیاہ" عنوان قائم کیا اور حدیثیں نقل کیں، پھر کتاب الطہارۃ عن سنن ابی داؤد" عنوان قائم کیا اور حدیثیں نقل کیں۔ پھر کتاب الطہارۃ عن سنن النسائی باب المیاہ" عنوان قائم کیا اور حدیثیں نقل کیں، پھر کتاب الطہارۃ عن سنن ابن ماجہ باب المیاہ" عنوان درج کیا اور حدیثیں نقل کیں، اب اس کے بعد باب ازالۃ النجاسۃ عن صحیح البخاری عنوان قائم کیا اور پھر دوسری صحاح ستہ اور موطا امام مالک سے بھی باب اور حدیث نقل کرتے چلے گئے۔

باب اور عن پوری کتاب میں سرخ روشنائی سے لکھنے کا اہتمام ہے، بین السطور میں بعض الفاظ حدیث کے معانی فارسی یا عربی میں درج ہیں، حاشیہ پر بھی یہ کام موجود ہے، تجرید صحیح مسلم اور یہ تجرید دونوں ایک صاحب کے قلم سے لکھی ہوئی ہیں، کوئی فرق نہیں ہے، دونوں کے لکھنے والے یقیناً ایک ہی بزرگ ہیں، اس کے اخیر میں تحریر ہے

قد تم الربع الاول بعون اللہ عز وجل من تجرید الاصول السبعۃ و وقع الفراغ من جمع الاحادیث النبویۃ صلی اللہ علیہ وسلم آخر یوم السبت فی الاثنین والعشرین من جمادی الاخری سنۃ ۱۳۰۴ھ

اربع بعد الالف وثلاث مائة فی حجرة مسجد جامع البلدة دھلی مجد اللہ وحسن توفیقہٗ۔

دونوں تحریروں میں چھ سال کا فاصلہ ہے، نام اس میں بھی درج نہیں ہے، کل صفحات (۴۸۳) ہیں، ایک صفحہ پر (۱۴) سطریں ہیں، اللہ تعالیٰ مصنف کو جزائے خیر عطا فرمائے

(۱۱۸/۱۶) تذکرۃ الموضوعات (۶۷)

(ملا علی قاری المتوفی ۱۰۱۴ھ)

تذکرۃ الموضوعات کا یہ نسخہ بہت قدیم معلوم ہوتا ہے، سن کتابت درج نہیں ہے، کاغذ موٹا دبیز لگا ہوا ہے، کتابت واضح اور صاف ستھری ہے، کتب حدیث کے اسمار سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں اور ابواب بھی، یہ نسخہ اب مطبوعہ ملتا ہے، اس میں ان حدیثوں کی نشان دہی کی گئی ہے جو اختراعی ہیں یا جو اسناد کے اعتبار سے پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتی ہیں اور اپنے الفاظ کے ساتھ ثابت نہیں ہیں گو معنی کے اعتبار سے صحیح ہیں۔

یہ نسخہ اکثر جگہوں سے کرم خوردہ ہے، مگر مطالعہ میں کوئی خاص نقصان نہیں، ہر صفحہ پر انتیس سطریں ہیں، اس پر حکیم مولانا وکیل احمد سکندر پوری کی جا بجا مہریں لگی ہوئی ہیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ نسخہ ان کے یہاں سے آیا ہے، مصنف کے حالات کے لئے پڑھئے الفوائد البہیہ مع التعلیقات (ص) اور حدائق الحنفیہ (ص ۲۹۹) نیز دیکھئے خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر (۱۸۵ ج ۳)۔

(۱۱۹/۱۷) تذکرۃ الموضوعات (۶۸)

(الشیخ طاھر پٹنی الشہید ۹۸۶ھ)

یہ نسخہ بھی اب مطبوعہ ملتا ہے، یہ بھی موضوعات حدیث کے عنوان پر ہے اور کافی مقبول و مشہور ہے، شروع میں کئی صفحات پر فہرست مضامین ہے جو سرخ روشنائی سے لکھی گئی ہے، اور یہ ۹ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے، اس کے بعد کتاب کا جزء اول ہے اس کے پہلے صفحہ کے نیچے لکھا ہوا ہے "من الضعف

العباد اور اس کے نیچے یہ مہر لگی ہوئی ہے "قاضی ابراہیم خادم شرع شریف ۱۲۰۸ھ" یہ عبارت گول دائرہ میں کندہ ہے، پوری کتاب (۲۴۶) اوراق پر مشتمل ہے، کاغذ باریک چکنا استعمال کیا گیا ہے، نمایاں کرنے والی چیزیں جیسے باب، نام کتاب جس کا حوالہ دیا ہے، سرخ روشنائی سے لکھا گیا ہے ہر صفحہ پر ۱۳ سطریں ہیں، کتابت بہتر اور صاف ستھری ہے، کاتب کا نام درج نہیں۔

مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے سبحۃ المرجان (ص ۴۳) و حدائق الحنفیہ (ص ۳۸۵)۔

(۱۱۹/۱۷) تذکرۃ الموضوعات (۷۶)

(شیخ طاہر پٹنی الشہید ۹۸۶ھ)

تذکرۃ الموضوعات کا یہ دوسرا نسخہ بھی بہت قدیم معلوم ہوتا ہے، کرم خوردہ ہے مگر بٹر پیپر کے ذریعہ اسے محفوظ کرنے کی کوشش کی گئی ہے، کل صفحات (۲۹۲) ہیں اور ہر صفحہ پر اکیس سطریں ہیں خط صاف ستھرا ہے مطالعہ آسانی سے کیا جاسکتا ہے، جس دوسری کتاب کے ساتھ یہ کتاب مجلد تھی اس کا اور اس کتاب کا خط لگ بھگ ایک ہے، اس پر سنہ کتاب ۱۰۵۰ درج ہے، اندازہ یہ ہے کہ یہ نسخہ بھی اسی زمانہ کا نقل کیا ہوا ہے، اس پر شروع میں مفتی سعد اللہ کی کئی مہریں لگی ہوئی ہیں، پہلے صفحہ پر مصنف کے حالات بھی عربی زبان میں درج ہیں، بعد میں کسی نے اخبار الاخیار سے مزید حالات نقل کر دیئے ہیں، جس کی زبان فارسی ہے، آپ کے حالات کے لئے دیکھئے حدائق الحنفیہ (ص ۳۸۵)۔

(۱۲۰/۱۸) تذکرۃ الموضوعات (۷۹)

(از شیخ طاہر پٹنی الشہید ۹۸۶ھ)

یہ نسخہ بھی قدیم معلوم ہوتا ہے۔ کاغذ اور لکھاوٹ سے اندازہ ہوتا ہے کہ کئی سو سال پہلے یہ لکھا گیا ہے، خط سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی عربی النسل کے ہاتھ کی تحریر ہے، ہر صفحہ پر ۲۷ سطریں ہیں، کل ورق (۱۲۵) ہیں، کتابت صاف ستھری ہے، کتاب اپنے موضوع پر جیسی کچھ ہے اہل علم سے پوشیدہ نہیں

طاہر پٹنی گجراتی اپنے دور کے جید عالم دین اور خادم شریعت تھے بوہروں کی بدعت کے مٹانے میں بڑی جدوجہد کی اور بالآخر انہی کے ہاتھوں ۹۸۲ھ میں شہید ہوئے۔ شیخ علی المتقی سے گہرا اور دلی تعلق تھا حرمین شریفین کی حاضری میں جہاں دیگر علماء سے ملے ان سے خصوصی طور پر مستفید ہوئے، کاتب کا نام میاں جمال بن علی محمد ہے، سن کتابت درج نہیں

(۱۵/۱۲۲) الترغیب والترہیب (۸۷)

(ابن حجر عسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ)

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کی کتاب "ترغیب وترہیب" کا یہ اچھا خوشخط نسخہ ہے، اور کاغذ بتاتا ہے کہ قدیم ہے، ہر صفحہ پر سرخ وسیاہ لکیروں سے جدولیں بنی ہوئی ہیں، سارے ابواب اور عنوان سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں تاکہ نمایاں رہیں، بقیہ سیاہ روشنائی سے لکھا ہوا ہے، کہیں کہیں کیڑوں نے سوراخ کردیا ہے مگر قابل استفادہ ہے۔ اب تک یہ کتاب قلمی حالت میں تھی اور گمنامی میں پڑی ہوئی تھی، منذری کی کتاب "الترغیب والترہیب" کی وجہ سے غالباً اس طرف توجہ کم تھی اس لئے کہ یہ اسی کا اختصار ہے، مگر موجودہ دور میں جبکہ طوالت سے لوگ گھبرانے لگے ہیں ضرورت تھی کہ یہ منظر عام پر آئے اور حدیث کی ایک اچھی کتاب سے علماء مستفید ہوں، محدث شہیر حضرت الاستاذ مولانا حبیب الرحمٰن الاعظمی دامت برکاتہم نے دارالعلوم دیوبند کے اس نسخہ کو اصل قرار دیکر کئی اور قلمی نسخوں سے مقابلہ وتصحیح کے بعد مع تعلیق اس کو چھپوانے کی جدوجہد فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو کامیاب فرمایا، مالیگاؤں کے علماء نے اس عظیم خدمت کا بار اپنے سر لیا اور اسے ابھی چند سال پہلے ۱۳۸۰ھ میں خوبصورت ٹائپ سے چھپوا کر شائع کیا۔ اللہ تعالیٰ جزاء خیر عطا فرمائیں، یہ خدمت ادارہ احیاء المعارف مالیگاؤں کی طرف سے انجام پائی ہے اس نسخہ پر مفتی سعد اللہؒ کی کئی مہریں لگی ہوئی ہیں، خود ان کے قلم کے دستخط اور مختصر تحریر بھی موجود ہے، سن کتابت درج نہیں ہے اور نہ کاتب کا نام ہے، کاغذ دیسی موٹا دبیز لگا ہوا ہے۔

مصنف ابن حجر علمی دنیا کے آفتاب وماہتاب ہیں، فن حدیث میں آپکی بہت سی تصنیفات ہیں

آپ کے حالات کے لئے دیکھئے "الضوء اللامع لاہل القرن التاسع" (ص ۳۶ ج ۲) نیز پڑھئے حسن المحاضرۃ ص ۱۸۰ ج ۱)۔

(۱۲۳/۲۱) تعلیم النساء الکتابۃ (۶۳)

(قاضی صبغۃ اللہ بدر الدولہ المتوفی ۱۲۸۰ھ)

اس رسالہ میں ان تمام حدیثوں کے جمع کرنے کی سعی کی گئی ہے جو عورتوں کو کتابت سیکھنے کے جواز و عدم جواز میں دلیل کے طور پر پیش کی گئی ہیں، قاضی صاحبؒ نے اس رسالہ میں ثابت کیا ہے کہ عورتوں کو لکھنا سیکھنا سکھانا درست ہے، اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، خود عہد نبوی میں بلکہ ام المومنین حضرت حفصہؓ نے لکھنا سیکھا تھا۔ قاضی صاحبؒ کی حیات میں ہی یہ رسالہ چھپ گیا تھا، مگر اب نایاب ہے، ہمارے یہاں اس کا قلمی نسخہ موجود ہے، قاضی صاحبؒ نے یہ نسخہ ۱۲۷۵ھ میں لکھا تھا، یہ نسخہ ان کے ذاتی نسخہ سے ۱۳۰۶ھ میں نقل کیا گیا ہے، ۲۴ صفحات پر پھیلا ہوا ہے، ہر صفحہ پر گیارہ سطریں ہیں، مصنف کے حالات کے لئے پڑھئے خانوادۂ قاضی بدر الدولہ جلد اول (ص ۳۳۳) از مولانا یوسف کوکن عمری۔

(۱۲۴/۲۲) التعلیقات (۸۲)

للبخاری وموطا مالک والترمذی وابی داؤد وضوء المعانی

یہ دراصل مختلف کتابوں کی درسی تقریریں ہیں جن کو یکجا کر دیا گیا ہے، اور بہت تھوڑا حصہ ہے، تعلیقات بخاری کے نام سے صرف چھ صفحے ہیں اور تعلیقات موطا امام مالک کے عنوان سے دو صفحے اور تعلیقات ترمذی کے نام سے (۱۶) صفحے، اور تعلیقات ابی داؤد کے نام سے ستر صفحات، اخیر میں ضوء المعانی کے نام سے ایک رسالہ لگا ہوا ہے جس کو ملا علی قاریؒ کی طرف منسوب کر رکھا ہے اور وہ ایک قصیدہ کی شرح ہے، کوئی مطیع اللہ قریشی صاحب اس کے کاتب ہیں انہوں نے سنہ ۱۳ھ میں اسے لکھا ہے۔

.....

(۱۲۵/۲۳) **مجموعہ** (۴۹)

(۱) التعظیم والمنہ فی ان ابوی النبیؐ فی الجنہ

(۲) الدرج المنیفہ فی الآبار الشریفہ

(۳) مسالک الحنفار فی والدی المصطفی

(۴) نشر العلمین المنیفین فی احیار الابوین الشریفین

(۵) المقامۃ السندسیہ فی والدی النبی صلعم

(۶) السبل الجلیلہ فی الآبار العلیہ

(۷) الاجر الجزل فی الغزل

امام جلال الدین عبد الرحمن السیوطی (م ۹۱۱ھ) کے چھ رسالے اس مجلد میں جمع ہیں جو انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے سلسلہ میں لکھے ہیں، ان میں مختلف حدیثوں کی روشنی میں بحث کی ہے اور ثابت کرنے کی سعی کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین جنتی ہیں اور اس مسئلہ پر جہاں جہاں سے دلیلیں دیجا سکتی ہیں ان رسائل میں یہ ساری دلیلیں فراہم کرنے کی جدو جہد کی گئی ہے اور اس کی مخالف رائے پر جرح و تنقید کر کے اس کے رد کی کوشش بھی ہے، اخیر میں ایک مختصر رسالہ چرخہ کی فضیلت پر لگا ہوا ہے اب یہ سارے رسالے چھپ چکے ہیں، کل صفحات ۱۸۳ ہیں، ہر صفحہ میں بیس سطریں ہیں، ۱۳۱۱ھ سن کتابت ہے، مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے حسن المحاضرۃ فی اخبار مصر والقاہرہ (ص ۱۵۵ ج ۱)۔

(۱۲۶/۲۴) **تفسیر مختلف احادیث** (۶۵)

یہ نوٹ کی حیثیت میں ہے، مختلف کتابوں سے مختلف باتیں نقل کی گئی ہیں، یہ نوٹ بک

بڑے سائز پر ہے اور ضخیم ہے، قلم برداشتہ لکھے ہوئے ہیں، ان کا پڑھنا آسان نہیں ہے، کل اوراق ۲۴۲ ہیں، یہ کس بزرگ کی محنت کا ثمرہ ہے معلوم نہیں ہو سکا، کہیں نہ نام ملا ورنہ سن کتابت، اس نوٹ بک میں احادیث کی تقریباً یادداشتوں کے علاوہ مختلف یادداشتیں اور بھی ہیں جن کا تعلق فقہ، فتاویٰ اور اسماء الرجال سے ہے، الغرض متفرقات کا یہ مجموعہ کارآمد اور لائق استفادہ ہے لیکن چونکہ خوشخط لکھا ہوا نہیں ہے اس لئے پڑھنے میں وقت صرف ہوتا ہے اور تعب اٹھانا پڑتا ہے۔

(۱۲۷/۲۴) تنزیہۃ الشریعۃ المرفوعۃ عن الاخبار الشنیعۃ الموضوعۃ (۶۶)

(ابوالحسن العلی الکنانی المتوفی ۹۶۳ھ)

اس کتاب میں ابن الجوزی اور علامہ سیوطی کی موضوعات کو جمع کردیا ہے اور ترتیب بھی وہی باقی رکھی ہے، یہ کتاب لکھ کر مصنف نے سلطان سلیمان خاں کی خدمت میں پیش کی تھی۔

کتاب ضخیم اور خوشخط ہے، ہر صفحہ پر چودہ سطریں ہیں، کتاب اپنے موضوع پر حاوی معلوم ہوتی ہے۔ کاغذ سے اندازہ ہوتا ہے کہ بہت قدیم ہے مگر سن کتابت درج نہیں ہے، کہیں کہیں سے کرم خوردہ ہے مگر اس سے مطالعہ میں کوئی خاص دشواری نہیں ہے۔

(۱۲۸/۲۵) جامع الدرر شرح حصن حصین (۵۶)

(غیاث الدین عبدالرحمٰن)

حصن حصین حدیث کی مشہور کتاب ہے جس میں تمام دعائیں جمع کردی گئی ہیں، اور جس کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ جب کسی پر کوئی مصیبت آتی ہے اس کا ختم کرکے یا کراکے دعا کراتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے مبتلا کی مصیبت دور فرماتا ہے، جامع الدرر اس کی اوسط درجہ کی شرح ہے اور مختصر عمدہ ہے، سنہ تصنیف ۹۸۱ھ ہے۔

۱۱۳۶ھ یا اس سے پہلے کی لکھی ہوئی ہے، کافی ضخیم ہے، صفحات ڈالے نہیں گئے ہیں، ہر صفحہ

پر ۲۶ سطریں ہیں، کاتب کا پتہ نہیں چلتا ۔

(۱۲۹/۲۶) الجامع الصغیر (۷۹)

(علامہ جلال الدین السیوطی المتوفی سنہ ۹۱۱ھ)

یہ علامہ سیوطی کی تصنیف ہے، الجامع الصغیر میں حروف ہجا کی ترتیب پر احادیث جمع کی گئی ہیں بڑا کارآمد مجموعہ ہے۔ ایک حدیث کے چار ٹکڑے اگر چار مطلب کے تھے تو ہر ٹکڑے کو اس حرف کے تحت درج کیا ہے جس کے تحت وہ حروف ہجا کے اعتبار سے آسکتا ہے، ہر حدیث کا رموز کے ذریعہ اشارہ بھی کر دیا گیا ہے کہ فلاں کتاب میں ہے، صحابہ کرام میں جو راوی ہیں ان کے نام کی بھی وضاحت کر دی ہے پوری کتاب کے رموز سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں تاکہ نمایاں رہیں، یہ نسخہ بہت پرانا معلوم ہوتا ہے کئی سو سال پہلے کا لکھا ہوا ہے، گو تاریخ کتابت نہیں ہے، مگر کاغذ سے اس کی قدامت نمایاں ہے کرم خوردہ ہے اس کی مرمت کی گئی ہے مگر یہ مرمت بھی پہلے زمانہ کی ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ بہت سے الفاظ حدیث چیٹوں کے نیچے دب گئے ہیں اور پڑھے نہیں جا سکتے لیکن ایسا بہت کم ہے، ۲۴۴ اوراق ہیں، شروع سے کچھ اوراق غائب ہیں، مؤلف کے حالات کے لئے دیکھئے حسن المحاضرہ ۱۵۵ ج ۱ ۔

(۱۳۰/۲۷) الجوهــر النقی (۸۱)

(از فخر الدین علی بن عثمان الماردینی المتوفی ۷۵۰ھ المعروف بابن الترکمانی الحنفی

السنن الکبریٰ امام بیہقی کا مشہور مجموعہ حدیث ہے، یہ شافعی المذہب تھے اور اپنے مذہب میں غلو رکھتے تھے، اس کی وجہ سے ان کی تصنیفات میں یہ رنگ ہر جگہ جھلکتا ہے، ابن الترکمانی الحنفی نے "الجوہر النقی" کے نام سے سنن کبری پر ایک نوٹ لکھا ہے جہاں بہت سارے فوائد ہیں وہاں حنفی مسلک پر جہاں بیجا اعتراض پڑتا تھا حدیثی رنگ میں اس کا جواب بھی دیا ہے، خود لکھتے ہیں:

" فهذه فوائد علقتها على السنن الكبرى اكثرها اعتراضات عليه ومناقشات ومباحثات معه"

جتنی شہرت سنن کبریٰ کو ہے، حنفی حلقہ میں اس سے کچھ زائد شہرت "الجوہر النقی" کی ہے، اب کتاب حیدر آباد سے چھپ چکی ہے جو سید رآباد مرحوم کی علمی یادگار ہے،

یہ قلمی نسخہ ۱۲۱۳ھ کا مکتوبہ ہے گویا تازہ ہے اور شاید مدرسہ نے لکھوایا تھا کیونکہ اس زمانہ میں اس کے مطبوعہ نسخے نہیں ملتے تھے اور نہ اس وقت یہ کتاب طبع ہی ہوئی تھی، سب سے پہلے ۔۔۔ میں طبع ہوئی، یہ حصہ (۵۷۳) صفحات پر پھیلا ہوا ہے، ابوداؤد سائز پر ہے، ہر صفحہ پر ۲۱ سطریں ہیں، کاتب کا نام رحمٰن بخش (ساکن قصبہ بگھرہ ضلع مظفر نگر) ہے ۔

کتابت روشن اور خوشخط ہے، قلت، باب، سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں تاکہ نمایاں رہیں اور قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم اور ذکر البیہقی پر سرخ لکیر کھینچ کر نمایاں کیا گیا ہے، کاغذ دبیز چکنا اور عمدہ لگا ہوا ہے ۔

مؤلف کے حالات کے لئے پڑھیئے الفوائد البہیہ لمولانا عبدالحیٔ (ص ۱۵۹) حدائق حنفیہ (۲۸۶) حسن المحاضرہ (ص ۲۱۲ ج ۱)، آپ سے ایک مخلوق نے استفادہ کیا

(۱۳۱/۲۸) حدیث امام بیہقی (۸۰)

یہ امام بیہقی کی کوئی کتاب نہیں معلوم ہوتی، عنوان کی ترتیب سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ کوئی پند و نصائح کی کتاب ہے جس میں باب وار احادیث، اقوال صحابہ اور تابعین کی باتیں جمع کردی گئی ہیں اور اپنی جگہ بہت مفید ہے، یہ حصہ ۵۲ ویں باب سے شروع ہوکر ۷۳ ویں باب پر ختم ہوتا ہے اوراق کی تعداد ۲۷۶ ہے، کتابت بہتر اور خوشخط ہے کاتب کا نام اور سن کتابت درج نہیں ہے کاغذ دلیسی ساخت کا عمدہ لگا ہوا ہے، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ تقریباً دو سو سال پہلے کی مکتوبہ ہے، ابواب کے عنوانات اور عن اور روی سرخ روشنائی سے لکھنے کا اہتمام ہے، اس سے حسن بھی پیدا ہوگیا ہے اور حدیثیں بھی نمایاں معلوم ہوتی ہیں۔

....

(۱۳۲/۲۹) الحرز الثمین للحصن الحصین (۵۵)

(از ملا علی قاری المتوفی سنہ ۱۰۱۴ھ)

امام جزری کی مشہور کتاب "حصن حصین" کی متوسط درجہ کی شرح ہے، ملا علی قاری اپنے علم و فن خدا ترسی و خدا پرستی میں جس قدر مشہور ہیں کوئی چھپی ڈھکی بات نہیں، اس شرح کے متعلق مصنف کا خود بیان ہے " هذا شرح غیر مخل ولا ممل للطالبین "۔ ۱۰۰۸ھ میں اس کی تصنیف سے فارغ ہوئے۔

کتابت صاف ستھری ہے، کل اوراق ۲۷۷ ہیں، ہر صفحہ پر ۱۷ سطریں ہیں، کاتب کا نام نہیں ہے اور نہ سنہ کتابت درج ہے۔ مگر کئی سو سال پہلے کی لکھی ہوئی معلوم ہوتی ہے، کرم چشیدہ ہے مگر اس کی وجہ سے مطالعہ میں کوئی نقصان نہیں ہے، شروع کتاب میں تین مہریں لگی ہوئی ہیں مگر پڑھی نہیں جاتیں، ایک مہر میں حافظ کا لفظ پڑھا جاتا ہے اور کچھ نہیں، ایک جگہ ربیع الثانی ۱۲۶۲ھ درج ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے کی لکھی ہے، مصنف کے حالات کے لئے پڑھئے الفوائد البہیہ مع التعلیقات لمولانا عبد الحیٔ فرنگی محلی (ص ۱۰) نیز دیکھئے خلاصۃ الاثر (ص ۱۸۵ ج ۳)

(۱۳۳/۳۰) الحصن الحصین (۵۶)

(شیخ شمس الدین محمد بن محمد بن الجزری الشافعی المتوفی ۸۳۳ھ)

حصن حصین دعا کی مشہور و مقبول عام کتاب ہے جس میں ابن الجزری نے تمام دعائے نبوی کو بڑی خوبصورتی سے جمع کر دیا ہے اور ہجوم مصائب میں پڑھنا اور دعا کرنا نافع قرار دیا ہے، یہ قلمی نسخہ عمدہ خوشخط بڑے سائز پر ہے، اعراب لگا ہوا ہے۔ احادیث کے حوالہ کے سلسلہ میں جو رموز لکھے گئے ہیں وہ سرخ روشنائی سے ہیں، حصن حصین کا سن تصنیف ۷۹۱ھ ہے اور یہ نسخہ ۸۸۹ھ کا مکتوبہ ہے، کاتب کا نام درج نہیں ملا، کل صفحات (۱۲۰) ہیں اور ہر صفحہ میں (۱۷) سطریں ہیں، اس کے اخیر میں کسی نے قضاء حاجات کے لئے پڑھنے کا ایک خاص طریقہ بتایا، مگر اخیر میں خود لکھا ہے

کہ مجھے اس طریقہ پر اعتماد نہیں ہے۔ حالات کے لئے دیکھئے تعلیقات الفوائد البہیہ ص۱۱

الخطابی حاشیہ ابی داؤد الموسوم بمعالم السنن (۱۳۴/۳۱) (۸۳/۸۴)

(ابوسلیمان الخطابی المتوفی ۳۸۸ھ)

یہ دراصل معالم السنن ہے جو ابو داؤد کی سب سے قدیم شرح ہے، اس قلمی نسخہ میں ۲۲ صفحے کا ایک مقدمہ ہے جو مطبوعہ نسخہ میں نہیں ہے، یہ ابو طاہر احمد بن محمد بن السلفی الاصبہانی کا ہے جو انہوں نے ۵۳۲ھ میں فقہاء کی ایک جماعت کے تقاضے سے مجبور ہوکر خطابی کے املا کراتے وقت لکھا تھا، اس مقدمہ میں ابو داؤد اور ابوسلیمان خطابی کی جلالت شان کا بیان ہے وہ خود لکھتے ہیں:

"و قد اردت ان اقدم ههنا ایضا فصلاً فی التنبیه علی جلالة ابی داؤد و ماصنفه و فضل ابی سلیمان و شرحه"

صفحہ ۲۳ سے کتاب معالم السنن شروع ہوتی ہے مگر معالم السنن کے مقدمہ کا کچھ حصہ اور اس کے کچھ ابواب لکھے نہیں گئے ہیں، بیاض چھوڑ دی گئی ہے، و"من فرض الوضوء" سے کتاب شروع ہوتی ہے، اور "باب الحریر للنساء" پر ختم ہوتی ہے، صاحب کشف الظنون لکھتے ہیں:

و شرحها ابو سلیمان احمد بن ابراهیم الخطابی و سماه معالم السنن المتوفی سنة ۳۸۸ھ ثمان و ثمانین و ثلاث مائة۔

مولوی رحمٰن بخش صاحب کی کتابت کی ہوئی ہے ۱۳۱۶ھ میں کتابت ہوئی ہے کتابت خوشخط اور صاف ستھری ہے، کل اوراق (۱۰۲۵) ہیں اور ہر صفحہ میں ۱۹ سطریں ہیں)، ابواب سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں اور نمایاں مقامات پر سرخ لکیر کھینچ دی گئی ہے، کتاب معالم السنن قلمی صورت میں مختلف کتب خانوں میں پائی جاتی تھی، پہلی دفعہ ۱۳۵۱ھ میں حلب کے مطبع علمیہ میں محمد راغب الطباخ کی تصحیح کے بعد چھپی اور چھپنے کے ساتھ ہی تمام جگہ پھیل گئی، یہ چار جلدوں میں چھپی ہے، مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ص ۲۱۸ ج ۲۔

۳۲/۴۵ الدرالثمین فی مبشرات النبی الامین ودیگر رسائل امام دہلوی (۴۸)

(شاہ ولی اللہ الدہلوی المتوفی ۱۱۷۶ھ)

اس جلد میں حضرت الامام الشاہ ولی اللہ الدہلوی کے مندرجہ ذیل قیمتی رسالے ہیں:

(۱) الفضل المبین فی المسلسل من حدیث النبی الامین (۲) مسلسل بالاسودین

(۳) الدرالثمین فی مبشرات النبی الامین (۴) النوادر من احادیث سید الاوائل والاواخر

(۵) تراجم البخاری۔

شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یہ پانچوں رسالے کسی زمانہ میں نایاب اور بڑے قیمتی سمجھے جاتے تھے، مگر اب یہ رسالے چھپ گئے ہیں، قیمتی تو بہرحال ہیں مگر نایاب نہیں، سب سے پہلے مولانا علی اکرم آروی نے ۱۲۹۰ھ مطبع نورالانوار آرہ میں چھپوائی پھر اور لوگوں نے۔

یہ رسالے ۱۲۹۰ھ و ۱۲۹۶ھ و ۱۲۹۰ھ کے لکھے ہوئے ہیں، کاتب کا نام محمد یوسف بن شیخ عبدالصمد بڈھانوی ہے، شروع میں دو صفحے میں مولانا علی اکرم آروی کی سرگزشت اور حدیث سے ان کا ذاتی شغف اور مسلسلات کس طرح حاصل کیں ان سب باتوں کا تذکرہ ہے، کرم چشیدہ ہے مگر مطالعہ کے قابل ہے، کتابت صاف ستھری ہے، مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے علمار ہند کا شاندار ماضی۔

(۳۳/۱۳۶) الدرالثمین (از شاہ ولی اللہ) (۷۵)

اس جلد میں شاہ صاحب رحمۃ اللہ کے مندرجہ ذیل رسالے ہیں:

(۱) النوادر من حدیث سید الاوائل والاواخر (۲) الدرالثمین (۳) الفضل المبین فی المسلسل من حدیث النبی الامین (۴) القول الجمیل۔

یہ چاروں کتاب اوسط درجہ کی تقطیع پر جلی حروف میں خوشخط ہیں، یہ رسالے کرم خوردہ تھے بٹر پیپر کے ذریعہ ان کی حفاظت کا انتظام کیا گیا ہے، کاغذ دیسی، ساخت کا ہے، یوں سن کتابت درج

نہیں ہے مگر کاغذ سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ شاہ صاحب سے قریب العہد ہے۔

مسلسلات کی سند خصوصی طور پر ہمارے علماء دیوبند میں رائج ہے، خاکسار نے مہتمم دارالعلوم حضرت مولانا محمد طیب صاحب مدظلہ مہتمم دارالعلوم دیوبند اور شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب سہارنپوری مدظلہ سے اجازت حاصل کی۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ رسالہ شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مطالعہ میں رہ چکا ہے ایک جگہ ۲۶ میں حاشیہ کی تحریر ۔ ۔ ۔ ۔ کے نیچے شاہ صاحب کے دستخط معلوم ہوتے ہیں، جنکو کیڑے نے چاٹ لیا اس لئے صاف نہیں معلوم ہوتا۔

الرّد علی الزنادقہ والجہمیہ (۱۳۷/۴۴) (۴۷)

(امام احمد بن حنبلؒ المتوفی سنہ ۲۴۱ھ)

یہ رسالہ امام احمد بن حنبلؒ کا ہے جس میں متشابہ قرآن کے سلسلہ میں زنادقہ پر رد کیا گیا ہے، یعنی جن آیتوں پر بے دینوں نے اپنی کم فہمی اور ناسمجھی سے اعتراض کیا تھا، امام موصوف نے ان آیات کی توجیہ بیان کی ہے، اور ان کے شکوک و شبہات کے دفع کرنے کی سعی کی ہے اور بتایا ہے کہ اس طرح معنی پر غور کرنے سے تضاد باقی نہیں رہتا، علمی اعتبار سے یہ رسالہ مختصر ہونے کے باوجود بڑا قیمتی ہے اس طرح فرقہ جہمیہ کے اعتراضات کا جواب بھی ہے اور ان کے غلط عقائد کی تردید بھی ہے، یہ رسالہ کل بیس اوراق میں ہے اور چھوٹے سائز پر، مصنف کے حالات ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کے لئے ملاحظہ فرمائیں طبقات الشافعیۃ الکبری ص ۱۹۹ ج ۱۔

کاتب کا نام اسماعیل بن عیسی ہے اور سنہ کتابت ۱۳۳۰ھ ہے، اس رسالہ کے ساتھ دو رسالے اور اسی جلد میں ہیں، ایک اخر کتاب السنۃ للامام احمد اور دوسرا تحریم السماع لابراھیم بن جماعۃ۔

. . . .

(۸۹) رسالہ رفع الیدین المسمی تنویر العینین (۱۳۶/۳۵)

فی اثبات مسئلۃ رفع الیدین

(از مولانا اسمعیل شہید ۱۲۴۶ھ)

مولانا شہید خاندان ولی اللہی کے چشم و چراغ ہیں اور بہت سی کتابوں کے مصنف علمی اور عملی دونوں میدانوں میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں، سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ کی قیادت میں بالاکوٹ میں جہاد کرتے ہوئے جام شہادت نوش جاں فرمایا، رفع یدین پر ان کا یہ قلمی رسالہ ایک قیمتی دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے، رفع یدین کو سنت غیر مؤکدہ فرماتے ہیں اور اس کا مفہوم لکھتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں.

"فیثاب فاعلہ ان دائما فحسبہ و ان مرۃ فمثلہ، ولا یلام تارکہ وان ترکہ مدۃ عمرہ"

گویا اعتدال کے ساتھ رفع یدین کے قائل ہیں، رجحان رفع یدین کی طرف ہے اس لئے اس کے اثبات میں یہ رسالہ تصنیف فرمایا، یہ اٹھارہ صفحات کا رسالہ ہے، ہر صفحہ پر سترہ سطریں ہیں.

اس جلد کے ساتھ مولانا شہید کا ایک دوسرا رسالہ بھی منسلک ہے اس کا نام ہے "ایضاح الحق الصریح فی احکام المیت والضریح" یہ ۲۰۸ صفحات پر پھیلا ہوا ہے اس میں میت وغیرہ کے احکام تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں، اس سلسلہ کی بدعت پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے. تیسری کتاب اس پر "سرور المحزون" شاہ ولی اللہؒ کی لگی ہوئی ہے جو مولانا شہید کے دادا ہیں شروع میں مؤطا امام محمد اور کتاب الفوائد للشوکانی کے کچھ اجزاء شامل ہیں، تینوں رسالوں کی کتابت ایک قلم اور ایک کاتب کی رہین منت ہے، کاتب کا نام اور سن کتابت درج نہیں، حضرت شہیدؒ کے حالات کے لئے پڑھئے علماء ہند کا شاندار ماضی حصہ سوم یا تراجم علماء حدیث ہند ص ۷۶ ج ۱.

(۴۷) الرسالۃ فی تحریم السماع (۱۳۹/۳۶)

(ابراہیم بن جماعۃ الشافعی المتوفی ۷۹۰ھ)

یہ رسالہ دراصل ایک سوال کا جواب ہے جس میں دریافت کیا گیا ہے کہ سماع مباح ہے:

ئز دہ ہے یا حرام ہے اور کیا آدمیوں کے اختلاف کی وجہ سے حکم بدل جائے گا اسی طرح دف کا حکم ہیئت کے بدلنے سے بدلتا رہتا ہے یا نہیں، اور سماع کی ایجاد کب ہوئی جس میں آئی، عہد نبوی اور عہد صحابہ میں یہ تھا یا نہیں اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ طبل کے موجد حضرت عثمانؓ ہیں یہ درست ہے یا نہیں، اور وجد کے سلسلہ میں جو یہ آتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنی نجار میں تشریف لے گئے اور ان کے وجد سے آپ بھی وجد طاری ہو گیا، یا عبد اللہ بن جعفر کو وجد آیا، ایسے ہی حضرت معاویہؓ کو، یہ روایتیں صحیح ہیں یا غلط، اور مساجد میں مجمع سماع کا انعقاد جائز ہے یا نہیں؟

ان سوالات کے جواب میں یہ رسالہ لکھا ہوا ہے، جواب اجمالی اصولی ہے، اور سماع کی حرمت ... کی ہے ان میں امام ابوحنیفہ کے متعلق لکھا ہے کہ آپ کا مذہب اس مسئلہ میں سب سے زیادہ ... ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ سننا فسق ہے اور لطف اٹھانا کفر ہے، یہ پورا رسالہ تیرہ چودہ ... پھیلا ہوا ہے اور ہر شق کا جواب دیا گیا ہے، اور سماع کا موجد ابلیس کو کہا گیا ہے اور طبل کے ... کہ غزوات میں اس کا ثبوت کہیں نہیں ملتا ہے گو فقہا نے لڑائی میں اسے جائز کہا ہے۔ ... سرنامہ پر لکھا ہوا نہیں ہے، سرسری طور پر اسے نقل کیا گیا ہے، ناقل کا نام اسمٰعیل ... سن کتابت ۲۸ محرم ۱۳۰۳ھ ہیں ہر صفحہ میں (۱۹) سطریں ہیں، یہ رسالہ کتاب السنۃ ... ہوا ہے

زاد المعاد

(۶۴) ...

(ابن القیم المتوفی ۷۵۱ھ)

... مشہور کتاب زاد المعاد کی جلد ثانی ہے، شروع سے کئی صفحات غائب ہیں، کسی نے ... شامل کر دیا ہے، اخیر سے بھی ایک صفحہ غائب ہے، کتابت کسی عربی النسل کی ... طرز تحریر بالکل اجنبی سا ہے، ہر صفحہ پر ۲۳ سطریں ہیں، کاغذ و کتابت سے اندازہ ... کی مکتوبہ ہے، ۲۷۲ اوراق پر یہ حصہ مشتمل ہے، کاتب کا نام اور سنہ کتابت ... ہوتا تو کچھ اندازہ لگ سکتا تھا، کرم خوردہ ہے مگر بآسانی پڑھا جا سکتا ہے

پڑھنے میں کہیں کہیں نقص واقع ہوتا ہے اس لئے کہ بعض حروف کیڑوں نے کھائے ہیں، ہر فصل جو عنوان کے ذریعہ ہیں ہے سرخ روشنائی سے لکھا گیا ہے۔ ابن القیم کے حالات عربی اور اردو دونوں میں الگ سے چھپ چکے ہیں۔

زہر الربی حاشیہ نسائی

(۱۴۰/۳۸) (۷۰)

(علامہ سیوطی المتوفی ۹۱۱ھ)

علامہ سیوطیؒ نے جو خدمت حدیث و قرآن کی کی ہے وہ اظہر من الشمس ہے، صحاح ستہ پر انہوں نے حاشیہ لکھا، یہ حدیث کی مشہور کتاب نسائی شریف کا حاشیہ ہے، زہر الربی اس کا نام ہے، یہ حاشیہ بہت سی مطبوعہ نسائی پر چھپ گیا ہے، یہ حاشیہ قلمی ۴۰۵ صفحات پر پھیلا ہوا ہے، ہر صفحہ پر ۲۴ سطریں ہیں، کاغذ دیسی ہے مگر چکنا دبیز اور عمدہ ہے، حسن کتابت پڑھا نہیں جاتا، مؤلف نے یہ حاشیہ ۹۰۶ھ میں لکھا ہے، یہ نسخہ چار اشخاص کی ملکیت میں یکے بعد دیگرے رہ چکا ہے اور ہر ایک کی تحریر موجود ہے، پہلی تحریر یہ ہے:

" تملکت بالوراثة الشرعية وانا الفقير الى الله تعالى محمد المكى بن الطيب المدرس غفر لهما الله "

دوسری تحریر یہ ہے:

" ملك الفقير اليه عز شانه مصطفى اسعد عفى عنه وعن المسلمين "

تیسری تحریر یہ ہے:

" ثم ملكه الفقير اليه سبحانه عبد الرحمن بن حسين الانصارى المدنى الحنفى عفى عنهما سنة ١٢٤١ھ "

چوتھی تحریر یہ ہے:

" ثم اشتراها العبد الاواه محمد سعد الله عفا الله عنه فى المدينة الطيبة على صاحبها الصلوة والتحية، ذالك سنة ١٢٧١ من الهجرة. "

مفتی محمد سعد اللہ کی مہر لگی ہوئی ہے جس پر ۱۲۴۹ھ کندہ ہے، دار العلوم دیوبند میں یہ نسخہ مفتی محمد سعد اللہؒ کے کتب خانہ سے آکر داخل ہوا۔

۳۹/۱۴۲ شرح خطابی علی ابی داؤد نصف اوّل (۷۲)

یہ سنن ابی داؤد کی مشہور قدیم شرح معالم السنن کا نصف اول ہے جو مشہور محدث ابوسلیمان احمد بن احمد بن ابراہیم الخطابی کی تصنیف ہے، مرمت کے بعد زیر نظر نسخہ بہت صاف ستھرا اور لائق مطالعہ ہے، (۲۶۰) صفحات پر مشتمل ہے، سن کتابت اور کاتب کا نام کہیں درج نہیں ملا۔

یہ نسخہ مفتی سعد اللہؒ کے کتب خانہ سے یہاں آیا ہے، انہوں نے اسے اپنے لئے لکھوایا تھا جیسا کہ شروع میں ان کی مندرجہ تحریر سے ظاہر ہے، مفتی صاحب کی مہر بھی لگی ہوئی ہے، ہر صفحہ پر (۱۹) سطریں ہیں، کتابت صاف ستھری اور بہتر ہے، اب یہ کتاب چار جلدوں میں چھپ کر عام ہو چکی ہے

(۱۴۳/۴۰) شرح نخبۃ الفکر (۷۷)

(ابن حجر عسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ)

ابن حجر عسقلانیؒ کی شرح نخبہ اہل علم میں کسی تعارف کی محتاج نہیں، یہ تمام مدارس اسلامیہ کے نصاب میں داخل ہے جو مشکوٰۃ کے ساتھ پڑھائی جاتی ہے، اصول علم حدیث میں بڑی مستند کتاب ہے اس کے مطبوعہ نسخوں کی کمی نہیں، مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے حسن المحاضرۃ (ص ۱۷۰-۱۷۲)۔

زیر نظر قلمی نسخہ ۱۰۴۷ھ کا لکھا ہوا ہے، کوئی صاحب اسمٰعیل حسینی بلگرامی ہیں جنھوں نے اسے اپنے قلم سے لکھا ہے اور اپنے استاذ شیخ محمد دہلویؒ سے پڑھا ہے چنانچہ ان کی تحریر بھی اس پر موجود ہے کتاب اور مصنف کا نام لکھ کر نیچے رقمطراز ہیں:

"یک شنبہ نہم ربیع الثانی سنہ ہزار و چہل و ہفتم بدار الفیض و المیمنۃ دہلی حرسہ اللہ عن الآفۃ بتقریب از اندن ادبخدمت مولانا شیخنا شیخ محمد دہلوی سلمہ اللہ واجزاہ بالخیر، حقیر فقیر... اسمٰعیل حسینی بلگرامی نشستن و خواندن شروع نمود، ومن اللہ الرحیم الکریم التوفیق وہو حسبی ونعم الوکیل۔"

پھر یہ نسخہ مفتی سعد اللہ کی ملکیت میں رجب ۱۲۶۰ھ میں آیا چنانچہ ان کی تحریر مع دستخط و مہر موجود ہے اس نسخہ پر حواشی کافی ہیں، حاشیہ کے متعلق لکھا ہے کہ سید اصل الملۃ والدین ... ابن یوسف ... کا ہے آگے پیچھے پڑھا نہیں جاسکا، تین معتبر نسخوں کو سامنے رکھکر اس کی تصحیح کی گئی ہے، اس کی صراحت بھی موجود ہے، کل (۲۱۳) اوراق ہیں اور ہر صفحہ پر (۱۷) سطریں ہیں، تحریر صاف ستھری ہے، کرم چشیدہ ہے مگر دارالعلوم دیوبند نے مرمت کرکے اس کی زندگی کافی بڑھا دی ہے، اور پڑھنے میں کہیں سے کوئی دقت نہیں ہوتی ہے۔

(۱۴۴/۷۱) شرح محمد حنفی رسالہ اصول حدیث (۹۱)

(محمد حنفی بخاری)

یہ رسالہ شرح مولانا محمد حنفی کے نام سے موسوم ہے، مصنف نے شوال ۹۳۵ھ میں تصنیف کیا ہے، کوئی رسالہ اصول حدیث میں ہے اس کی یہ شرح ہے، ماتن کون بزرگ ہیں کہیں نام نہیں ملا، یہ شرح بھی مولانا اسماعیل حسینی بلگرامی نے نقل کی ہے اور دہلی میں رہ کر پڑھا ہے، ۱۱۴۲ھ کا مکتوبہ ہے مولانا اسماعیل کے دستخط بھی ہیں، (۹۸) صفحات ہیں اور ہر صفحہ پر (۱۶) سطریں ہیں، کتابت پاکیزہ ہے یہ مفتی سعد اللہ کے کتب خانہ سے یہاں آئی ہے، اس پر مفتی صاحب کی مہر لگی ہوئی ہے، یہ شرح چھوٹے سائز پر ہے، یہ مولانا اسماعیل قطب العالم الحسینی بلگرامی کے صاحبزادے ہیں۔

(۱۴۵/۴۲) شرح الصدور فی احوال القبور (۵۱)

(از علامہ سیوطی المتوفی سنہ ۹۱۱ھ)

یہ کتاب اہل علم میں عام طور پر مشہور ہے، یہ قلمی نسخہ دیدہ زیب کتابت سے مزین ہے، کسی نے بڑے اہتمام سے لکھوایا ہے، ابواب کے عنوانات اور ہر حدیث سے پہلے اخرج سرخ روشنائی سے لکھنے کا اہتمام کیا گیا ہے، اس جلد کے اخیر میں امام سیوطی کا ایک رسالہ دوسرا "انباء الاذکیاء" لگا ہوا

کاتب کا نام ابوعبد الواحد المحسن المشتہر حسن ہے اور رجب ۱۲۹۹ھ میں لکھی گئی ہے، کل صفحات (۲۷۶) ہیں، ہر صفحہ پر (۲۰) سطریں ہیں، سائز ۲۰×۲۶/۸ ہے۔

(۱۴۶/۴۳) شرح الصدور فی حال الموتی والقبور (۵۲)

یہ بھی شرح الصدور کا قلمی نسخہ ہے، کتابت عمدہ ہے، پوری کتاب کے اوراق (۱۲۹) ہیں، اس میں بھی یہ اہتمام ہے کہ ابواب کے عنوانات اور اخرج سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں، ہر صفحہ پر (۲۷) سطریں ہیں، کاتب کا نام شیخ عبد العزیز صدیقی ہے، سنہ کتابت درج نہیں، یہ بڑے سائز پر ہے۔

(۱۴۷/۴۴) شرح الصدور فی حال الموتی والقبور (۵۹)

یہ چھوٹے سائز پر ہے، کتابت صاف ستھری ہے، بوسیدہ ہے مگر پڑھنے میں کوئی نقصان نہیں ہے، یہ کتاب بھی کئی سو سال پہلے کی لکھی ہوئی ہے، اس پر مولانا وکیل احمد سکندر پوری کی مہر لگی ہوئی ہے اور ان کے دستخط بھی ہیں، پہلے نسخوں کی طرح سرخ روشنائی کا اہتمام ابواب و حدیث کے لئے اس میں بھی ہے، ہر صفحہ پر (۱۶) سطریں ہیں۔

(۱۴۸/۴۵) شرح الصدور فی حال الموتی والقبور (۹۳)

یہ بڑے سائز پر ہے، کل صفحات (۲۲۸) ہیں، کتابت خوشخط اور جلی ہے، ہر صفحہ پر صرف (۱۵) سطریں ہیں، سرخ روشنائی سے عنوانات لکھنے اور حدیث پر علامت یعنی اخرج لکھنے کا اس میں بھی اہتمام کیا گیا ہے، کاغذ بوسیدہ معلوم ہوتا ہے، یوں بالکل محفوظ اور صحیح سالم ہے، سنہ کتابت اور کاتب کا نام درج نہیں۔

(۱۴۹/۴۶) شرح شرح نخبۃ الفکر از ملا علی قاری ۱۰۱۴ھ (۸۱)

حافظ ابن حجر عسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ کی "نخبۃ الفکر فی مصطلح اہل الاثر" اصول حدیث میں ایک مشہور

ومتداول کتاب ہے، اس کی ایک شرح خود حافظ عسقلانیؒ نے "نزہۃ النظر" کے نام سے لکھی ہے، اور عام طور پر یہی شرح علماء میں مروج ہے، مگر نخبۃ الفکر کی جو شرح اور لوگوں نے لکھی ہے ان میں ایک شرح علی بن سلطان الہروی القاری المتوفی ۱۰۱۴ھ کی بھی ہے، جو ملا علی قاریؒ کے نام سے اہل علم میں مشہور ہیں ان کی اس شرح کا تذکرہ صاحب کشف الظنون نے نخبۃ الفکر کے ضمن میں (ص ۳۸۴ ج ۲) میں کیا ہے ہمارے کتب خانہ میں اس کا قلمی نسخہ موجود ہے جو ہمارے یہاں بھوپال سے آیا ہے۔

یہ شرح اب تک چھپ نہیں سکی اور ہندوستان کے غالباً کسی کتب خانہ میں قلمی صورت میں بھی موجود نہیں ہے، اس کا شمار نوادرات میں ہونا چاہئے، سن کتابت اور کاتب کا نام درج نہیں ہے، ایک حاشیہ پر عنایت احمد دستخط ثبت ہیں، بہت ممکن ہے یہ ہندوستان کے مشہور عالم اسیر انڈمان، مصنف علم الصیغہ مفتی عنایت احمد صاحب تواریخ حبیب الہ... ہوں۔

نسخہ معمولی کرم چشیدہ اور بوسیدہ ہونے کے باوجود لائق استفادہ ہے اور صاف ستھرا ہے، متن کو شرح سے سرخ خط کھینچ کر نمایاں کیا گیا ہے، پوری کتاب بڑے سائز کے (۲۵۶) صفحات پر پھیلی ہوئی ہے، ہر صفحہ پر بیس سطریں ہیں، کتاب کی ابتدا یہاں سے ہوتی ہے:

"الحمد لله الذی صحح کلامہ القدیم الذی ھو احسن الحدیث فرعا واصلا"

مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر ص ۱۸۵ ج ۳ و دیگر کتب۔

(۱۰) شمائل ترمذی (۱۵۰/۴۷)

(از ابوعیسیٰ ترمذی المتوفی ۲۷۹ھ)

امام ترمذی کی "شمائل" بہت مشہور کتاب ہے اور عام طور پر مختلف مطابع کی چھپی ہوئی ملتی ہے، اس کا یہ قلمی نسخہ ہے، پوری کتاب چھوٹے سائز کے (۲۵۱) اوراق پر پھیلی ہوئی ہے، ہر صفحہ پر صرف پانچ سطریں ہیں، ہر دو سطروں کے درمیان کافی فاصلہ ہے اور بین السطور مختلف کتابوں سے حواشی چڑھائے گئے ہیں جو کارآمد ہیں، کاتب کا نام مٹا دیا گیا ہے، سنہ کتابت درج ہے ۱۲۵۱ھ ہے، کتاب اچھی حالت میں ہے

کتابت خوشخط اور نفیس ہے، مصنف کے حالات کے لئے پڑھیئے تذکرۃ الحفاظ للذہبی ص ۱۸۷ ج ۲۔

(۴۹/۱۵۱) شمائل ترمذی (۱۱)

شمائل کا یہ نسخہ قدیم معلوم ہوتا ہے، سن کتابت درج نہیں ہے، کناروں پر خاصے حواشی چڑھے ہوئے ہیں، تمام ابواب اور لفظ حدثنا ہر جگہ سرخ روشنائی سے اہتمام کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ سائز متوسط ہے، ہر صفحہ پر (۱۳) سطریں ہیں، کتابت بہتر اور خوشخط ہے، حواشی کا قلم باریک ہے مگر بہت صاف لکھا ہوا ہے اور حوالوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ محنت سے لکھا گیا ہے۔

شروع کتاب میں نام کے نیچے "از فقیر محمد عاشور" لکھا ہوا ہے۔

(۴۹/۱۵۲) شمائل ترمذی (۱۲)

شمائل کا یہ قلمی نسخہ پاکیزہ لکھا ہوا ہے، حواشی سے بالکل خالی ہے، کاغذ دستی استعمال کیا گیا ہے، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ کئی سو سال پہلے کا ہے، مگر اخیر سے کچھ اوراق ضائع ہونے کی وجہ سے کاتب کا نام اور سنہ کتابت درج نہیں مل سکا، یہ نسخہ چھوٹی تقطیع پر ہے، ہر صفحہ میں سات سطریں ہیں۔

(۵۰/۱۵۳) شرح شمائل ترمذی (۱۳)

یہ شرح چھوٹی تقطیع پر (۲۷۰) اوراق پر پھیلی ہوئی ہے، شروع کے چند اوراق غائب ہیں اسلئے یہ معلوم نہ ہو سکا کہ کیا نام ہے اور کون مصنف ہیں، خط پاکیزہ اور نفیس ہے، کسی عرب کی لکھی ہوئی معلوم ہوتی ہے، ہر صفحہ پر سرخ جدولیں بنی ہوئی ہیں، کاغذ موٹا مگر چکنا ہے، پرانی ساخت کا ہے، ہر صفحہ پر اکیس سطریں ہیں۔ الفاظ حدیث کو ممتاز کرنے کے لئے سرخ روشنائی سے لکھا گیا ہے، پوری کتاب میں یہ اہتمام ہے، اخیر کا بھی ایک ورق غائب ہے اس لئے سنہ کتابت معلوم نہ ہو سکا، کاتب کا نام احمد اللاخصاصی ہے، ۲۵ محرم سنہ کو لکھا ہے، سنہ نہیں لکھا گیا ہے۔

(۱۵۴/۵۱) صحائف موسی (حدیث قدسی) (۹۰)

یہ حدیث قدسی کا مجموعہ ہے، اس میں (۴۱) احادیث جمع کی گئی ہیں، ان میں زیادہ تر حدیثوں میں یا ابن آدم سے خطاب ہے یا ایہا الناس سے، پورا رسالہ (۱۵) اوراق پر مشتمل ہے، ہر صفحہ میں (۱۴) سطریں ہیں، بعض صفحات پر ٹیڑھی ترچھی سطریں ہیں، کتابت صاف ستھری ہے۔ رضوان اللہ ولد محمد بخش رسول پوری کاتب ہیں، سن کتابت درج نہیں ہے۔

اس مجموعہ میں ساری حدیثیں نصیحت آمیز ہیں اور مؤثر۔

(۱۵۵/۵۲) الصلوٰۃ والبشر علی سید البشر (۸۸)

(شیخ مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی متوفی ۸۱۷ھ)

صاحب قاموس مجد الدین فیروز آبادی کسی تعارف کے محتاج نہیں، ان کی ہی یہ تصنیف لطیف ہے، یہ کتاب چار ابواب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے، پہلا باب "ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی الخ کے معانی میں ہے، دوسرے باب میں آنحضرت ؐ پر صلوٰۃ کی فضیلت کا بیان ہے، تیسرے باب میں ایجاز پر اشکال کا بیان ہے، اور چوتھے باب میں صلوٰۃ وسلام سے متعلق اہم مسائل بیان کئے گئے ہیں، خاتمہ میں غار ثور سے متعلق قصہ کا تذکرہ ہے۔

پوری کتاب (۱۷۷) صفحات پر پھیلی ہوئی ہے اور ہر صفحہ پر (۱۷) سطریں ہیں، ۱۳۲۹ھ کی مکتوبہ ہے، کتابت معمولی ہے اس کا ایک نسخہ اور ہے جس کا تذکرہ اس فہرست میں موجود ہے، آپ کے حالات کے لئے دیکھئے الضوء اللامع ص ۷۹ ج ۱۰، ابجد العلوم ص ۷۰۵۔

(۱۵۶/۵۳) طیبی شرح مشکوٰۃ جلد اول (۶۹)

(المسمیٰ بالکاشف عن حقائق السنن) (از حسین محمد الطیبی المتوفی ۷۴۳ھ)

یہ مشہور کتاب مشکوٰۃ شریف کی شرح ہے، مصابیح علامہ بغوی کو مشکوٰۃ کی شکل ولی الدین الخطیب نے علامہ طیبیؒ کے مشورہ سے ہی دی تھی، مشکوٰۃ جب موجودہ شکل میں آچکی تو علامہ طیبی نے ایک جامع شرح لکھنے کا عزم کیا اور الکاشف کے نام سے لکھ ڈالی جس میں انہوں نے کافی محنت کی ہے اور حوالہ کے ساتھ دوسری کتابوں سے اخذ معانی کیا ہے، بقول مصنف علامہ نوویؒ کی شرح مسلم سے انہوں نے زیادہ استفادہ کیا ہے کتاب خواہ مخواہ کے پھیلاؤ سے پاک ہے، شروع میں مقدمہ کے عنوان سے اصطلاحات حدیث پر اچھی روشنی ڈالی گئی ہے یہ کم و بیش ۴۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

پہلی جلد قلمی میں کتاب الطہارۃ پوری آگئی ہے، یہ جلد ۴۸۸ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے، ہر صفحہ میں ۱۹ سطریں ہیں، خط صاف ہے، تازہ لکھی ہوئی ہے، یہ مولانا ادریس صاحب کاندھوی کی نقل کردہ ہے۔ مصنف کیلئے دیکھئے الدرالکامنہ ص۱۸/۲ج

(۱۵۷/۵۴) طیبی شرح مشکوٰۃ ثانی (۱۰۰)

(حسین بن محمد الطیبی المتوفی ۷۴۳ھ)

طیبی کی دوسری جلد کتاب الصلوٰۃ سے شروع ہوتی ہے اور باب التشہد پر ختم ہوتی ہے، یہ ۱۲۰ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے، کاغذ خط اور سطریں سب پہلی جلد کی طرح ہیں، ایک ہی شخص کی دونوں جلدیں نقل کی ہوئی ہیں۔

(۱۵۸/۵۵) طیبی المسمّٰی بالکاشف عن حقائق السنن الجزء الاول (115)

(از علامہ حسین عبداللہ بن محمد الطیبی المتوفی سنہ ۷۴۳ھ)

طیبی کا ایک پورا نسخہ ابھی ہمارے یہاں کتب خانہ میں داخل ہوا ہے جو چار جلدوں پر مشتمل ہے یہ مولانا معین الدین صاحب ناظم کتب خانہ حبیب گنج ضلع علی گڑھ کا نقل کیا ہوا ہے، مولانا حبیب الرحمٰن خاں شیروانیؒ مشہور علماء ہند کی صف میں جگہ رکھتے تھے اور قلمی کتابوں کا بڑا ستھرا ذوق رکھتے تھے، اب ان کا یہ کتب خانہ آزاد لائبریری مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں منتقل ہو کر آگیا ہے، مولانا معین الدین صاحب

نے مولانا حبیب الرحمن شروانیؒ کے قلمی نسخہ سے ۱۳۳۷ھ میں یہ نقل کیا تھا، اس پہلی جلد کے شروع کے دو صفحات میں ناقل مولانا معین الدین صاحب نے مصنف کا ترجمہ بھی اپنی طرف سے شامل کر دیا ہے جو ایک ضروری اور قیمتی اضافہ ہے۔

پہلی جلد کتاب الصلوٰۃ کے اختتام پر ختم ہوتی ہے اور ۴۶۳ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے، ہر صفحہ میں (۲۷) سطریں ہیں، خط پاکیزہ اور صاف ستھرا ہے۔ ابواب وفصول کو نمایاں کیا گیا ہے تاکہ تلاش کرنے میں کوئی دقت پیش نہ آئے، اخیر میں ناقل محترم نے ایک فہرست مضامین بھی تیار کرکے لگادی ہے، ہر چیز اس کی مدد سے بآسانی نکالی جاسکتی ہے۔

(۱۵۹/۵۶) طیبی الجزء الثانی (۱۱۶)

طیبی کی یہ دوسری جلد کتاب الزکوٰۃ سے شروع ہوتی ہے اور باب الوصایا پر ختم ہوتی ہے، یہ جلد بھی مولانا معین الدین صاحب کی ہی نقل کردہ ہے اور اس جلد کو بھی بڑے شوق سے انہوں نے نقل کیا ہے اور ابواب وفصول کو لکیر سے اور خط کو جلی کرکے نمایاں کیا ہے، ہر صفحہ پر اس میں بھی ۲۷ ہی سطریں ہیں، یہ جلد ۴۶۳ صفحات پر مشتمل ہے اور رجب المرجب ۱۳۳۸ھ کی لکھی ہوئی ہے، اس جلد کی فہرست مضامین بھی مولانا مدظلہ نے تیار کرکے اخیر میں لگادی ہے جو مطالعہ کرنے والوں کے لئے ایک نعمت عظمیٰ کی حیثیت رکھتی ہے۔

(۱۶۰/۵۷) طیبی الجزء الثالث (۱۱۷)

یہ تیسری جلد کتاب النکاح سے شروع ہوکر کتاب الرؤیا پر ختم ہوتی ہے، یہ جلد بھی مولانا موصوف ہی کی محنت کا ثمرہ ہے، ربیع الثانی ۱۳۴۱ھ میں نقل ہوئی ہے، سطریں ہر صفحہ میں پہلی جلدوں کے برابر ہیں، اس جلد کے کل صفحات ۳۲۸ ہیں، فہرست مضامین اس جلد کی بھی لگی ہوئی ہے۔

.....

(۱۶۱/۵۸) طیبی الجزء الرابع (۱۱۸)

یہ جلد کتاب الآداب سے شروع ہوکر باب ثواب ہذہ الامۃ پر ختم ہے، اور یہ اس کی آخری جلد ہے، فہرست مضامین اس کے ساتھ بھی لگی ہوئی ہے اور ۳۵۴ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے، خط تمام جلدوں کے صاف ستھرے ہیں، یہ پورا نسخہ جیسا کہ عرض کیا گیا مولانا شروانی کے نسخہ سے نقل کیا گیا ہے، اور مولانا شروانی کا نسخہ تین نسخوں کو سامنے رکھکر نقل کیا گیا تھا، مکی نسخہ، نسخہ مفتی عبداللطیف صاحب مرحوم، اور نسخہ فتح پوری دہلی، یہ جلد ذی الحجہ ۱۳۱۱ھ میں نقل ہوئی ہے۔

(۱۶۲/۵۹) عارضۃ الاحوذی فی شرح الترمذی (۱۰۹)

حافظ ابوبکر محمد بن عبداللہ الاشبیلی المعروف بہ ابن العربی المالکی المتوفی ۵۴۳ھ کی تصنیف ہے، ترمذی شریف کی یہ قدیم شرح ہے اور اہل علم میں مشہور ہے، زیر نظر قلمی نسخہ تازہ یعنی ۱۳۳۹ھ کا لکھا ہوا ہے، کاتب کا نام درج نہیں ہے، کاغذ بوسیدہ ہے، یہ جلد یہاں سے شروع ہوتی ہے "علی اللہ اتوکل وبہ نستعین" الخ گویا یہ جلد کتاب الحج کے درمیان سے شروع ہوتی ہے، یہ حصہ ابواب الشعر پر ختم ہوجاتا ہے، کتابت صاف ستھری ہے، خط جلی ہے مگر کتابت کی غلطیاں بہت نظر آتی ہیں ہر صفحہ میں (۲۱) سطریں ہیں، تعداد اوراق ہے۔ حالات کے لئے دیکھئے الدیباج المذہب ص۲۸۱

(۱۶۳/۶۰) فتح الباری شرح صحیح البخاری (۲)

(از علامہ ابن حجر عسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ)

فتح الباری شرح البخاری کا یہ مختصر جز قلمی ہے جو باب التبرز فی البیوت" سے شروع ہوکر باب "ان صلی بالناس جماعۃ بعد ذھاب الوقت" پر ختم ہوتا ہے۔ کوئی دو ڈھائی سو صفحات پر یہ حصہ پھیلا ہوا ہے، اول وآخر سے ناقص ہے، اخیر سے کرم خوردہ بھی ہے، کتابت صاف ستھری ہے، پڑھنے اور

استفادہ میں کوئی نقص نہیں ہے، فتح الباری کا بخاری شریف کی شروح میں جو درجہ ہے وہ تمام اہل علم پر ظاہر ہے، علامہ عسقلانیؒ فن حدیث میں ممتاز مقام کے مالک ہیں گو غالی شافعی ہیں، ۸۱۷ھ میں فتح الباری کی تصنیف شروع کی اور ۸۴۲ھ میں اس سے فراغت پائی، اس سے پہلے ایک قیمتی مقدمہ آپ نے ۸۱۳ھ میں لکھا تھا جس کا نام "ھدی الساری الی فتح الباری" ہے، فتح الباری کی تکمیل پر آپ نے اہل شہر کی دعوت کی اور اس پر پانچ سو اشرفیاں خرچ کیں، مطبوعہ نسخے عام طور پر پائے جاتے ہیں، آپ کو فن حدیث میں بڑی مہارت تھی، متعدد کتابیں آپ نے اس فن سے متعلق تصنیف کیں۔ اسماء الرجال اور اصول حدیث میں بھی آپ کی تصنیفات قابل ذکر ہیں، حالات کے لئے دیکھئے "حسن المحاضرہ للسیوطی" ص ۲۰۰ ج ۱، اور الضوء اللامع ص ۳۶ ج ۲۔

(۶۱/۱۶۴) الفضل المبین فی المسلسل من حدیث النبی الامین (۷۵)

(شاہ ولی اللہ دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ)

اس مجموعہ میں شاہ ولی اللہ الدہلوی کے چار رسالے ہیں (۱) النوادر من احادیث سید الاوائل و الاواخر (۲) الدر الثمین (۳) الفضل المبین فی المسلسل من حدیث النبی الامین (۴) القول الجمیل۔

پہلا رسالہ ص۲۰ پر ختم ہوتا ہے اور دوسرا ص۹۲ پر، اور تیسرا ص۱۲۱ پر، اور چوتھا ص۱۶۳ پر، یہ رسائل پہلے نایاب تھے مگر اب عام طور پر مطبوعہ ملتے ہیں، سب سے پہلے ۱۲۹۲ھ میں خاندان ولی اللّٰہی کے ایک عالم نے ان رسائل کو چھپوایا تھا، پھر بعد میں دوسرے لوگوں نے چھپوائے۔

النوادر کے نام سے جو احادیث جمع کی گئی ہیں وہ محدثین کے نزدیک فن کی حیثیت سے قابل استناد نہیں ہیں، خود شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ اس کے شروع میں لکھتے ہیں۔

"ھذہ احادیث نادرۃ من مسند الجن و مسند الخضر علیہ السلام و مسند المعمرین المختلف فی صحبتہم، جمعتہا فی ہذہ الرسالۃ استغرابا لہا لا تنویہا بصحتہا (ص ۳)"

ان رسائل کی کتابت عمدہ ہے، چھوٹی تقطیع پر ہے، ہر صفحہ میں ۱۵ سطریں ہیں، سن کتابت درج نہیں

شاہ صاحب کے حالات کے لئے دیکھئے حیات ولی ص۔ یا ابجد العلوم للنواب ص۹۱۲ ۔

(۱۶۵/۶۲) کتاب الصلات و البشر فی الصلوٰۃ علی سید البشر (۸۵)

(محمد بن یعقوب مجد الدین الفیروز آبادی المتوفی ۸۱۶ھ)

یہ کتاب بڑی تقطیع کے ۸۰ صفحات پر چھپی ہوئی ہے، پوری کتاب چار ابواب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے، یہ کتاب مطبوعہ عام طور پر ملنے لگی ہے، صلاۃ وسلام کے باب میں اچھی اور قابل قدر کتاب ہے، مولانا سید حسن مرحوم سابق مدرس دار العلوم دیوبند نے اس کے شروع میں فہرست مضامین لکھوا کر لگوا دی ہے، جو مطالعہ کرنے والوں کے لئے مفید ہے، مصنف علمی دنیا میں آفتاب کی حیثیت رکھتے ہیں، پچاسوں کتابوں کے مصنف ہیں، آپ کے حالات کے لئے پڑھئے الضوء اللامع للسخاوی (ص ۹۷، ج ۱۰) ابجد العلوم (ص ۷۰۵)۔

کتاب اچھی قابل استفادہ ہے، کاغذ پرانا ہے، سن کتابت درج نہیں ۔

(۱۶۶/۶۳) کتاب شروط الائمۃ الستۃ (۱۱۱)

(ابو الفضل محمد بن طاہر بن علی المقدسی المتوفی سنہ)

یہ نو صفحات کا رسالہ ہے جس میں امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے اپنی کتابوں میں جن شرائط کا اہتمام کیا ہے ان کا اختصار سے تذکرہ ہے، ان کے یہ مجموعے صحاح ستہ کے نام سے مشہور رہیں، جو لوگ فن حدیث کا ذوق رکھتے ہیں ان کے لئے یہ رسالہ قابل قدر ہے کتابت عمدہ ہے اور ہر صفحہ پر ۲۳ سطریں ہیں، ۱۳۳۹ھ میں یہ نقل ہوا ہے ۔

(۱۶۷/۶۴) کتاب شروط الائمۃ الخمسۃ

(از ابو بکر محمد بن موسی بن عثمان الحازمی) اس رسالہ میں صحاح ستہ میں ابن ماجہ کو چھوڑ کر بقیہ

پانچ ائمہ نے اپنی کتابوں میں جن ضروری باتوں کا اہتمام کیا ہے ان کا بیان ہے، اور اس رسالہ سے ان کتابوں کی صحیح حیثیت سامنے آجاتی ہے، یہ پورا رسالہ ۷ اصفحات پر پھیلا ہوا ہے، رمضان ۹۳۹ھ کا نقل شدہ ہے، کاتب قاضی حمید الحق مرحوم ہیں، مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے تذکرة الحفاظ ۱۵۱/۲

(۱۶۸/۶۵) کتاب التمہید جلد ثانی (۱۰۵)

(حافظ ابن عبد البر المتوفی سنہ ۴۶۳ھ)

حافظ ابن عبد البر علم حدیث کی دنیا میں جو شہرت رکھتے ہیں سبھوں کو معلوم ہے، موطا امام مالکؒ کی انہوں نے "التمہید" کے نام سے ایک مبسوط شرح لکھی ہے، اس کے ناقص اجزاء ہمارے کتب خانے میں پائے جاتے ہیں، یہ "الجزء الثانی" کے نام سے درج ہے، مگر ابتدائی اوراق نہیں ہیں، درمیانی حصہ سے یہ موجودہ حصہ شروع ہوتا ہے" الدنیا، بالدینار والدرہم بالدرھم لافضل بینہما سے یہ جلد شروع ہوتی ہے، یہ کل ۷۵ اصفحات ہیں، ختم بھی کسی کامل جملہ پر نہیں ہوا گویا ہر دو طرف سے یہ ادھوری جلد ہے، مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے تذکرة الحفاظ ۳۰۶ ج ۳۔

(۱۶۹/۶۶) کتاب التمہید جلد ثالث (۱۰۶)

(حافظ ابن عبد البر المتوفی سنہ ۴۶۳ھ)

یہ تیسرا حصہ "بسم اللہ" سے شروع ہوتا ہے اور پہلی حدیث ابن عباسؓ کی ہے" ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خرج الی مکۃ عام الفتح فی رمضان الخ" مگر اخیر سے یہ جلد بھی ناقص ہے اخیر میں یہ حدیث آتی ہے" ابن عمر فقال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول فی دعآئہ حین یمسی وحین یصبح لم یدعہ حتی فارق الدنیا ومات، اللھم انی اسئلك العافیۃ فی الدنیا والآخرۃ الخ"۔ یہ جلد ۳۱۴ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے، دونوں جلدیں ایک شخص کی نقل کردہ ہیں کیونکہ خط ایک ہے، کاتب کا نام اور سن کتابت درج نہیں ہے، ہر صفحہ پر ۲۳ سطریں ہیں مصنف

ے حالات کے لئے ... دیکھئے تذکرۃ الحفاظ للذہبی ص ۲۰۷ ج ۴، ابن خلکان ج ۲ ص ۳۴۳

(۱۷۰/۶۷) کتابُ الانتقاد والانتخاب المتخرج من کتاب الفردوس (۷۱)

(عبدالمجید القرشی المیانشی)

شیخ عماد الدین الکیا شیرویہ الدیلمی الہمدانی من ولد فیروز کی کتاب الفردوس الدیلمی ایک مشہور کتاب ہے۔ شیخ ابو حفص عمر بن عبدالمجید القرشی المیانشی نے اسی کے اسانید حذف کرکے اسے مختصر کردیا ہے، چنانچہ اس کا دوسرا نام مختصر من کتاب الفردوس الدیلمی بھی ہے، اس کتاب میں احادیث حروف تہجی کی ترتیب پر جمع کی گئی ہیں پہلے وہ حدیث لائے ہیں جو الف سے شروع ہوتی ہیں پھر وہ حدیثیں جو با سے شروع ہوتی ہیں، اسی طرح یا پر جاکر کتاب ختم ہوئی ہے اس کا ایک قلمی نسخہ بالکل جدید لکھا ہوا ہے جو اسی فہرست میں کہیں درج ہے، زیر نظر نسخہ بہت قدیم ہے اور کسی عرب عالم کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے، اور ربیع الآخر سنہ ۱۰۶۲ھ کا لکھا ہوا ہے ایک صاحب نے اپنے مطالعہ کی تاریخ ۲ صفر ۱۱۰۹ھ لکھ رکھی ہے۔ شروع میں ایک حنبلی عالم محمد بن عبداللہ الحنبلی الاثری کے دستخط ہیں، اور اس کے نیچے سنہ ۱۲۹۵ھ درج ہے، ایک اور دستخط تھے جس پر خط پھیر کر ایسا بنا دیا گیا ہے کہ پڑھا نہ جاسکے اس کے کل اوراق (۲۶) ہیں اور ہر صفحہ پر (۲۷) سطریں ہیں، خط صاف ہے، آسانی سے پڑھا جاتا ہے، کاغذ دیسی موٹا استعمال کیا گیا ہے۔

(۱۷۱/۶۸) کتابُ الآثار (۷۳)

(امام محمد الشیبانی المتوفی ۱۸۹ھ)

امام محمدؒ امام ابوحنیفہؒ کے جید تلامذہ میں ہیں اور کہا جاسکتا ہے کہ مسلک حنفی کے جامع و مرتب کتابی شکل میں در اصل آپ ہی ہیں، امام ابویوسفؒ کی بھی کتابیں ہیں مگر اس میدان میں امام محمدؒ کا درجہ بڑھا ہوا ہے۔ آپ کی کتاب الآثار بہت مشہور کتاب ہے اور اب یہ مطبوعہ بھی ملتی ہے

کتاب الآثار کا یہ قلمی نسخہ اپنی قدامت اور مختلف علماء کے زیر مطالعہ رہنے کی وجہ سے انتہائی قیمتی اور لائق قدر ہے، کسی عربی النسل عالم کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے، کاتب کا نام درج نہیں ہے، اس کا سن کتابت ۷ جمادی الثانی ۱۱۶۲ھ ہے، ہر صفحہ پر (۲۳) سطریں ہیں، کل صفحات (۱۵۳) ہیں، روشنائی کی چمک دمک علی حالہ قائم ہے، کاغذ دیسی دبیز ہے اور اب تک بالکل محفوظ ہے تمام ابواب اور امام محمدؒ کا نام ہر جگہ سرخ روشنائی سے لکھا گیا ہے تاکہ یہ نمایاں رہیں، امام محمدؒ کے حالات کے لئے دیکھئے مفتاح السعادہ ص ۱۰۷ ج ۲ ۔

شروع صفحہ پر درج ہے " من متملکات الشیخ محمد المکی الطیب " پھر اس کے نیچے درج ہے " ثم ملکہ الفقیر الیہ سبحانہ عبد الرحمن بن حسین المولی الانصاری المدنی عفی عنہما سنۃ ۱۲۷۰ھ " پھر اس کے نیچے درج ہے " ثم اشتراہ العبد الاواہ محمد سعد اللہ عفا اللہ عما جناہ فی المدینۃ المنورۃ علی ساکنہا الصلوۃ والتحیۃ سنۃ الف و مائتین و سبعین " اس کے [illegible] ۱۲۷۹ [illegible] گویا مفتی صاحب کے دستخط بھی ہیں اور مہر بھی ۔

(۱۰۴) لمعات التنقیح شرح مشکوۃ المصابیح (۱۷۳/۶۹)

(شیخ عبد الحق محدث دہلوی المتوفی ۱۰۵۲ھ)

شیخ عبد الحق محدث دہلوی علماء ہند میں علم حدیث کے ان خادموں میں ہیں جن کا نام صف اول میں آتا ہے، آپ کی اشعۃ اللمعات مطبوعہ ہے اور اس کی وجہ سے ہر عالم ان سے واقفیت رکھتا ہے، مگر مشکوۃ کی عربی شرح جو آپ نے تصنیف فرمائی وہ اب تک زیور طبع سے آراستہ نہیں ہو سکی، اس کے قلمی نسخے کسی کسی کتب خانہ میں پائے جاتے ہیں، ہمارے یہاں اس کی یہ پہلی جلد ہے جو " باب حرم المدینہ حرمہا اللہ " پر ختم ہوتی ہے، ابتدائی کلمات یہ ہیں :

" سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم، ربنا اتمم لنا واغفر لنا

انك على كل شئ قدير، الحمد لله الذى خلق الخلق وكرم منهم نوع الانسان الخ"
مقدمہ میں تحریر کرتے ہیں کہ لوگوں کے تقاضہ پر مشکوٰۃ کی جب فارسی شرح لکھی تو دوران شرح
... میں احساس ہوا کہ علمی نکات و معانی جو اہل کمال کے لائق ہیں فارسی میں لائے نہیں جاسکتے ہیں
... لئے عربی شرح ضروری ہے اس لئے کہ فارسی میں عوام پیش نظر تھے، چنانچہ غور و فکر کے بعد
... نے عربی شرح کا کام بھی شروع کر دیا، آپ نے صراحت کی ہے کہ میں نے یہ شرح کس انداز پہ
لکھی ہے مشکوٰۃ کے شروع میں جو آپ کا مقدمہ چھپا ہوا ہے وہ دراصل اسی لمعات کا ہے ... کتاب
... کاتب کا نام درج نہیں مگر کتاب پرانی ہے سینکڑوں سال پہلے کی لکھی ہوئی ہے، کہیں کہیں کرم خوردہ
... بھی لائق استفادہ ہے، کل صفحات ۵۱ ... ہیں، ہر صفحہ پر ۲۶ سطریں ہیں، شروع میں ... ہے
... نواب ... مرحوم محمد یوسف شاہ نام کی مہر لگی ہوئی ہے جس پر ... درج ہے، دوسری
... وثیق احمد سکندر پوری کی ہے، شروع میں فہرست مضامین بھی ... ہوئی ہے۔
آپ کے حالات کیلئے دیکھئے اخبار الاخیار ص ۲۹۸ ... نزہۃ الخواطر ... ابجد العلوم ...

(۱۰۳) ما رواه الواعون[1] فی اخبار الطاعون (۵۸)
کتاب بیان ما یکتفی به[2] الساعون فی فهم امر الطاعون

(۱) جلال الدین سیوطی المتوفی ۹۱۱ھ (۲) از شیخ محمد بن محمد بن عبد الرحمن البعلبی الشافعی

علامہ سیوطی نے اپنے اس رسالہ میں طاعون سے متعلق تمام احادیث و آثار ... تاریخ طاعون
... کر دیا ہے، مقدمہ میں انہوں نے لکھا ہے کہ میری یہ کتاب ابن حجر کی کتاب بذل الماعون کا اختصار
ہے ... حذف کر کے میں نے صرف احادیث و آثار جمع کر دیئے ہیں، اخیر میں ایک باب قائم کر کے
تاریخ اسلام میں جہاں جہاں جب جب طاعون کی وبا پھیلی ہے اسے جمع کر دیا ہے، اس طرح یہ
کتاب مسئلہ طاعون پر ایک عمدہ کتاب ہے۔
(۲) اس کے ساتھ ایک دوسری کتاب ہے "کتاب بیان ما یکتفی به الساعون فی فهم امر الطاعون

جو محمد عبدالرحمٰن العبصنی الشافعی کی ہے، اس میں حدیث و اثر اور اقوال علماء سے امر طاعون کی حقیقت بیان کی گئی ہے اور اس سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے جو اقوال کتب حدیث و سیر میں آئے ہیں، ان کو جمع کر دیا ہے، اور آخیر میں اس سے بچنے کی تدبیریں جو علماء و صلحاء سے آئی ہیں ان کو بھی درج کر دیا ہے اس مجموعہ کے اخیر میں ایک رسالہ طاعون کے علاج و معالجہ اور تدابیر صحت پر لگا ہوا ہے یہ ۸۳۲ھ کا تصنیف کردہ ہے، یہ مجموعہ چھوٹے سائز پر ہے، کوئی دو سو صفحات ہوں گے، ہر صفحہ پر گیارہ سطریں ہیں۔ مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے حسن المحاضرہ ۵۵ ج ۱ جس میں خود اپنے قلم سے انہوں نے حالات لکھے ہیں اور الضوء اللامع ۶۵ ج ۴۔

المحلیٰ شرح الموطا جلد اول و ثانی

(۱۷/۴/۱۷) (۱۸،۱۷)

(مولانا سلام اللہ المتوفی ۱۲۳۳ھ)

محلی شرح مؤطا امام مالک نایاب قلمی کتابوں میں سے ایک ہے یہ خانوادہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے چشم و چراغ تھے، ان کا نام سلام اللہ بن شیخ الاسلام فخر الدین ہے، انہوں نے لکھا ہے کہ مجھ اپنے دادا شیخ عبدالحق کی مصنفات سے بڑا گہرا تعلق تھا، میں نے یہیں سے فن حدیث میں استفادہ شروع کیا محلی کیوں لکھی اس سلسلہ میں لکھتے ہیں کہ مؤطا امام مالک کتب حدیث میں پہلی کتاب ہے اور سب کی اصل، گو اس کی بہت سے اکابر و اسلاف نے شرحیں لکھی ہیں مگر وہ ہمارے دیار میں رائج نہیں، علامہ سیوطی کی شرح لوگوں میں متداول ہے وہ زیادہ قیمتی نہیں اس لئے میں نے یہ شرح لکھنے کا شرف حاصل کیا۔ اپنی اس شرح میں ائمہ فقہاء کے مذاہب مع دلائل میں نے بیان کئے ہیں اور جو راجح سمجھا اسے مرجح کر کے بتایا ہے، اس سلسلہ میں چھوٹی بڑی سینکڑوں کتابیں مطالعہ کیں، ان سے کام کی ساری باتیں منتخب کر کے اس میں سمو دینے کی سعی کی، اپنی فہم نے جو کام کیا اسے بھی بیان کر دیا مگر کہیں تعصب کو دخل نہیں دیا اور اس کا نام "المحلیٰ بحل اسرار المؤطا" رکھا۔ اس کی تاریخ "هو الفضل الکبیر" ہے جس سے ۱۲۱۵ھ نکلتے ہیں۔ پہلے ایک مقدمہ لکھا ہے جس میں

فن حدیث کی اصطلاحات بیان کی ہیں اور معلومات افزا ہیں، پھر امام مالک کے حالات درج کئے ہیں پھر کتاب مؤطا امام مالک کی حیثیت مختلف محدثین کے اقوال کی روشنی میں اجاگر کی ہے اور ان سب سے پہلے فہرست مضامین ہے، یہ کل ۳۰ صفحات پر آگئے ہیں، پھر صفحہ ۳۱ سے کتاب کی شرح شروع ہوتی ہے، پہلی جلد باب من لایجب علیہ زکوٰۃ الفطر پر ختم ہوتی ہے، دوسری جلد حج سے شروع ہوکر ختم تک جاتی ہے، اس جلد میں فہرست مضامین نہیں ہے، مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے ابجد العلوم ص ۹۲۷، حدائق الحنفیہ ص ۴۶۸ .

کتاب بڑے سائز پر ہے اور ہر صفحہ پر ۲۳ سطریں ہیں خط صاف اور لائق استفادہ ہے، الفاظ حدیث اور پیراگراف کو سرخ روشنائی کی لکیر ڈال کر نمایاں کیا گیا ہے، حاشیہ کھلا ہوا ہے، صفحات جلد اول (۷۵۶) اور جلد ثانی کے صفحات (۸۹۲) ہیں، کل صفحات (۱۶۴۸) ہوئے .

(۵۷) مختصر مشکوٰۃ (۷۲/۱۷۵)

مشکوٰۃ شریف کا اختصار ہے، ضروری مضامین کی حدیثیں ہر باب میں لی گئی ہیں اور ایک ہی مضمون سے متعلق جو متعدد حدیثیں تھیں ان کو حذف کر دیا گیا ہے، اس طرح معمولی ضخامت میں یہ ذخیرہ بڑی خوبی سے آگیا ہے اور کم سے کم وقت میں بڑی آسانی سے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے استفادہ کیا جاسکتا ہے، ابواب سارے ہی آگئے ہیں، یہ مجموعہ کوئی ڈیڑھ سو صفحات پر مشتمل ہے، کتابت بہتر ہے، کرم چشیدہ ہے مگر بآسانی پڑھا جاسکتا ہے، اور ابواب وکتاب اور "عن" سرخ روشنائی سے لکھا گیا ہے تاکہ یہ ساری چیزیں نمایاں رہیں، اور نگاہ خود بخود آکر جمے، حاشیہ پر کہیں کہیں معانی درج ہیں اور تصحیح الفاظ بھی ہے. اس پر خادم احمد کوئی صاحب ہیں ان کی مہر لگی ہوئی ہے، اور اس پر ۱۲۵۶ھ کندہ ہے، دوسری مہر وکیل احمد کی لگی ہوئی ہے جس پر ۱۲۷۶ھ ہے، ہر صفحہ میں چودہ سطریں ہیں، مصنف یعنی اختصار کرنے والے کا نام نہیں معلوم ہوسکا .

(۷۶/۷۳) **مختصر مسند فردوس الدیلمی** (۴۰)

ابوحفص عبد المجید القرشی

مختصر فردوس الدیلمی کا یہ نسخہ بہت پاکیزہ اور خوشخط تیار کیا گیا ہے، مولوی محمد نور الحق بن مولوی الطاف علی بچھرایونی نے اسے لکھا ہے اور ۱۳۰۹ھ کا نقل کردہ ہے۔

اس کے مصنف ابوالخطاب عمر بن عبد المجید القرشی لکھتے ہیں کہ مجھے جب شیخ امام حافظ کی کتاب "الفردوس" ملی تو میں نے اس کی اسانید حذف کردیں تاکہ استفادہ سہل ہو جائے۔

اس کتاب میں احادیث حروف تہجی کی ترتیب پر جمع کی گئی ہیں۔ الف سے شروع ہو کر یا پر ختم ہوئی ہے۔ اس طرح حدیث کے نکالنے میں بڑی آسانی پیدا ہو گئی ہے۔

یہ مختصر رمضان ۱۳۰۹ھ میں نقل کیا گیا ہے اس کی اصل پٹنہ میں ہے جو صرف ۱۲۵ اوراق پر ہے یہ عمدہ کتابت میں ۲۲۳ صفحات پر آئی ہے۔ ہر صفحہ میں ۱۲ سطریں ہیں، صحابی کا نام ہر جگہ سرخ روشنائی سے لکھا گیا ہے تاکہ نمایاں رہے

(۱۷۷/۷۴) **مختصر النہایہ لابن اثیر المسمّٰی بہ الدر النثیر نصف اول و ثانی** (۱۷۴/۱۷۵)

(علامہ سیوطی المتوفی ۹۱۱ھ)

نہایہ لابن اثیر لغت حدیث کی مشہور و مقبول کتاب ہے اور عام طور پر مطبوعہ پائی جاتی ہے علامہ سیوطی نے اس کی تلخیص کی تھی جو "الدر النثیر" کے نام سے چھپ گئی ہے اور عام طور سے کتب خانوں میں ملتی ہے، زیر نظر "الدر النثیر" کا قلمی نسخہ چھوٹے سائز پر اور دو جلدوں میں ہے بقول علامہ سیوطی انہوں نے کچھ اضافہ بھی کیا ہے، یہ نسخہ اچھی حالت میں ہے، کتابت عمدہ اور پاکیزہ ہے الفاظ حدیث سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں تاکہ الفاظ کے نکالنے میں آسانی رہے، ہر صفحہ میں ۱۷ سطریں ہیں، پہلی جلد میں ۱۹۲ اوراق ہیں اور دوسری جلد ص۱۹۳ سے شروع ہوتی ہے

اور ۳۷۵ اوراق پر ختم ہوتی ہے۔ گویا دونوں حصوں کے اوراق ۳۷۵ ہیں، کاتب کا نام اور سنہ کتابت درج نہیں ہے، مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے حسن المحاضرہ ص۱۵۱ ج ۱، اور الضوء اللامع ص۶۵ ج ۴۔

التقریب والتیسیر لمعرفۃ سنن البشیر والنذیر

(۱۰۲) (۱۷۸/ھ)

مختصر الارشاد لابن الصلاح فی اصول الحدیث

(از امام نووی م ۶۷۶ھ)

ابن الصلاح (م ۶۴۳ھ) کا ایک رسالہ اصول حدیث میں "علوم الحدیث" کے نام سے ہے، ابن الصلاح فن حدیث میں جو شہرت رکھتے ہیں کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں، ان کے حالات آپ طبقات الشافعیہ ص ۱۳۷ ج ۵ میں ملاحظہ کریں، امام محی الدین یحیٰ بن شرف النووی رح (م ۶۷۶ھ) نے اس کا واضح تعبیر میں اختصار کیا اور اس کا نام "الارشاد" رکھا، پھر دوبارہ اختصار کیا تو اس کا نام "التقریب" رکھا، زیر نظر کتاب التقریب ہے، شروع یہاں سے ہوتی ہے۔

"الحمد للہ الفتاح المنان ذی الطول والفضل والاحسان الذی من علینا بالایمان وفضل دیننا علی سائر الادیان الخ"۔

اس کتاب کے بارہ میں لکھتے ہیں "وھذا کتاب اختصرتہ من کتاب الارشاد الذی اختصرت من علوم الحدیث"۔ یہ رسالہ ۴۸ صفحات پر پھیلا ہوا ہے، تصحیح کرنے والے کا نام حسن محمد بن شاہ محمد بن حسن ہے جس میں عبد العزیز بن عبد الصمد کی اعانت رہی، یہ خدمت ربیع الاول ۱۲۸۱ھ میں انجام پائی۔ ہر صفحہ میں ۲۱ سطریں ہیں، پورا رسالہ ۶۵ انواع پر منقسم ہے، مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے طبقات الشافعیۃ الکبری ص۱۶۵ ج ۵۔

یہ رسالہ کئی اشخاص کی ملکیت میں رہ چکا ہے، اخیر میں مفتی سعد اللہ کے یہاں آیا اور وہاں سے دار العلوم دیوبند کے کتب خانہ میں داخل ہوا، کتابت معمولی ہے، کرم خوردہ ہے، دار العلوم نے مرمت کرا کے قابل استفادہ بنا دیا ہے۔

(۷۶/ ۱۶۹) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد اوّل (۸۷)

(از ملا علی قاری المتوفی سنہ ۱۰۱۴ھ)

مرقاۃ المفاتیح مشکوٰۃ المصابیح شروح حدیث میں مشہور و مقبول ہے، اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ مشکوٰۃ شریف درس نظامیہ کے نصاب میں داخل ہے اور ایک قیمتی مجموعہ ہے۔ ملا علی قاری علماء حنفیہ میں ایک ممتاز حیثیت رکھتے ہیں اور کوئی شبہ نہیں انہوں نے اپنی اس کتاب میں بڑی محنت کی ہے، اور متقدمین کی کتابوں سے بڑا استفادہ کیا ہے، زیر نظر کتاب اس کی پہلی جلد ہے جو بسم اللہ سے شروع ہو کر کتاب الزکوٰۃ کی فصل اول کی پہلی حدیث پر ختم ہوتی ہے، کتابت صاف ستھری ہے، ابواب و فصول اور الفاظ حدیث کو پوری جلد میں سرخ روشنائی سے لکھنے کا اہتمام کیا گیا ہے، یہ جلد ۶۶۹ اوراق پر مشتمل ہے اور ہر صفحہ پر ۲۹ سطریں ہیں، خط باریک ہونے کے باوجود صاف ہے اور بین السطور کھلا ہوا ہے، ہمارے یہاں یہ نسخہ مولانا رفیع الدین الفاروقی الکشمیری کے یہاں سے آیا ہے۔ اس کتاب کے مطبوعہ نسخے عام طور پر پائے جاتے ہیں، ادھر عرصہ سے نایاب ہے۔

(۷۷/ ۱۸۰) ایضاً جلد رابع نصف اول و آخر (۳۴-۳۳)

نصف اول باب حفظ اللسان عن الغیبۃ والشتم فصل ثانی کی دوسری حدیث سے شروع ہوتا ہے، اول سے کچھ اوراق غائب معلوم ہوتے ہیں اس لئے کہ فصل ثانی کی پہلی حدیث کا آخری حصہ بھی ہے اور یہ نصف اول باب التوکل والصبر پر ختم ہوتا ہے، یہ کل ۱۹۶ اوراق ہیں، الفاظ حدیث اور ابواب و فصول سرخ روشنائی سے لکھنے کا اہتمام پوری جلد میں ہے، گویا یہ نصف مطبوعہ جلد رابع کا اخیر اور خامس کا ابتدائی حصہ ہے اور نصف آخر اس کے بعد مسلسل ہے، مگر درمیان میں ایک دو باب رہ گیا ہے، یہ نصف آخر باب صفۃ اہل الجنۃ واہلہا پر ختم ہوتا ہے، دونوں کے مجموعی اوراق کی تعداد

۳۷۳ ہے۔ اس کا سائز پہلی جلد سے چھوٹا ہے، ہر صفحہ پر (۲۱) سطریں ہیں، الفاظ حدیث ابواب اور فصول سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں، یہ بھی اخیر سے ادھوری ہے اس لئے کاتب کا نام اور سن کتابت درج نہیں، کرم خوردہ ہے مگر مرمت کے بعد قابل استفادہ ہے، کاغذ کی بوسیدگی سے اندازہ ہوتا ہے کہ سینکڑوں برس پہلے کی کتابت شدہ ہے۔ مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے خلاصۃ الاثر ص۹۵ ج۳ اور حدائق حنفیہ ص۳۹۹۔

(۱۸۱/۷۸) مرقاۃ الصعود الی سنن ابی داؤد (۴۷)

(علامہ سیوطی المتوفی ۹۱۱ھ)

علامہ سیوطیؒ نے صحاح ستہ پر تعلیق لکھنے کا ارادہ کیا تھا اور اسے انہوں نے پورا بھی کیا، سنن ابوداؤد پر آپ نے یہ تعلیق لکھی ہے جس کا نام "مرقاۃ الصعود" ہے، یہ طبع بھی ہو چکی ہے، اس کا یہ قلمی نسخہ اچھے حال میں ہے، علامہ سیوطی نے صراحت کی ہے کہ یہ تعلیق معالم السنن للخطابی کی تلخیص ہے، جس میں اپنی طرف سے بعض کارآمد باتیں بڑھادی ہیں، یہ یہاں سے شروع ہے "الحمد للہ علی نعمہ الجمہ واشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ شہادۃ تزیح کل کرب"۔

یہ نسخہ مفتی سعد اللہ رامپوری نے اپنے لئے لکھوایا تھا، اخیر میں مفتی صاحبؒ کے دستخط موجود ہیں، ۱۲۸۰ھ کی تاریخ پڑی ہوئی ہے، کوئی ڈھائی تین سو صفحات پر یہ کتاب پھیلی ہوئی ہے، ہر صفحہ میں ۲۱ سطریں ہیں، خط صاف ستھرا ہے اور نسخہ بہتر حالت میں ہے، حاشیہ کشادہ سادہ چھوڑا گیا ہے، شروع کتاب میں مفتی صاحبؒ کی مہر لگی ہوئی ہے جس پر ۱۲۷۸ھ درج ہے۔

(۱۸۲/۷۹) مسالک الحنفاء فی والدی المصطفیٰ (۴۹)

علامہ سیوطی المتوفی ۹۱۱ھ

(۲) نشر العلمین المنیفین فی احیاء الابوین (۳) المقامۃ السندسیہ فی والدی المصطفیٰ (۴) التعظیم والمنۃ

فی ان ابوی النبی صلعم فی الجنۃ (۴) الدر المنیفہ فی الآباء الشریفہ۔ ان پانچوں رسائل کا موضوع ایک ہے اور ایک ہی مصنف کی محنت کا ثمرہ ہے۔ ان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین محترمین کے باب میں حدیث و شرح کرکے بحث کی گئی ہے۔ اور ان رسالوں پر ہر پہلو سے بحث آگئی ہے اس میں تو شبہ نہیں کہ آپ کے والدین کا زمانہ زمانۂ فترت ہے جس میں کوئی نبی مبعوث نہیں تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت والدین کے انتقال کے بہت بعد ہے، اور زمانۂ جاہلیت و فترت میں دعوت کا نہ پہنچنا کوئی اچھنبے کی بات نہیں اور جن کو دعوت نہ پہنچی ہو اور ایسے زمانہ میں موت کی آغوش میں چلا جائے ایک جماعت ان کو ناجی بتاتی ہے، امام شافعی اور دوسرے شوافع اسی کے قائل ہیں اور علامہ سیوطی بھی اسی کو راجح قرار دیتے ہیں اور اسے مختلف پیرایہ میں ثابت کرتے ہیں۔ ان پانچوں رسالوں کے مجموعی صفحات ۱۶۷ ہیں اور یہ سب ۱۱۳۳ھ کے نقل کردہ ہیں، ہر صفحہ میں ۲۰ سطریں ہیں، یہ نسخہ ہمارے یہاں مولانا وکیل احمد سکندر پوری کے یہاں سے آیا ہے، اس پر ان کے ... ہیں اور ان کی مہر لگی ہوئی ہے۔

یہ رسائل دائرۃ المعارف حیدر آباد سے عرصہ ہوا شائع ہو چکے ہیں اور عام طور پر مطبوعہ نسخے ملتے ہیں۔

(۸۰/۱۸۳) **مسلسلات شاہ ولی الدہلوی** (۴۸)

شاہ ولی اللہ الدہلوی

اس جلد میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے یہ رسالے آگئے ہیں (۱) الفضل المبین من المسلسل من حدیث النبی الامین (۲) مسلسل بالاسودین (۳) الدر الثمین (۴) النوادر (۵) تراجم البخاری، شروع میں دو صفحات پر مولانا محمد علی اکرم آروی کی تمہید ہے جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ صحاح ستہ کے بعد پدر بزرگوار سے مسلسلات کے جستہ جستہ مقامات سنے تھے، خوش بختی سے مسلسلات کا یہ مجموعہ حضرت الاستاذ مولانا محمد سعید محدث عظیم آبادی کے کتب خانہ میں ملا جو شیخ محمد بلگرامی الہ آبادی تلمیذ شاہ ولی اللہ دہلوی کے قلم سے لکھا ہوا تھا" میں نے اس نسخہ کی

نقل حضرت الاستاذ کی شفقت سے حاصل کی۔

پھر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یہ رسائل ہیں، اخیر میں تراجم البخاری ہے، جو صرف تین صفحات کا ہے اور نایاب ہے، عرصہ ہوا خاندان ولی اللہی کے ایک فرد نے ان تمام کو چھپوا کر دہلی سے شائع کیا تھا اب علماء سہارنپور نے اسے چھپوایا ہے، زیر نظر نسخہ محمد یوسف بن عبد الصمد بن غلام مرتضیٰ بوڈھانوی کے قلم کا لکھا ہوا ہے، اور سنہ ۱۲۹۸ھ میں لکھا گیا ہے، کیڑوں نے تمام سوراخ کر ڈالے ہے مگر پڑھنے میں اب بھی کہیں سے کوئی نقصان نہیں ہے، ہر صفحہ پر ۱۳ سطریں ہیں، خط معمولی ہے مگر پڑھا جاتا ہے، مصنف کے حالات کے لئے پڑھئے، ابجد العلوم ص ۹۱۲، حیات ولی، الفرقان شاہ ولی اللہ نمبر۔

(۱۸۴/۸۱) مسلم شریف نصف اوّل (۳)

مسلم شریف جزء اول کا یہ قلمی نسخہ جو دو جلدوں میں مجلد ہے، یہ سراپا خیر و برکت اور ہر اعتبار سے متبرک ہے مسجد حرام میں یہ لکھا گیا ہے، کاتب کا نام احمد بن محمد بن صلاح الحداد الحضرمی المکی ہے خط پرانے طرز کا ہے، جمادی الاول سنہ ۱۱۴۲ھ سن کتابت ہے، کل اوراق ۴۰۶ ہیں، جگہ جگہ حاشیہ پر بعض ضروری چیزیں درج ہیں، شروع کتاب میں کاتب نے اپنا سلسلہ اسناد درج کیا ہے، کتب سبعہ کی اجازت انہوں نے سنہ ۱۱۱۱ اور سنہ ۱۱۳۳ھ میں حاصل کی ہے، حدثنا اور اس طرح دوسرے الفاظ ہر جگہ سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں، ہر صفحہ پر ۲۵ سطریں ہیں، کاغذ دبیز موٹا لگا ہوا ہے، کرم خوردگی سے قطعاً پاک ہے۔

اخیر میں مسلم شریف کی حیثیت اور امام مسلم کے مناقب درج ہیں، یہ ۱۴ صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں، اس کا سن کتابت سنہ ۱۱۴۳ھ ہے، اور اس کے کاتب بھی وہی ہیں، گویا مسلم شریف جزء اول یہ قلمی نسخہ آج سے دو سوا کتیس سال پہلے کا لکھا ہوا ہے، روشنائی اور کاغذ میں کوئی بوسیدگی محسوس نہیں ہوتی، یہ قابل قدر نسخہ ہمارے یہاں حکیم ضیاء الدین دہلویؒ نے۔۔۔۔ ۲۵ رجب سنہ ۱۳۶۸ھ کو کتب خانہ دارالعلوم دیوبند میں داخل کیا۔

(۶) مسلم شریف (۱۸۵/۸۳)

مسلم شریف کا یہ قلمی نسخہ ۲۰×۳۰/۱۴ سائز پر ہے، کتاب الاشربہ سے شروع ہوتا ہے، اور باب جواز ارداف المرأۃ الاجنبیۃ پر ختم ہوتا ہے، صحیح مسلم کو تیس اجزاء پر جن لوگوں نے تقسیم کیا ہے اس تقسیم کے اعتبار سے یہ جزء ۲۱ اور ۲۲ ہے، کل صفحات اس حصہ کے ۲۵۸ ہیں۔

کتابت عمدہ اور پاکیزہ ہے، جدولیں سرخ و سیاہ لکیروں سے بنائی گئی ہیں، حاشیہ بہت کشادہ ہے اور اس کے کنارہ پر مزید سیاہ لکیر سے جدولیں بنی ہوئی ہیں اس کی وجہ سے حسن دوبالا ہو گیا ہے، نووی سے جگہ جگہ حاشیہ پر بعض باتیں درج ہیں، حدثنا اور اس کے جیسے الفاظ سرخ روشنائی سے لکھنے کا پوری جلد میں اہتمام ہے، شروع میں ایک مہر لگی ہوئی ہے غالباً محمد رفیع الدین اور اس کے ساتھ کچھ لفظ ہے جو صاف پڑھا نہیں جاتا ہے۔

سن کتابت اور کاتب کا نام درج نہیں، کاغذ دیسی ساخت کا ہے اور کئی سو سال پہلے کا نسخہ ہے ہر صفحہ پر (۱۷) سطریں ہیں، ہر پارہ کی پیشانی سنہرے اور رنگین بیل بوٹوں سے مزین ہے، دوسری جلد سے معلوم ہوتا ہے کہ سن کتابت [illegible]ھ ہے۔

(۷) مسلم شریف (۱۸۶/۸۳)

یہ جلد بھی ۲۰×۳۰/۱۴ سائز پر ہے اور پہلی مسلم شریف کا ہی ایک حصہ ہے، دونوں نسخے ایک کاتب کے لکھے ہوئے ہیں، اور اہتمام بھی سارا وہی ہے جو اس سے پہلی جلد کے متعلق عرض کیا گیا۔ یہ جلد باب ذکر الآخرۃ والقیامۃ سے شروع ہوتی ہے اور باب فقولہ تعالی ھذان خصمان پر ختم ہوتی ہے، اخیر سے کچھ اوراق غائب ہیں ورنہ اسی جلد پر کتاب ختم ہوتی ہے، اگر اخیر کے اوراق ہوتے تو ان سے سن کتابت اور کاتب کا نام معلوم ہو جاتا، ایک درمیانی ورق سے معلوم ہوا کہ ۱۱۱۹ھ یا ایک سال ادھر ادھر کی لکھی ہوئی ہے۔

(۸۴/۱۸۶)

مسلم شریف

(از ابو الحسین مسلم بن الحجاج القشیری النیسابوری (م ۲۶۱ھ)

یہ مسلم شریف چھوٹی تقطیع پر ہے اور یہ اس کا ساتواں و آٹھواں جز ہے، سابق مسلم شریف کا ہی یہ حصہ ہے، یہ حصہ باب من نام عن صلوة او نسیہا فلیصلہا اذا ذکرہا سے شروع ہوتا ہے اور "باب الایجاز فی الخطبة" پر ختم ہوتا ہے، اس کی جدولیں بھی سابق جلدوں کی طرح سرخ و سیاہ لکیروں سے بنی ہوئی ہیں، حاشیہ بھی کشادہ ہے حدثنی وغیرہ ابتدائی الفاظ سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں، حاشیہ جگہ جگہ نووی سے لیکر چڑھایا گیا ہے، شروع میں کسی صاحب کے نام کی مہر لگی ہے، مگر وہ صاف پڑھی نہیں جاتی، اس کے بعض حصے کرم خوردہ ہیں، کاتب وہی ہیں جو سابق کے ہیں، خط اسی طرح عمدہ اور پاکیزہ ہے، اور پیشانی ہر پارہ کی سنہری، اس جلد کے اخیر میں درج ہے " تمت التحشیة و تصحیح المتن ... بعون اللہ وحسن توفیقہ فی سنة ۱۱۱۸ھ محروسة ؛ حماباد صانہا اللہ عن المکارہ والفساد "، اس سے معلوم ہوا کہ ۱۱۱۸ھ یا اس سے پہلے کی کتابت شدہ ہے، پہلی جلدیں بھی اس سنہ میں یا کچھ آگے پیچھے لکھی گئی ہیں، ہر صفحہ پر ۹ سطریں ہیں، جامع کے حالات کے لئے دیکھئے وفیات الاعیان لابن خلکان ص۹۱ ج ۲۔

(۸۵/۱۸۸) (۹۷)

مسند الحمیدی

ابو بکر عبد اللہ بن الزبیر الحمیدی (م ۲۱۹ھ)

مسند حمیدی کا یہ قلمی نسخہ بڑے سائز پر ہے، اس کے (۱۲۷) صفحات ہیں، ہر صفحہ پر (۲۵) سطریں ہیں، ہر دو ورق کے درمیان ایک سادہ ورق لگا ہوا ہے، شروع میں فہرست بھی لگی ہوئی ہے، اس پر ایک صاحب ابو الطیب نامی کے دستخط ہیں اور دوسری جگہ امجد علی کے، محدث العصر حضرت الاستاذ مولانا حبیب الرحمن الاعظمی مدظلہ کی توجہ و محنت سے اب مسند حمیدی دو

جلدوں میں آپ کی تعلیق کے ساتھ مجلس علمی کی طرف سے شائع ہو چکی ہے، حضرت الاستاذ دامت برکاتہم نے دوسرے نسخوں کے ساتھ اس نسخہ کو بھی سامنے رکھا ہے بلکہ مطبوعہ میں اسے اصل سے تعبیر کیا ہے، اس کے حاشیہ پر کہیں کہیں بعض یادداشتیں حضرت الاستاذ مدظلہ کے قلم سے لکھی ہوئی ہیں، عموماً تصحیح کے سلسلہ کے الفاظ ہیں، زیر نظر نسخہ ۱۳۲۴ھ کا لکھا ہوا ہے، کاتب کا نام درج نہیں ہے، مصنف اونچے پایہ کے محدث ہیں، آپ کے حالات دیکھنے ہوں تو طبقات الشافعیہ جلد اول صفحہ ۲۶۳ ملاحظہ فرمائیں۔

(۱۸۹/۸۶) مسند امام ابی حنیفہ (۲۵)

محمد بن محمود الخوارزمی نے مسانید ابی حنیفہ کا ایک حصہ مرتب کیا تھا جو پہلے مختلف مطابع سے پھر دائرۃ المعارف حیدرآباد سے دو حصوں میں چھپ کر شائع ہو چکا ہے، یہ اس مسند کا قلمی نسخہ ہے اور کئی سو سال پہلے کا لکھا ہوا ہے، اس کے کل اوراق ۱۶۵ ہیں، اور ہر صفحہ پر (۱۹) سطریں ہیں، کتابت خوشخط اور عمدہ ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام اور تابعین کے ناموں پر ایک خاص انداز سے سرخ لکیریں ڈالی گئی ہیں جن کی وجہ سے نام اجاگر ہو گئے اور حسن کتابت نکھر گیا، الباب، المسند، عن، اور ابو حنیفہ جہاں جہاں آیا ہے ان کو سرخ روشنائی سے لکھنے کا اہتمام کیا گیا ہے، پوری کتاب چالیس ابواب پر مشتمل ہے، کاتب نے بڑے شوق اور جذبہ سے اس کی کتابت کی ہے، کاتب کا نام میر مرتضیٰ بن میر محمد رضا ہے اور سنہ کتابت ۱۱۴۲ھ ہے، دو سو اکتالیس سال گذر جانے کے بعد بھی روشنائی کی آب و تاب میں کوئی فرق محسوس نہیں ہوتا، کوئی حاجی عبداللہ تھے ان کے حکم سے یہ نقل کیا گیا تھا، شروع میں اس پر تین نام کی تین مہریں لگی ہوئی ہیں۔

(۱۹۰/۸۷) مشارق الانوار (۴۳)

علامہ حسن صغانی المتوفی ۶۵۰ھ

علامہ صغانی کی مشہور کتاب مشارق الانوار لوگوں میں پہلے کافی مروج تھی۔ اس کا ترجمہ بھی ہوگیا تھا اور عام طور پر ملتا تھا، مگر اب اس کتاب کا پہلا سا چرچا باقی نہیں رہا۔ زیر نظر نسخہ اس کا قلمی ہے۔ مصنف دوسری بہت سی کتابوں کے بھی مصنف ہیں۔

یہ نسخہ بہت قدیم معلوم ہوتا ہے، خط یونہی کچا ہوا ہے، کوئی حسن کہیں سے نہیں جھلکتا ہر صفحہ پر (۱۳) سطریں ہیں، بین السطور میں اکثر و بیشتر کچھ نہ کچھ لکھا ہوا ہے، حاشیہ بھی خالی نہیں، کاغذ دیسی موٹا لگا ہوا ہے، مرمت نے اس کو نئی زندگی بخشدی ہے، اس پر نہ سن کتابت درج ہے اور نہ کاتب کا نام۔

پہلے صفحہ پر چار مہریں لگی ہیں اور چاروں چار نام کی ہیں، ان میں سے ایک پر روشنائی بھی ہوئی ہے۔ بقیہ تین کے کچھ حروف نظر آتے ہیں، ہمارے یہاں یہ نسخہ مولانا وکیل احمد سکندر پوری کے یہاں سے آیا ہے، ان کے کل اوراق (۱۷۳) ہیں۔ مصنف کے حالات کے لئے پڑھئے نزہۃ الخواطر ص۱۳۵ ج۱ اور رجال السند والہند ص۹۵۔

(۱۹۱/۸۸) مشکوٰۃ شریف نصف آخر (۳۲)

(از شیخ ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب التبریزی)

مشکوٰۃ شریف کا یہ قلمی نسخہ کتاب البیوع سے شروع ہوتا ہے اور باب الحب فی اللہ پر ختم ہوتا ہے، کتابت روشن اور عمدہ ہے، متن ہر جگہ سرخ روشنائی سے لکھا گیا ہے، اسی طرح تمام ابواب و فصول بھی سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں، حاشیہ کشادہ چھوڑا گیا ہے، چونکہ اخیر سے ناقص ہے اس لئے کاتب کا نام اور سنہ کتابت نہیں مل سکا۔ ایک جگہ شروع میں میران سید احمد شاہ نبیرۃ القادری لکھا ہوا ہے مگر معلوم نہیں یہ کون بزرگ ہیں۔

(۱۹۲/۸۹) مشکوٰۃ شریف (۳۱)

مشکوٰۃ شریف کا یہ قلمی نسخہ بہت قدیم ہے اور از بسم اللہ تا تمت مکمل نسخہ ہے،

شروع میں فہرست مضامین بھی ہے، خط پاکیزہ اور جاذب نظر، روشنائی روشن اور حاشیہ کشادہ ہے اور جگہ جگہ قیمتی باتوں سے حاشیہ مزین بھی ہے۔ مشکوٰۃ کی ترتیب شوال ۷۳۷ھ میں مصنف نے ختم کی ہے اور یہ قلمی نسخہ ۹۸۱ھ کا ہے، گویا دو سو چوالیس سال بعد کا لکھا ہوا ہے، اس وقت اسکی عمر چار سو سال سے زیادہ کی ہے۔ تمام ابواب، فصول اور "عن" سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں کل اوراق (۲۱۱) ہیں، کاتب کا نام محمد سعید بن یا بندہ محمد بن مولانا ..... (آگے پڑھا نہیں جاتا) کابل میں اس کی کتابت ہوئی ہے، ۹۸۱ھ کا لکھا ہوا ہے، اخیر میں ان باتوں کی صراحت موجود ہے، ہر صفحہ پر (۲۱) سطریں ہیں، اس قدر زمانہ گذرنے کے بعد بھی خط میں بے پناہ کشش اور جاذبیت ہے، اپنی قدامت اور اچھی حالت میں ہونے کے اعتبار سے یہ نسخہ کافی اہمیت رکھتا ہے اور قابل زیارت ہے۔

مشکوٰۃ شریف

(۲۹) ، (۹۰/۱۹۳)

یہ مشکوٰۃ شریف از ابتدا تا باب المحرمات ہے، بڑے سائز پر ہے، کاغذ دیسی ساخت کا لگا ہوا ہے، جس قدر کتاب کا عرض ہے تقریباً اتنا ہی اس کے چاروں کنارے کشادہ حاشیہ کے لئے چھوڑے گئے ہیں، حاشیہ ایک سرخ لکیر کی جدولوں کے ذریعہ دو حصوں میں منقسم ہو کر عرض دو سرخ لکیر کی جدولوں سے گھرا ہوا ہے، خط پاکیزہ اور عمدہ ہے، ہر صفحہ پر ۱۳ سطریں ہیں بین السطور کھلا ہوا ہے، حاشیہ طیبی اور دوسری کتابوں کے تشریحی اقتباسات سے مزین ہے، تمام ابواب، فصول اور لفظ "عن" یہ تین چیزیں ہر جگہ سرخ روشنائی سے لکھی گئی ہیں، کرم خوردہ ہے مگر حروف محفوظ ہیں، کسی باذوق کے مطالعہ میں رہ چکا ہے، شروع کتاب میں مضامین کی فہرست بھی درج ہے، پہلے صفحہ پر "میر نعمت" کا نام بحیثیت مالک درج ہے، حاشیہ پر عموماً تشریحی نوٹ کے نیچے "مظہر" لکھا ہوا ملتا ہے، کاغذ سے اندازہ ہوتا ہے کہ کم از کم ڈھائی تین سو سال پہلے کا نقل کردہ ہے، روشنائی کی چمک دمک علی حالہ ہے چونکہ اخیر سے کسی حد پر ختم نہیں ہے اس لئے تاریخ

کتابت اور کاتب کا نام درج نہیں ہے. اوراق کے ہندسے بھی درج نہیں ہیں.

(۱۹۴/۹۱) مشکوٰۃ شریف نصف آخر (۷۸)

یہ حصہ مشکوٰۃ شریف قلمی نمبر ۳ کا آخری حصہ ہے، "باب زیارۃ القبور" کی دوسری حدیث سے شروع ہو کر "باب السلم والرہن" کی دوسری فصل کی پہلی حدیث کے ابتدائی الفاظ پر ختم ہوتا ہے یہ جلد ورق ۲۴۱ سے شروع ہوتی ہے اور ورق ۴۴۲ پر ختم ہوتی ہے. یہ حصہ بھی حواشی سے مزین ہے.

(۱۹۵/۹۲) مشکوٰۃ شریف (۱۰۷)

یہ قلمی نسخہ ابتدار سے شروع ہو کر "باب التحریض علی قیام اللیل" پر ختم ہوتا ہے، اس باب کی پہلی حدیث بھی پوری نہیں ہے. کل اوراق (۶۹) ہیں، ہر صفحہ پر ۲۰ سطریں ہیں، خط صاف ستھرا ہے، کاغذ دیسی ساخت کا ہے اور کرم خوردہ ہے، مرمت کے بعد قابل استفادہ ہے اس پر اشعۃ اللمعات سے بہت سے حواشی چڑھے ہوئے ہیں اور بین السطور بھی اشعۃ اللمعات سے کچھ کچھ معانی لیکر درج کئے گئے ہیں، ہر حاشیہ کے ختم پر کہیں "عبق" اور کہیں صرف "ع" لکھا ہوا ہے اس سے مشہور شارح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق محدث دہلوی مراد ہیں، یہ حاشیہ اور بین السطور کی عبارتیں اشعۃ اللمعات سے حرف بحرف ملتی ہیں، "عبدالحق" حاشیہ پر اس طرح لکھا ہوا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خود شیخ عبدالحق کا لکھا ہوا ہے، لیکن غالباً ایسا نہیں ہے، اس مشکوٰۃ کے اخیر میں ایک قلمی کتاب اور لگی ہوئی ہے.

(۱۹۶/۹۳) مشکوٰۃ شریف (۳۰)

مشکوٰۃ کا یہ قلمی نسخہ "باب زیارۃ القبور" پر ختم ہوتا ہے، مگر اس باب کی صرف ایک حدیث ہے، اخیر سے اوراق غائب ہیں، صفحات اس کے گڑبڑ ہیں، اخیر میں (۲۵۰) نمبر پڑے ہیں یعنی

کل اوراق (۲۵۰) ہیں، درمیان میں کچھ اوراق کم رہ گئے ہیں، شروع میں لکھ رکھا ہے کہ کل اوراق (۴۷۳) ہیں، معلوم ہوا کہ پوری کتاب تھی بعد میں اخیر حصہ علیحدہ ہو کر غائب ہو گیا، خط دو کاتب کے قلم کا ہے، حواشی بھی کافی ہیں، شروع میں فہرست مضامین بھی ہے، فہرست مضامین کا سن کتابت ۱۱۹۲ھ ہے، ایک جگہ کسی نے لکھ رکھا ہے کہ "دسویں ربیع الاول ۱۳۲۲ھ بوقت ضحوہ مشکوٰۃ شروع ہوئی، اس سے معلوم ہوا کہ مشکوٰۃ فہرست مضامین سے پہلے کی لکھی ہوئی ہے فہرست بعد میں لکھوا کر لگائی گئی ہے، اور خط سے بھی نمایاں ہے کہ یہ بعد میں لگی ہے، دو تین جگہ حاشیہ میں "من عبد العزیز" لکھا ہوا ہے، جس صفحہ پر ختم ہوتی ہے اس پر مندرجہ ذیل عبارت درج ہے" ایں مشکوٰۃ شریف از کتب خانہ شاہ عبد العزیز بندہ نور الحق خرید کردہ بقیمت بست روپیہ برائے شوق خود، ..... شخصے بود نامش نور الاسلام طالب العلم از جناب شاہ عبد العزیز محدث دہلوی خوانده، و با.... حاشیہ نوشت"۔

اس سے معلوم ہوا کہ اس کتاب کا حاشیہ حضرت شاہ عبد العزیز دہلویؒ کے ایک شاگرد نے ان کے درس میں لکھا ہے، مہر کا نصب ہے مگر پڑھا نہیں جاتا، ہر صفحہ پر (۱۳) سطریں ہیں، تاریخی حیثیت سے یہ نسخہ قابل قدر اور لائق حفاظت ہے۔

مشکوٰۃ شریف

(۲۸) (۱۹۷/۹۴)

مشکوٰۃ شریف کا یہ قلمی نسخہ بہت قدیم معلوم ہوتا ہے، یہ نسخہ کامل ہے، شروع میں فہرست مضامین بھی لگی ہوئی ہے، فہرست مضامین کے اخیر میں ان کتابوں کی علامات درج ہیں جن سے حاشیہ میں مدد لی گئی ہے، اس کے کل اوراق (۴۸۸) ہیں اور ہر صفحہ میں (۲۱) سطریں ہیں کتابت عمدہ جاذب نظر ہے، حواشی مختلف کتابوں سے مع حوالہ لکھے گئے ہیں، کتاب کا حاشیہ بہت کشادہ رکھا گیا ہے، شروع کتاب میں "کتب خانہ رجب علی" کی مہر لگی ہوئی ہے، کاتب کا نام عبد الرحیم ہے جو صوبہ پنجاب کے رہنے والے ہیں، سن کتابت محرم الحرام ۱۱۴۵ھ ہے، یہ ۱۱۴۵ھ

گیارہ سو پنیتالیس ہے یا دس سو کچھ فیصلہ نہیں کیا جا سکتا، کاغذ سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت قدیم نسخہ ہے، اخیر کتاب کے تین صفحات اصول حدیث کے ضروری مصطلحات پر مشتمل ہیں، کہیں کہیں سے کرم خوردہ ہے مگر پڑھنے میں اس کی وجہ سے کوئی خلل نہیں پیدا ہوتا ہے۔

مشکوٰۃ شریف نصف اول

(۱۹۱/۹۵) (۲۷)

یہ نسخہ از ابتدا تا کتاب البیوع ہے، کتاب البیوع کی صرف ایک حدیث آئی ہے، کل اوراق (۱۹۶) ہیں اور ہر صفحہ میں (۱۷) سطریں ہیں، شروع میں فہرست مضامین بھی ہے، خط کچھ اچھا نہیں ہے، خط مایقرأ ہے یعنی پڑھا جا سکتا ہے، حاشیہ پر جگہ جگہ اردو میں بھی کچھ لکھا ہوا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اردو کے چلن کے بعد کا نسخہ ہے۔ کاغذ بوسیدہ پرانا ہے، سن کتابت اور کاتب کا نام نہیں ملا، کرم خوردہ ہونے کے باوجود قابل استفادہ ہے۔

مصابیح الزجاجہ حاشیہ ابن ماجہ

(۱۹۹/۹۶) (۲۹)

وزہر الربیٰ علی المجتبیٰ (از علامہ سیوطی المتوفی ۹۱۱ھ)

یہ حافظ جلال الدین السیوطی کا مشہور حاشیہ ابن ماجہ ہے جس کا نام "مصباح الزجاجہ علی سنن ابن ماجہ" ہے، ابتدا میں ابن ماجہؒ کے مختصر حالات بھی ہیں، پھر اہم احادیث کی تشریح ہے، صحاح ستہ کا جس نے حاشیہ لکھا ہو اور وہ خود ایک جید مفسر اور محدث بھی ہو، یقیناً اس کی تصنیف اس کے مناسب حال ہی ہو گی۔

کتابت معمولی ہے، صفحات   ہیں، ہر صفحہ پر (۲۳) سطریں ہیں، سن کتابت ۹ جمادی الاول ۱۲۷۹ھ ہے، نسخہ اچھی حالت میں ہے، ہر طرح قابل استفادہ ہے۔ الفاظ حدیث کو اوپر سرخ لکیر ڈال کر نمایاں کیا گیا ہے۔

اس کے اخیر میں زہر الربیٰ علی المجتبیٰ نسائی شریف کا حاشیہ ہے، اس کے مصنف

بھی علامہ سیوطی ہی ہیں، کاتب دونوں کا ایک ہی شخص ہے، سن کتابت بھی ایک ہی ہے، تاریخ کا فرق ہے، یہ دس ربیع الاول ۱۲۷۹ھ کا لکھا ہوا ہے۔

(۲۰/۹۷) مصابیح الزجاجہ علی سنن ابن ماجہ (۷۱)

حافظ السیوطی المتوفی ۹۱۱ھ

مصباح الزجاجہ کا یہ قلمی نسخہ پہلے نسخہ سے زیادہ پرانا ہے اور کسی عربی عالم کے قلم کا لکھا ہوا ہے چھوٹے سائز پر ہے، نواسی اوراق پر پھیلا ہوا ہے، تاریخ کتابت کا پتہ نہیں چل سکا مگر محمد المکی بن الطیب المغربی نے اپنی ملکیت میں آنا جہاں تحریر فرمایا ہے وہاں ۱۱۷۰ھ کی صراحت ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ نسخہ اس سے پہلے کا لکھا ہوا ہے، محمد المکی کے بعد یہ مصطفیٰ اسعد کوئی بزرگ ہیں ان کی ملکیت میں آیا، پھر اس کے بعد ۸ ذی القعدہ ۱۲۲۷ھ کو یہ حاشیہ عبد الرحمٰن بن الحسین الانصاری المدنی نے مدینہ منورہ میں ایک جگہ سے پایا، پھر ہندوستان کے مشہور عالم مفتی سعد اللہ صاحبؒ نے مدینہ منورہ میں ۱۲۷۰ھ میں اسے خریدا اور مفتی صاحبؒ کے یہاں سے یہ نسخہ دار العلوم دیوبند کے کتب خانہ میں داخل ہوا، گویا چار عربی وعجمی عالموں کے قبضہ میں رہ چکا ہے اور اس پر سب کے دستخط ثبت ہیں، اس لحاظ سے یہ نسخہ بہت قیمتی اور قابل قدر ہے، کتابت صاف ستھری ہے، ہر صفحہ پر (۲۳) سطریں ہیں، اخیر میں تصحیح ومقابلہ کرنے والے کے دستخط ثبت ہیں

(۲۰۱/۹۸) مصباح الظلام فی المستغیثین (۵۰)

بخیر الانام فی الیقظۃ والمنام

(محمد بن موسیٰ ابن نعمان المراکشی المزنی المتوفی ۶۸۳ھ)

آپ مالکی علماء میں ہیں۔ آپ نے یہ کتاب اس موضوع پر لکھی ہے کہ مصائب میں جو آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ خدا سے فریاد کرتا ہے، اللہ تعالی اس کی فریاد رسی فرماتا ہے انہوں نے مقدمہ میں لکھا ہے کہ اللہ تعالی سے استغاثہ کے عنوان سے بہت ساری کتابیں لکھی گئی ہیں، چنانچہ ان کتابوں میں سے بعض کتابوں اور مصنفین کا نام بھی لیا ہے، پھر لکھا ہے کہ میرا ارادہ ہوا کہ خدا کے برگزیدہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو استغاثہ کرتا ہے اور آپ کے ذریعہ جو خدا سے فریاد کرتا ہے وہ بھی کامیابی سے ہمکنار ہوتا ہے۔ اور پھر سب سے پہلے اپنا ذاتی واقعہ حج کے موقعہ کا بیان کیا ہے کہ جب ہلاکت کے قریب پہنچ گیا تھا تو میں نے یا محمد مستغیثاً الخ کہہ کر فریاد کی چنانچہ آواز آئی رہنمائی حاصل کر، دیکھا تو ایک شخص کھڑا ہے چنانچہ اس نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور اس طرح میں بچ گیا۔

یہ کتاب ۱۳۰۳ھ کی کتابت شدہ ہے، خط پاکیزہ اور جاذب نظر ہے اور ہر صفحہ پر (۱۷) سطریں ہیں، کل اوراق (۷۲) ہیں، یہ یہاں سے شروع ہوتی ہے، الحمد للہ المجیب لمن دعاہ الموفق لمن قصدہ الخ۔

(۹۹/۲۰۲) مصابیح الہدایہ المسمّٰی بتذکرۃ الصیام (۴۶)

مولانا محمد اسحاق محدث دہلوی المتوفی ۱۲۶۲ھ

یہ قلمی رسالہ حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا تصنیف کردہ ہے، اس میں روزہ سے متعلق تمام روایتیں یکجا کر دی گئی ہیں، رمضان اور روزہ کے فضائل، روزہ کے افطار میں تعجیل اور سحری میں تاخیر، تنزیہ صوم، قیام شہر رمضان، اعتکاف، لیلۃ القدر اور اس طرح کی دوسری ضروری باتیں آگئی ہیں، بڑی تقطیع کے سولہ صفحات پر یہ رسالہ پھیلا ہوا ہے، ہر صفحہ میں بیس سطریں ہیں، مولانا ابراہیم کے ہاتھ کا نقل کردہ ہے۔ انہوں نے جگہ جگہ مجمع البحار اور دوسری کتابوں کے حوالہ سے حاشیہ بھی لکھا ہے، شوال ۱۲۹۵ھ کا لکھا ہوا ہے اپنے موضوع پر یہ رسالہ جامع ہے، خط معمولی ہے مگر صاف ستھرا ہے، شاہ صاحبؒ کے حالات کیلئے

پڑھیے حدائق الحنفیہ ص۲۲۴، تراجم علماء حدیث ہند جلد اول ص۱۱۵، ابجد العلوم ص۹۱۶، حیات ولی ص۳۳۹

(۳۰۳/۱۰) مصابیح السنّۃ (۳۸)

(ابو محمد حسین الفراء البغوی المتوفی ۵۱۶ھ)

مصابیح السنۃ حدیث کی مشہور کتاب ہے، جو اب بعض اضافہ کے ساتھ مشکوۃ المصابیح کے نام سے مدارس دینیہ میں رائج اور علماء میں متداول ہے، صاحب مصابیح نے لکھا ہے کہ طوالت کے خوف سے میں نے اسانید کا ذکر نہیں کیا ہے اور ائمہ حدیث پر اعتماد کیا ہے، میں نے ہر باب کی حدیث دو حصوں میں تقسیم کر دی ہے، صحیحین یعنی بخاری و مسلم کی حدیث صحاح کے عنوان کے تحت لی گئی ہیں، اور ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور دوسرے ائمہ کی حدیثیں حسان کے عنوان کے تحت آئی ہیں، اگر کسی حدیث میں کوئی ضعیف یا کوئی بات ہے تو اس کی طرف اشارہ کر دیا ہے یوں اکثر صحیح ہی حدیثیں لی گئی ہیں، مصابیح کی احادیث کی تعداد چار ہزار چار سو اسی بتائی گئی ہے ان میں ۲۴۳۴ صحیح حدیثیں ہیں اور ۲۵۰۰ حسان، اس کی ابتداء یہاں ہے :

"الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی و الصلوۃ التامۃ الدائمۃ علی رسولہ المجتبیٰ الخ"

یہ قلمی نسخہ پوری کتاب پر مشتمل ہے جس کے مجموعی اوراق (۲۳۴) ہیں، ہر صفحہ میں ۱۷ سطریں ہیں، کاتب کا نام عبدالکریم بن اسمعیل ساکن قصبہ لوہری ہے، سن کتابت ربیع الاول ۱۰۲۰ھ ہے، شروع صفحہ میں دو مہریں ہیں مگر یہ محو کر دی گئی ہیں، کتابت ایک خاص انداز کی ہے، خط بآسانی پڑھا جا سکتا ہے، تین سو پینسٹھ سال گذرنے کے بعد بھی کاغذ مضبوط ہے۔ مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے مفتاح السعادہ ص۲۴۵ ج۱، یا طبقات الشافعیہ ص۲۱۴ ج۴۔

(۳۰۴/۱۰۱) معالم السنن شرح ابی داؤد جلد اوّل (۹)

(ابو سلیمان الخطابی المتوفی ۳۸۸ھ)

معالم السنن کی یہ جلد از ابتدار تا باب فی الرکاز ہے، کتابت نفیس اور عمدہ ہے، تقطیع چھوٹی اور خط باریک ہے، تمام ابواب سرخ روشنائی سے جلی قلم میں لکھے گئے ہیں، اوراق کے نمبر نہیں ہیں، ہر صفحہ میں ۲۵ سطریں ہیں، کتاب اچھی حالت میں ہے، سنہ کتابت نہیں مل سکا کئی سو سال پہلے کی کتابت شدہ معلوم ہوتی ہے، کاغذ اس پر شاہد ہے، جگہ جگہ کرم خوردہ ہے مگر مطالعہ میں کوئی نقص واقع نہیں ہوتا ہے، شارح کے حالات کے لئے پڑھیئے طبقات الشافعیہ ج ۲ ص ۲۱۸ ۔ اب یہ کتاب چار جلدوں میں چھپ کر شائع ہو چکی ہے، اور ایک قیمتی اور نفیس کتاب سمجھی جاتی ہے۔

(۷۴) مفتاح النجا فی مناقب آل عبا (۲۰۵/۱۰۲)

مصنف کا نام نہیں معلوم ہو سکا، اس رسالہ میں مصنف نے اہل بیت کے فضائل و مناقب جمع کئے ہیں اور حوالہ میں کتب حدیث کا نام بھی لیا ہے، غلو میں وہ ساری حدیثیں بھی جمع کر دی ہیں جو صحت کے درجہ سے فروتر ہیں، گو ہر ایسی حدیث کے سلسلہ میں انہوں نے علمار اسمار الرجال کا قول بھی نقل کرنے کی سعی کی ہے۔

مصنف نے یہ رسالہ رمضان ۱۱۲۶ھ میں لکھا ہے، کل اوراق (۹۱) ہیں اور ہر صفحہ پر ۱۱ سطریں ہیں۔ خط معمولی ہے مگر صاف ستھرا ہے۔

سنہ ۱۲۰۲ھ میں یہ نسخہ غلام شرف کی ملکیت میں رہا ہے، اس نام کی آخری صفحہ پر مہر بھی لگی ہوئی ہے، یہ نسخہ سنہ ۱۲۲۴ھ میں ایک اور صاحب کے قبضہ میں آیا جن کا نام پہلے صفحہ پر تھا مگر وہ مٹا دیا گیا ہے، کتاب یہاں سے شروع ہوتی ہے

"الحمد للہ الذی خص اھل البیت بمزید الفضل والشرف الخ"

اس کے پہلے صفحہ پر مفتی سعد اللہؒ کی مہر لگی ہوئی ہے۔

. . .

(۱۰۳/۲۰۶) موطا امام مالکؒ (۱۶)

موطا امام مالک کا یہ نسخہ قدیم معلوم ہوتا ہے مگر سنہ کتابت نہیں ملی ... سکا اور نہ کاتب کا نام ملا کرم پوشیدہ ہونے کے باوجود لائق استفادہ ہے، خط اچھا ہے، تمام ابواب اور امام مالکؒ کا جہاں جہاں نام آیا ہے ہر جگہ اسے عربی خط میں لکھا ہے تاکہ نمایاں رہے، جگہ جگہ اعراب بھی لگا ہوا ہے، حواشی کافی ہیں اور سب حوالہ سے درج ہیں، کسی اہل علم نے یہ خدمت انجام دی ہے، بین السطور بیں اکثر و بیشتر الفاظ کے معانی لکھے ہوئے ہیں، حواشی کا خط پاکیزہ ہے، ضخامت کوئی دو سو صفحات ہوگی، ہر صفحہ پر (۱۹) سطریں ہیں، حواشی پر عام طور سے زرقانی، سیوطی مسوّی اور دوسری کتابوں کے نام آئے ہیں جن سے حواشی نقل کئے گئے ہیں، یہ واضح رہے کہ موطا کی بہت سے علماء نے شرحیں لکھی ہیں، موطا امام مالک حدیث کی مروجہ کتابوں میں پہلی کتاب ہے جسے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مرتب کر کے پیش کیا تھا، آنے والوں کیلئے ایک راہ قائم کردی تھی، حالات کے لئے دیکھئے تذکرۃ الحفاظ للذہبی ص۱۹۳ ج ۱۔

(۱۰۴/۲۰۷) موطا امام محمد مع المعتمد فی الاحادیث (۳۵)

موطا امام محمدؒ حدیث کی مشہور کتاب ہے اور مطبوعہ عام طور پر ملتی ہے، مولانا عبدالحیٔ فرنگی محلی کے حاشیہ و تعلیق کے ساتھ یہ شائع ہوئی ہے، زیر نظر نسخہ قلمی ہے، کاغذ دیسی ساخت کا ہے، سنہ کتابت درج نہیں ہے مگر کاغذ سے اندازہ ہوتا ہے کہ کم از کم ڈیڑھ دو سو سال پہلے کا ہے، کتابت صاف ستھری ہے، ہر صفحہ پر ۱۵ سطریں ہیں۔

اس کے اخیر میں مسند امام اعظمؒ کی منتخب حدیثوں کا مجموعہ "المعتمد" ہے، یہ جمال الدین محمود بن احمد القنوی الدمشقی المتوفی ۷۷۰ھ کی ہے جسے "مختصر المسند" بھی کہتے ہیں، مصنف نے لکھا ہے کہ اس میں مسند امام اعظمؒ سے وہ احادیث جمع کی گئی ہیں جو ابو محمد عبداللہ بن محمد یعقوب

ابن الحارث بن البخاری کی طرف منسوب ہیں اور یہ حدیثیں حذف کردی گئی ہیں۔ اسی طرح احادیث کی اسانید بھی، دونوں کتابیں ایک ہی قلم کی لکھی ہوئی ہیں، اور دونوں ہی نسخے اچھے حال میں ہیں۔

(۱۰۵/۲۰۸) مؤطا امام محمدؒ (۳۶)

اس مجلد میں پہلے ملا عصام الدین کا نحو میں ایک رسالہ ہے، پھر حدیث کی مشہور کتاب مؤطا امام محمدؒ ہے، یہ چھوٹی تقطیع پر ہے اور بہت نفیس اور عمدہ لکھی ہوئی ہے۔ ابواب وعنوانات دونوں کتابوں میں سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں، ہر صفحہ کے کنارہ پر سرخ و سیاہ لکیروں سے حسین جدولیں بنی ہوئی ہیں، کاغذ دیسی ساخت کا چکنا عمدہ لگا ہوا ہے یہ نسخہ ۱ شوال ۱۲۴۲ھ کا لکھا ہوا ہے اول وآخر میں دو مہریں لگی ہوئی ہیں، ایک محمد حیدر نامی کی اور دوسری حکیم وکیل احمد کے نام کی، کہیں کہیں کرم خوردہ ہے مگر پڑھنے میں کوئی خاص دشواری نہیں ہوتی ہے، ہر صفحہ پر (۱۷) سطریں ہیں، روشنائی کی چمک دمک میں کوئی فرق محسوس نہیں ہوتا۔

(۱۰۶/۲۰۹) المواہب اللطیفہ فی شرح مسند امام ابی حنیفہؒ نصف ثانی (۲۲)

(از شیخ عابد السندی المتوفی ۱۲۵۷ھ)

مسند امام اعظمؒ کی نایاب شرح "مواہب لطیفہ" کا جزء ثانی ہے، ہر باب کی حدیث اول ثانی ثالث لکھکر بیان کی گئی ہے، رواۃ پر بحث ہے اور اس کے ثقہ وغیر ثقہ ہونے کی نشاندہی بھی کی گئی ہے، پھر حدیث کے معانی اور اس کے مفہوم کا بڑی خوبی سے بیان ہے، اس دوسری جلد کے (۱۹۰) اوراق ہیں، یہ بڑے سائز پر ہے اور ہر صفحہ پر (۲۷) سطریں ہیں، خط ایسا ہے جو پڑھا جاسکتا ہے، یہ جلد "کتاب النکاح" سے شروع ہوتی ہے، اور کتاب القیامۃ پر جاکر ختم ہوتی ہے، ۱۲۵۱ھ میں لکھی گئی ہے، صفحات جلد باندھنے والے نے الٹ پلٹ کر دیئے ہیں کہیں کہیں کرم خوردہ ہے، مصنف کی دوسری کامیاب تصنیفیں بھی ہیں، آپکے حالات کیلئے دیکھئے حدائق الحنفیہ

ص ۷۳ ھ ۔

النہایۃ لابن اثیر الجزری ( )

لغت حدیث میں "النہایۃ" مشہور کتاب ہے، ابن اثیر الجزری م ۶۰۶ھ نے اس کتاب میں تمام الفاظ حدیث کے معانی بیان کئے ہیں، اور ہر لفظ کی تشریح کے بعد اس سے متعلق حدیث کا ٹکڑا نقل کرتے چلے گئے ہیں، اس کی ترتیب لغت کے ہی انداز پر ہے، اور ہر نئے باب کے شروع میں سرخ روشنائی سے اس باب کا نام لکھدیا گیا ہے، مثلاً باب السین مع الدال، پھر حاشیہ پران تمام الفاظ حدیث کو سرخ روشنائی سے درج کیا گیا ہے جو اس صفحہ میں آئے ہیں کتابت عمدہ نفیس ہے، مرمت کے بعد کتاب اچھی حالت میں آگئی ہے، اس میں کمی یہ ہے کہ اس کا ایک حصہ باب الالف سے باب الحار تک غائب ہے، اور اخیر کا ایک ورق شروع میں لگ گیا ہے، یہ پوری کتاب تین جلدوں میں مجلد ہے، اوراق وصفحات

ہر صفحہ میں (۱۹) سطریں ہیں۔

اس کی تاریخی حیثیت یہ ہے کہ اس پر امام المحدثین فی الہند حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے دستخط ثبت ہیں، آپ نے اپنے قلم سے یہ عبارت لکھ رکھی ہے، " ایں کتاب در مکہ بقیمت سہ صد روپیہ از عبداللہ الدمشقی خرید کردہ "۔ محمد ولی اللہ دہلوی

اسی صفحہ پر دوسری جگہ آپ کی یہ تحریر بھی ہے۔

"ھذا الكتاب المتبرك اشتريت من قيمة ...."

" ولی اللہ دہلوی غفرلہ"

تاریخ اور سنہ نہیں ہے کہ کب خریدی، اس جلد کا سن کتابت جمادی الثانی ۷۸۰ھ ہے، جلد اول باب الصاد مع الیار تک ہے، اس کا بقیہ حصہ دوسری جلد میں آگیا ہے، دوسری جلد باب القاف مع الیار تک پہنچی ہے، اور تیسری جلد باب الیار مع الہار پر ختم ہوتی ہے، اسی آخری ورق کی پشت پر حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر ہے جسے جلد بندنے

غلطی سے پہلی جلد کے شروع میں لگا دیا ہے۔
صاحب نہایہ کے حالات کے لئے پڑھئے طبقات الشافعیۃ الکبری ص ۳ ۱۵ ج ۵

(۸۱ / ۳۱۱) **ہدیۂ شاہجہانی** (۹۰)

(از مولانا محمد شمس الدین بن مولوی بشیر الدین القنوجی)

اس رسالہ میں ان احادیث کا تذکرہ ہے جن سے بدعتی استدلال کرتے ہیں، حالانکہ یہ ساری کی ساری ضعیف اور اصول حدیث کے اعتبار سے ناقابل التفات ہیں، مصنف لکھتے ہیں " فیقول العبد المسکین محمد شمس الدین القنوجی لما رأیت المبتدعین یحتجون بالاحادیث والآثار الکاسدۃ علی دعاویہم الفاسدۃ اردت ان اسرد تلک الاحادیث والآثار ثم اذکر ما فیہا من اقوال نقاد الاعصار" (ص ۲)۔

ان تمام احادیث کو حروف تہجی کے لحاظ سے علی الترتیب نقل کرکے ان کے متعلق نقاد فن کے اقوال نقل کئے گئے ہیں، الف سے لیکر یا تک کی ایک ایک دو دو حدیثیں جو قابل جرح ہیں نقل کی گئی ہیں، شروع کتاب میں ان احادیث کی فہرست ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ (۶۵) حدیثیں ہیں جن کے متعلق مصنف نے علماء جرح و تعدیل کے اقوال نقل کئے ہیں۔

رسالہ چھوٹی تقطیع کے (۶۵) صفحات پر ہے، ہر صفحہ پر (۹) سطریں ہیں، یہ رسالہ یہاں سے شروع ہوتا ہے۔ " الحمد للہ الذی جعل الانسان فارقا بین الخسیس و الشریف الخ"۔ سنہ کتابت اور کاتب کا نام درج نہیں ہے، ممکن ہے خود مصنف کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہو۔

(۲۰)		## آثار ساعت		(۱۰۹/۲۱۲)

زیر نظر رسالہ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین دہلوی (م ۱۲۳۳ھ) مترجم قرآن پاک کی تصنیف ہے، آپ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) کے فرزند ارجمند ہیں، اس رسالہ میں آپ نے علامات قیامت سے متعلق حدیثوں کو یکجا کر دیا ہے اور اس کا ترجمہ فارسی میں کر دیا ہے جو اس دور کی زبان تھی، اب اس کا اردو ترجمہ "علامات قیامت" کے نام سے عام طور پر چھپا ہوا پایا جاتا ہے۔

یہ رسالہ شعبان ۱۲۳۷ھ کا لکھا ہوا ہے، کاتب کا نام عبدالستار ابن خداداد خاں ہے، ضخامت (۴۷) اوراق، ایک صفحہ میں (۱۴) سطریں، کتابت معمولی، مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے حیات ولی ص ۳۴۳، حدائق الحنفیہ ص ۴۶۹، تراجم علماء حدیث ص ۶۵

(۴-۲-۱)		## اشعۃ اللمعات		(۱۱۰/۲۱۳)

جلد اول - وثانی - ورابع

شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) ہندوستان کے ان نامی گرامی علماء حدیث میں ہیں جن کا نام تاقیامت ہندوستان کی تاریخ حدیث میں آب زر سے لکھا جائیگا آپ نے اس کتاب کے دیباچہ میں تحریر فرمایا ہے کہ "حرمین شریفین سے جب حدیث کی سند لیکر واپس ہوا تو حدیث کی خدمت میں منہمک ہوگیا اور اسی وقت خیال آیا کہ اس مشکوٰۃ شریف کی شرح لکھوں گا جو ہمارے دیار میں عام طور پر رائج ہے، اس میں اساتذہ و اکابر سے منقول شرحیں اور خود جو بات سمجھ میں آئے گی سب ذمہ داری سے شرح کروں گا، کچھ بزرگوں نے بتایا کہ علمی مباحث کا فارسی میں آنا مناسب نہیں ہے، چنانچہ فارسی شرح کے ساتھ میں نے ایک عربی شرح بھی لکھنی شروع کی، اور دونوں شرحیں ساتھ

چلنے لگیں، مگر عربی شرح تو تیزی کے ساتھ چل کر پوری ہوگئی، اور فارسی شرح آدھے راستہ میں پہنچ کر رک گئی، عربی شرح پر نظر ثانی کر کے اس کا مبیضہ تیار کیا گیا، اس پورے عرصہ میں فارسی شرح کا کام رکا رہا، اور اس تبییض کے کام میں کافی وقت لگ گیا، پھر احباب کا حکم ہوا تو فارسی شرح کی تکمیل شروع کی، اور اس کی تکمیل کر کے اسے بھی صاف کرایا۔

جلد اول ضخیم ہونے کی وجہ سے دو جلدوں میں مجلد ہے، نفس کتاب سے پہلے اصطلاحات حدیث کے سلسلہ میں ایک پر مغز مقدمہ ہے اور ضمناً محدثین کے احوال، پھر اصل شرح ہے جلد اول کے مجموعی اوراق (۳۷۸) ہیں، اور یہ کتاب الصلوٰۃ کے اختتام پر تمام ہوئی ہے اس کے ہر صفحہ میں (۲۹ ـ ۲۹) سطریں ہیں، کتابت معمولی ہے مگر صاف ستھری ہے، سنہ کتابت درج نہیں ہے، ایک جلد نہیں ہے، پھر آگے پر چوتھی جلد ہے جو کتاب البیوع سے اخیر تک مکمل ہے اس کے اوراق (۷۰۴) ہیں، اس کے ہر صفحہ میں (۲۱) سطریں ہیں، جگہ جگہ کرم خوردہ ہے، کتابت معمولی ہے، سنہ کتابت اور کاتب کا نام درج نہیں، نسخہ بہت قدیم معلوم ہوتا ہے۔

مصنف کے حالات کے لئے پڑھئے حیات شیخ عبدالحق شائع کردہ ندوۃ المصنفین دہلی، خزینۃ الاصفیاء ص ۱۶۴، اخبار الاخیار از مصنف، نزہۃ الخواطر ص ۲۰۱ ج ۵۔

(۲۱۱/۲۱۴) اشعۃ اللمعات جلد رابع (ع، ف)

یہ جلد کتاب الجہاد فصل ثانی کی ۲۳ ویں حدیث سے شروع ہوتی ہے اور ختم کتاب پر جا کر ختم ہوتی ہے، یہ حصہ ضخیم ہونے کی وجہ سے دو جلدوں میں مجلد ہے، یہ پوری کتاب خط نسخ میں لکھی گئی ہے، الفاظ حدیث کو سرخ لکیر دیکر نمایاں کیا گیا ہے اور "عن" جہاں سے حدیث شروع ہوتی ہے ہر جگہ سرخ روشنائی سے لکھا گیا ہے، کتابت پاکیزہ اور عمدہ ہے۔ اوراق کے نمبر نہیں ڈالے گئے ہیں جس سے معلوم ہوتا کہ اوراق کی تعداد کیا ہے، کاغذ چکنا اور عمدہ استعمال کیا گیا ہے، ہر ایک صفحہ میں (۳۰) سطریں ہیں، خط باریک پاکیزہ ہے، اس کے اخیر میں مصنف کے قلم سے صراحت ہے،

"آغاز تسوید ایں شرح کہ مسمّٰی است باشعۃ اللمعات فی شرح المشکوٰۃ در اوسط ایام تشریق سنہ تسع عشرو الف بود و اتمام در شہر ربیع الآخر سنہ خمسۃ وعشرین انفاق افتاد، نہ کہ ایں مدت تمام مصروف ومشمول بتالیف ایں شرح بود، شرح دیگر کہ مسمی است بلمعات التنقیح فی شرح مشکوۃ المصابیح کہ مقارب ومقارن بایں شرح در تالیف نیز اتمام یافت و سبقت نمود بریں، وکتب رسائل دیگر نیز بوجود آمدہ وتخمینًا ثلث ایں زمان بکہ .... بایں بود باقی بیانی والرفیق من اللہ الوا فی، داگرچہ شرح عربی بجہت اشتمال بر مباحث علمیہ وتحقیقات وتدقیقات فکریہ امتیاز واختصاص دیگر دارد، ولیکن ایں شرح فارسی در تنقیح وتہذیب الفاظ وضبط وربط معانی راجح دقائق براں آمدہ، و در حجم وضخامت زاید براں افتاد، عربی مقدار ہشتاد ہزار و .... سی صد و سی ہزار بیت باشد و اتمام ہر دو از بلدۂ دہلی کہ وطن الیف ایں ضعیف است در خانقاہ قادریہ کہ خدمت نادریہ جاروب کشی وچراغ افروزی آں حوالہ ایں فقیر است و ابتدائے ہمہ در یک مکان متعدد بود کا نہا تمت فی مجلس واحد، مقصود بیان شکر نعمت حق است برایں ضعیف حقیر والحمد للہ علی التوفیق واستغفر اللہ علی التقصیر. وانتساخ ایں نسخہ در آخر سنہ الف و اربع واربعین واقع شدہ، ومقابلہ ایں کتاب بایں تطویل و اطناب نیز بر دست مؤلف در ہمیں سال اتمام یافت بقدر الوسع والامکان. واللہ الموفق و المستعان. ورجوع نسخ دیگر در تحقیق وتصحیح باید کہ سابق نسخہ باشد فعلیہ الاعتماد والتعویل، واللہ یحق الحق وہو یہدی السبیل، وحررت ہذہ الاسطر صبیحۃ یوم الخمیس غرۃ ربیع الاول سنہ الف وخمس واربعین من ہجرۃ سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ہداہ طریق وحجیٰ علوم الدین، وانا الفقیر عبد الحق بن سیف الدین الدہلوی وطنا والبخاری اصلا والترکی نسبا والحنفی مذہبًا والصوفی مشربا والقادری طریقۃ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین"

زیر نظر نسخہ ۱۰۴۶ھ کا مکتوبہ ہے اور یہ مصنف کے ذاتی اور تصحیح کردہ سے منقول ہے اور مصنف سے بالکل قریب العہد ہے۔

اشعۃ اللمعات جلد اول (۲۱۵/۱۱۲) ([illegible])

یہ اشعۃ اللمعات قلمی کا تیسرا نسخہ ہے، یہ ابتدا سے کتاب المناسک تک ہے، اوراق کے نمبر نہیں ہیں لیکن چار سو اوراق سے کم نہ ہوں گے، ضخیم ہونیکی وجہ سے مدرسہ نے اسے دو جلدوں میں مجلد کرایا ہے، اسکا لوح سنہرا اور جاذب نظر ہے ہر صفحہ پر نیلی اور سرخ لکیروں سے جدولیں بنی ہوئی ہیں اسکے ہر صفحہ میں (۱۹) سطریں ہیں، الفاظ حدیث کو سرخ لکیروں کے ذریعہ نمایاں کیا گیا ہے کتابت صاف ستھری ہے، کاتب کا نام اور سنہ کتابت درج نہیں ملا، اسکے شروع میں ایک مہر لگی ہوئی ہے جسمیں قادر یار خان آصف جاہ

۱۰۹۸ھ درج ہے، یہ نسخہ ۱۲۳۸ھ میں مرزا حسن بیگ کی معرفت محمد علی بن شیخ عبد القادر کی ملکیت میں داخل ہوا، اور ۱۳۰۸ھ میں مولانا وکیل احمد سکندر پوری کے یہاں آیا، یہ تفصیل نسخہ میں درج ہے، اس تفصیل سے یہ معلوم ہوا کہ یہ نسخہ ۱۰۹۸ھ کے پہلے کا مکتوب ہے۔

اشعۃ اللمعات جلد ثالث

(۱۱۶/۱۱۳) (۹ - ۱۰)

یہ جلد کتاب البیوع سے کتاب الرؤیا تک ہے، ضخیم ہونے کی وجہ سے اسے بھی دو حصوں میں کر کے جلد بندھوائی گئی ہے، اس کی پیشانی بھی سنہری رنگ کے بوٹوں سے مزین ہے، اس جلد کے کل اوراق (۳۱۰) ہیں، کتابت صاف ستھری ہے، قلم باریک ہے، ہر ایک صفحہ میں (۲۳) سطریں ہیں، الفاظ احادیث پر پورے نسخہ میں سرخ لکیریں پڑی ہوئی ہیں، لفظ عن کو پہلی جلد میں بھی اور اس جلد میں بھی سرخ روشنائی سے لکھا گیا ہے تاکہ ہر حدیث کی ابتدا آسانی سے معلوم ہو سکے۔ سنہ کتابت اس پر بھی درج نہیں ہے، مگر یہ جلد بھی ۱۰۹۸ھ سے پہلے کی لکھی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔

ایضاً

(۱۱۷/۱۱۴) (۱۱)

یہ جلد کتاب البیوع سے شروع ہو کر کتاب الرؤیا پر ختم ہوتی ہے، کتابت صاف ستھری ہے، اوراق کی تعداد (۳۴۹) ہے، ہر صفحہ میں (۲۴) سطریں ہیں، نسخہ صحیح سالم ہے سنہ کتابت اور کاتب کا نام درج نہیں ہے۔

شروع کتاب پر ایک مہر لگی ہوئی ہے جس میں "سید خوب اللہ حسینی ۱۱۸۲ھ" کندہ ہے، قلمی تحریر میں ۱۱۴۴ھ درج ہے، یہ غالباً ۱۱۴۴ھ ہے، اس تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ زیر نظر نسخہ ۱۱۴۴ھ یا اس سے پہلے کا لکھا ہوا ہے۔

ایضاً

(۲۱۸/۱۱۵) (۱۲ - ۱۳)

یہ جلد باب السلام سے شروع ہوئی ہے اور اخیر تک چلی گئی ہے، (۴۰۹) اوراق میں پھیلی ہوئی ہے، یہ (۲۳) سطری ہے ضخیم ہونیکی

وجہ سے دو جلدوں میں بندھوائی گئی ہے، کاتب کا نام امان اللہ ولد شجاع حسینی ہے، تاریخ کتابت سنہ ۲ جلوس معلی ہے۔

(۱۱۹۱/۲۱۹) چہل حدیث (۱۹)

اس مجموعہ میں چہل حدیث کے دو نسخے ہیں، ایک سید جلال الدین بخاری کی طرف منسوب ہے اور دوسرا امام سیوطیؒ کی طرف، ان دونوں مجموعوں میں اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل اور ان سے محبت و تعلق کی اہمیت سے متعلق احادیث جمع کی گئی ہیں چونکہ ان حدیثوں کا حوالہ درج نہیں ہے اس لئے اس کی صحت کے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا سائز چھوٹا ہے، ضخامت (۴۲) صفحات ہیں، سنہ کتابت درج نہیں ہے۔

(۱۱۷/۲۲۰) شرح حصن حصین فارسی (۱۵)

یہ شرح بالکل خستہ حالت میں ہے، نہ ابتدائی اوراق ہیں اور نہ اخیر کے اوراق ہی درست ہیں، نہ مصنف کا حال معلوم ہو سکا اور نہ اس کی صحیح حیثیت کا پتہ چلا، اس میں حصن حصین کا ترجمہ اور کہیں کہیں تشریح بھی ہے۔

یہ حافظ عبدالسلام بیجاپوری کی کتاب سے منقول ہے، اس کے کاتب شیخ محمد معروف ہیں، سنہ ۱۱۲۰ھ کی مکتوبہ ہے۔

(۱۱۸/۲۲۱) مصفی شرح موطا امام مالکؒ (۱۴)

(از شاہ ولی اللہ الدہلوی المتوفی سنہ ۱۱۷۶ھ)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اس کتاب کے مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ فقہاء کے اختلاف کی وجہ سے میں ایک عرصہ تک تشویش میں مبتلا رہا کیونکہ ان میں بڑا نمایاں اختلاف پایا جاتا ہے، کچھ لوگوں کی طرف اس سلسلہ میں رجوع بھی کیا مگر نتیجہ نہیں نکلا، بالآخر میں نے اپنے خدا کے سپرد کر دیا، چنانچہ دل میں یہ بات ڈالدی گئی کہ موطا امام مالک دیکھو، پھر اس سے شغف

اور تعلق بڑھتا گیا اور یقین ہو گیا کہ فقہ کی کوئی کتاب مؤطا سے زیادہ قوی نہیں ہے، مؤطا کو اس کے مصنف، التزام صحت، قبولیت عامہ، حسن ترتیب اور استیعاب مقاصد ہر جہت سے مکمل پایا گویا جس طرح قرآن پاک کا ترجمہ اور بقدر ضرورت تشریحی مختصر نوٹ لکھ کر آپ نے ہندوستانی باشندوں کے لئے قرآن کے سلسلہ میں سہولت بہم پہنچائی، اسی طرح مؤطا امام مالک کا فارسی ترجمہ اور مختصر تشریحی نوٹ لکھ کر حدیث اور فقہ میں سہولت پیدا کرنے سعی کی ، شاہ ولی اللہ صاحبؒ حدیث کے تمام مجموعوں پر مؤطا امام مالکؒ کو ترجیح دیتے ہیں، اس کے مطبوعہ نسخے عام طور پر ملتے ہیں۔

یہ قلمی نسخہ مکمل ہے، تعداد اوراق اس لئے معلوم نہیں ہو سکی کہ نمبرات نہیں ہیں، کتابت معمولی مگر صاف ستھری ہے، پڑھنے میں دقت نہیں ہوتی، سنہ کتابت درج نہیں ہے۔

مصنف کے حالات کے لئے پڑھئے ۔۔۔ حیات ولی از محمد رحیم بخش دہلوی، ابجد العلوم ص ۹۱۲، حدائق الحنفیہ ص ۴۴۷، تراجم علمار حدیث ص ۴۔

اسماء الرجال

(۲۲۲/۱۱۹) تبصیر المنتبہ بتحریر المشتبہ (۲۱۳ ـ ۲۱۷)

یہ حافظ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) کی تصنیف ہے، حافظ ذہبی (م ۷۴۸ھ) نے "مشتبہ النسبۃ" کے نام سے ایک کتاب ترتیب دی تھی، ابن حجرؒ نے اس میں تین پہلو سے کمی یا نقص محسوس کیا، لہذا انہوں نے اس میں حذف و اضافہ ضروری سمجھا اور محنت کر کے اسے اس نام سے مرتب کر دیا جو پہلے سے زیادہ مکمل صورت میں سامنے آئی، اس میں ان تمام اسماء اور نسبتوں کو متعین کیا گیا جو مشتبہ تھے، نام کا صحیح تلفظ، اعراب کی تفصیل دیکر بتایا ہے اور تحقیق کی ہے، اخیر میں ان کتابوں کی تفصیل بھی دی ہے جن سے مصنف نے اس کتاب کی ترتیب میں مدد لی ہے، اور شروع میں اپنی اس تصنیف کی ضرورت پر روشنی ڈالی ہے، حافظ ابن حجرؒ نے اس کی تصنیف سے جمادی الاولی ۸۱۶ھ میں فراغت پائی کتاب از اول تا آخر مکمل ہے، ایک حصہ کرم خوردہ ہے، تقطیع کلاں، کتابت عمدہ، ہر صفحہ میں (۲۵) سطریں، کوئی (۲۵۰) صفحات، ۱۰۹۶ھ کی کتابت شدہ ہے، مصنف کے حالات کے لئے پڑھئے حسن المحاضرہ للسیوطی ص ۱۶۳ ج ۱، الضوء اللامع ص ۳۶ ج ۲، مفتاح السعادۃ ص ۲۰۹ ج ۱۔

اس کا دوسرا قلمی نسخہ (۲۱۷) نمبر پر ہے اور یہ بہت قدیم ہے، سنہ کتابت ۹۵۲ھ ہے، کاتب کا نام عبدالرحمٰن بن محمود الغنی ہے، اس نسخہ پر محمد قاسم بن شاہ محمد الحنفی السمرقندی کی تحریر ہے، ضخامت (۱۵۴) اوراق، سائز متوسط، مگر ہر صفحہ میں (۳۳) سطریں ہیں، ان کتابوں میں اسماء کو سرخ روشنائی سے لکھنے کا اہتمام ہے۔

(۲۲۳/۱۲۰) تقریب التہذیب (۲۰۹)

یہ بھی حافظ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) کی تصنیف ہے، حافظ ابو محمد عبدالغنی بن عبد الواحد المقدسی (م ۶۰۰ھ) نے "الکمال فی اسماء الرجال" کے نام سے ایک ضخیم کتاب تصنیف کی تھی جس

حافظ جمال الدین یوسف بن الزکی المزکی (م ۷۴۲ھ) نے مہذب کر کے "تہذیب الکمال فی اسمار الرجال" کے نام سے موسوم کیا، یہ کتاب اجل المصنفات کی حیثیت رکھتی تھی، اور تیرہ جلدوں میں پھیلی ہوئی تھی، سب سے پہلے اس کی تلخیص حافظ شمس الدین ذہبی (م ۷۴۸ھ) نے کی اور پھر دوسرے لوگوں نے۔

حافظ ابن حجرؒ نے بھی اس کی تلخیص و تہذیب کی، پہلی تلخیص کا نام تہذیب التہذیب رکھا جو حیدر آباد سے بارہ جلدوں میں چھپ کر شائع ہو چکی ہے، چونکہ یہ بھی ضخیم تھی لہذا لوگوں کے کہنے سے مزید اختصار کیا تاکہ ہر شخص بآسانی اس کا مطالعہ کر سکے اور اس کا نام "تقریب التہذیب" تجویز کیا، زیر نظر نسخہ یہی ہے، اس میں ہر شخص کے حالات کو ایک دو سطر میں لکھنے کی سعی کی گئی ہے۔ اس سے مصنف نے ۸۲۷ھ میں فراغت پائی، ضخامت کوئی دو سوا دو ساق، ہر صفحہ میں (۲۱) سطر، تقطیع متوسط، کتابت عمدہ، اسمار و اعلام کو سرخ روشنائی سے لکھنے کا اہتمام، ۱۱۷۲ھ یا اس سے پہلے کا یہ نسخہ کتابت شدہ ہے، مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے "شذرات الذہب ج ۷ ص ۲۷۰"۔

(۲۱۱) تہذیب من الاسمار والکنیٰ (۱۲۱/۲۲۴)

یہ مرزا محمد رستم المخاطب بمعتمد خاں (م سہ) کی تصنیف ہے، انہوں نے مقدمہ میں لکھا ہے کہ میں نے یہ کتاب الانساب للسمعانی (م ۵۶۲ھ) کی مدد سے لکھی ہے، بلکہ ان کے الفاظ علی حالہ باقی رکھے گئے ہیں، کہیں سے کچھ حذف کر دیا ہے۔ اور کہیں کچھ اضافہ کر دیا ہے، جہاں جہاں اضافہ اپنی طرف سے کیا ہے وہاں "قلت" لکھ کر شروع کیا ہے پھر کنیت اور نسب کیساتھ نام کا بھی میں نے اضافہ کر دیا ہے تاکہ نام نکالنے میں سہولت رہے۔

اس کتاب کا صحیح نام کیا ہے کہیں درج نظر نہیں آیا، اخیر میں صراحت ہے کہ ۹ ربیع الاول ۱۱۴۶ھ کو میں نے اس خدمت سے فراغت پائی، اور یہ خدمت دہلی میں انجام پذیر ہوئی، کتاب اناول تا آخر مکمل ہے، اوراق کے نمبرات پڑے ہوئے نہیں ہیں، کوئی ڈھائی سو

اوراق ہوں گے، ہر صفحہ میں (۲۳) سطریں، کتابت صاف ستھری، ۱۲۷۹ھ کی یہ کتابت شدہ ہے کاتب کا نام امیر محمد ساکن مصطفیٰ آباد عرف رامپور ہے، اسماء اور "قلت" کو سرخ روشنائی سے لکھنے کا اہتمام ہے۔

(۲۰۴) تہذیب التہذیب اول و ثانی (۲۲۵/۱۲۳)

حافظ ابن حجر عسقلانی ۸۵۲ھ کی تصنیف ہے اور علماء حدیث میں عام طور پر متداول ہے، ریاست حیدر آباد کی علم دوستی سے اب یہ کتاب چھپ کر عام ہو چکی ہے، دار العلوم دیوبند نے یہ قلمی نسخہ ۱۳۲۲ھ میں نقل کرایا تھا، کاتب عزیز الرحمٰن بن نجف علی گنگوہی ہیں، یہ جلد حرف الحاء پر ختم ہوتی ہے، کتابت عمدہ ہے، تقطیع بڑی، ہر صفحہ میں (۲۶) سطریں۔

(۲۰۵) تہذیبُ التہذیب ثالث (۲۲۶/۱۲۳)

یہ جلد باب الخاء سے شروع ہو کر باب الظاء پر ختم ہوتی ہے، ضخامت (۲۰۱) اوراق، ہر صفحہ میں ۲۳ سطریں۔

(۲۰۶) ایضاً۔ جلد رابع (۲۲۷/۱۲۴)

یہ جلد باب العین پر مشتمل ہے، ضخامت (۳۱۴) اوراق، ہر صفحہ میں ۲۳ سطریں، ۱۳۲۱ھ کی کتابت شدہ ہے اور حکیم نابینا محمد عبد الوہاب انصاری غازی پوری (م ۱۳۲۸ھ) کے حکم سے اس کی کتابت عمل میں آئی۔

(۲۰۷) ایضاً جلد خامس (۲۲۸/۱۲۵)

یہ جلد باب الغین سے شروع ہو کر باب المیم پر ختم ہوتی ہے، کتابت نفیس، ضخامت

(۳۲۹) اوراق، ہر صفحہ میں (۲۳) سطریں، یہ جلد بھی حکیم نابینا صاحب مرحوم کے حکم سے نقل ہوئی ہے۔

(۱۲۶/۲۲۹) ایضاً جلد سادس (۲۰۸)

یہ تہذیب التہذیب کی آخری جلد ہے، باب النون سے شروع ہوتی ہے اور باب الیاء پر ختم ہوتی ہے، اس جلد کو ختم کرکے باب الکنیٰ کی کتابت ہوئی ہے، کسی کتاب کے تعارف میں عرض کرچکا ہوں کہ اس کی بنیاد "الکمال فی اسمار الرجال" پر ہے جس کی تہذیب حافظ جمال الدین یوسف بن الزکی المزی (م ۷۴۲ھ) نے کی اور نام "تہذیب الکمال فی اسمار الرجال" رکھا، اور اس سے حافظ ابن حجر (م ۸۵۲ھ) نے یہ کتاب ترتیب دی، حافظ جمال الدین یوسف نے ایک ماہ کم پورے آٹھ سال کی محنت کے بعد "تہذیب الکمال" سے ۱۰ ذی الحجہ ۷۱۲ھ میں فراغت حاصل کی تھی، اور ابن حجر اس کے اختصار سے ۹ جمادی الاخریٰ ۸۰۸ھ میں فارغ ہوئے۔

(۱۲۷/۲۳۰) کتاب الانساب للسمعانی جلد اول (۲۰۱)

ابوسعید عبدالکریم بن محمد المروزی السمعانی (م ۵۶۲ھ) کی مشہور تصنیف ہے، اب یہ چھپ کر شائع ہوچکی ہے، پہلے نایاب تھی، صرف قلمی نسخے پائے جاتے تھے، اس کتاب میں پہلے علم انساب اور اس کی تعلیم کی اہمیت و فضیلت، پھر نسب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش وغیرہ کا تذکرہ، پھر باعتبار حروف تہجی ان الفاظ کی تشریح جس کی نسبت کسی قبیلہ، شہر، لقب اور آبادی سے ہے۔ اور انہی الفاظ کے ضمن میں مناسبت الفاظ کے مطابق علمار کے احوال ہیں جن میں مولد، وفات اور شیوخ کا خصوصی طور پر ذکر ہے۔ پہلی جلد حرف الالف سے شروع ہوکر حرف الخار پر ختم ہوتی ہے، اس کتاب کی تصنیف کا آغاز سمرقند میں ۵۵۰ھ میں ہوا تھا، اوراق کے نمبرات پڑے ہوئے نہیں ہیں، کلاں سائز پر کوئی تین سو اوراق ہوں گے، ہر صفحہ میں (۲۱) سطریں ہیں، کاتب رحمان بخش بگھرہ ضلع مظفرنگر ہیں، ۱۳۱۷ھ کی کتابت شدہ ہے، مصنف

کے حالات کے لئے دیکھئے طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ج۴ ص۲۵۹ ۔

(۲۳۱/۱۲۸) کتاب الانساب جلد دوم وسوم (۲۰۲/۲۰۴)

دوسری جلد حرف الدال سے شروع ہوکر حرف العین پر ختم ہوتی ہے، اور تیسری جلد حرف الغین سے شروع ہوتی اور حرف الیاء پر ختم ہوتی ہے، اور اسی جلد پر کتاب ختم ہوجاتی ہے، یہ دونوں جلدیں کئی کئی سو صفحات پر پھیلی ہوئی ہیں، ان تینوں میں اس کا اہتمام ہے کہ ابواب اور منسوب الفاظ سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں۔ کاتب ان دونوں جلدوں کے بھی رحمان بخش موصوف ہی ہیں، اخیر جلد میں صراحت ہے کہ ان تمام جلدوں کی نقل مہتمم مدرسہ اسلامی عربی دیوبند مولانا حافظ احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلف الصدق حضرت نانوتویؒ کے حکم سے عمل میں آئی، یہ دونوں جلدیں بھی ۱۳۱۷ھ کی کتابت شدہ ہیں ۔

(۲۳۲/۱۲۹) لسان المیزان (۲۱۴/۲۱۵)

حافظ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) کی تصنیف ہے، دونوں جلدیں ایک ہی مضمون پر مشتمل ہیں، عبدالملک سے لیکر یونس تک احوال آئے ہیں، اور دونوں کے اخیر میں باب الکنیٰ لگا ہوا ہے، کتابت صاف ستھری ہے، کئی کئی سو اوراق ہیں۔ تقطیع بڑی ہے، کاغذ عمدہ ہے، کاتب کا نام اور سنہ کتابت درج نہیں ہے، آخری صفحہ پر مفتی سعد اللہ مرادآبادی (م ۱۲۹۳ھ) کی مہر لگی ہوئی ہے جس پر ۱۲۷۸ھ کندہ ہے، اس سنہ سے پہلے کی کتابت شدہ معلوم ہوتی ہے۔ مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے الضوء اللامع ص ۳۶ ج ۲ ۔

(۲۳۳/۱۳۰) المغنی فی ضبط الاسماء لرواۃ الانباء (۲۱۰)

شیخ محمد طاہر پٹنی شہید (۹۸۶ھ) کی تصنیف لطیف ہے، پاک پٹن گجرات آپ کا

وطن تھا، متعدد کتابوں کے مصنف ہیں۔ یہ خالص علمی انداز کی کتاب ہے، اس میں اسماء کا صرف صحیح تلفظ حروف حرکات کے ذریعہ بتایا گیا ہے، احوال بیان نہیں کئے گئے ہیں، اخیر میں رسم کتابت پر ایک فصل سپرد قلم فرمایا ہے، اور دوسری فصل میں علماء کی تاریخ پیدائش و وفات کی نشان دہی کی گئی ہے ۹۵۲ھ میں، اس کتاب کی تصنیف عمل میں آئی ہے۔

زیر نظر قلمی نسخہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) کے مدرسہ دہلی میں ۱۰۱۸ھ میں نقل کیا گیا ہے، اس کے کاتب حیدر کشمیری ہیں، کتاب کے تیسرے صفحہ پر "امام المتقین" کا جہاں لفظ آیا ہے اس پر حاشیہ لکھ کر ظاہر کیا ہے کہ یہ مصنف کے شیخ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۷۵ھ) مراد ہیں۔ اس حاشیہ کے نیچے "عبدالحق زید عمرہ" لکھا ہوا ہے، یہ یا تو خود شیخ عبدالحق محدث کے قلم سے لکھا ہوا ہے یا آپ کے کسی شاگرد کے ہاتھ کا، ضخامت (۱۱۳) اوراق، ہر صفحہ میں (۱۷) سطریں، کتابت عمدہ۔

اس کتاب کے اخیر میں ورق نمبر ۱۱۳ سے ۱۲۳ تک التوشیح للسیوطی کی ایک فصل لگی ہوئی ہے اور اضافہ ۱۲۲۶ھ کا ہے، اس کے کاتب احمد علی نامی کوئی بزرگ ہیں، کتاب میں جگہ جگہ حواشی اور بین السطور بھی ہیں، مطبع مجتبائی دہلی نے اس قلمی نسخہ سے ۱۳۰۲ھ میں اپنے مطبوعہ نسخہ کی کتابت کرائی ہے، لوح کتاب پر کسی نے مصنف کے اجمالی حالات لکھ رکھے ہیں، طاہر پٹنی کے حالات کے لئے دیکھئے اخبار الاخیار ص۲۳۵، سبحۃ المرجان ص ، الفوائد البہیہ ص۲۱۲، مآثر الکرام ص۱۹۴، اور حدائق الحنفیہ ص۳۸۵۔

(۱۰۱) اسماء الرجال فارسی (۱۳۱/۱۳۴)

جار اللہ الہ آبادی (م سنہ) کی تصنیف ہے، مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ فارسی زبان میں فن اسماء الرجال کے اندر کوئی کتاب نہ تھی سوائے اس دو تین جزء کے جو مشکوۃ کے اسماء الرجال میں ہے، اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی طرف منسوب ہے، لہٰذا میں نے ان تمام راویوں کے حالات جو مشکوۃ میں ہیں، اشعۃ اللمعات اور دوسری کتابوں سے جمع کئے، اور مزید لوگوں کے حالات کا بھی اضافہ کیا

اور اس کی بھی صراحت کردی ہے کہ یہ صحابی ہیں یا تابعی اور کس طبقہ سے ان کا تعلق ہے، پھر حدیث کے اقسام، تعدیل، رواۃ، احوال کفار، اسماء قبائل عرب، اسماء فقہاء، اسماء امکنہ اور دواب و اسلحہ جو علم حدیث میں آتے ہیں ان سب کا بھی اضافہ کیا اور جس کتاب سے جو چیز لی ہے وہاں اس کتاب کا حوالہ دیدیا ہے۔

پوری کتاب بارہ فصلوں پر منقسم ہے فصل اول در تفسیر صحابی، فصل دوم در طبقات صحابہ، فصل سوم در مصطلحات حدیث، فصل چہارم در ذکر اسماء وشمہ از احوال خلفاء راشدین و اولاد واحفاد و ازواج سید المرسلین، فصل پنجم در ذکر اسماء صحابہ و تابعین و علماء و محدثین (بہ ترتیب حروف تہجی) فصل ششم در ذکر اسماء آباء و امہات و اعمام و دیگر عشائر آنحضرت (بہ ترتیب حروف تہجی) فصل ہفتم در ذکر اسماء بعض از فقہاء (بہ ترتیب حروف تہجی) فصل ہشتم در ذکر بعض از کفار عرب کہ در کتب حدیث مذکور است (بہ ترتیب حروف تہجی) فصل نہم در ذکر اسماء قبائل کہ در کتب حدیث مذکور است (بترتیب حروف تہجی) فصل دہم در ذکر اسماء نسبیہ کہ در کتب حدیث واقع مذکور می شود، فصل یازدہم در ذکر اسماء امکنہ وازمنہ واسلحہ ودواب وغیر ذلک بترتیب حروف تہجی۔

کتابت صاف ستھری ہے، ضخامت (۲۰۴) اوراق ہیں، ۱۲۳۲ھ میں یہ نسخہ نقل کیا گیا ہے، کاتب کا نام احمد علی ہے، انہوں نے یہ لکھکر قاضی امام الدین صاحب کو پیش کیا، چنانچہ اس پر قاضی امام الدین کی تحریر بھی ہے۔

ایک صفحہ میں (۱۲) سطریں ہیں، کاغذ دیسی ساخت کا ہے، کتاب سے پہلے شاہ ولی اللہ دہلوی کے تمام اسانید کا تذکرہ ہے، اور وہ اجازت نامہ ہے جو مولانا محمد عالم نگینوی نے اپنے شاگرد رشید مولانا رحمت علی مرادآبادی کو دیا ہے، اسی اجازت نامہ پر مولانا محمد عالم کی مہر بھی لگی ہوئی ہے۔

۱۵۵

اصول فقہ

عربی و فارسی

(۱/ ۲۳۴) التوضیح فی حل غوامض التنقیح (ع ۱)

صاحب شرح وقایہ مسعود بن تاج الشریعہ (م ۷۴۷ھ) کی تصنیف ہے جو صدر الشریعہ کے نام سے مشہور ہیں، پہلے "التنقیح" کے نام سے ایک متن اصول فقہ میں مصنف نے لکھا پھر خود اس کی شرح "التوضیح" کے نام سے لکھی، اس نسخہ کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ مصنف کے اصل نسخہ سے نقل کیا گیا ہے، سال کتابت سنہ ۹۹۴ھ ہے، کرم خوردہ ہے، متن کو سرخ لکیر کے ذریعہ نمایاں کیا گیا ہے، مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے عمدۃ الرعایہ مقدمہ شرح وقایہ، الفوائد البہیہ ص ۹۳ مطبوعہ سنہ ۱۹۶۷ء.

(۲/ ۲۳۵) التلویح الی کشف حقائق التنقیح (ع ۲)

علامہ سعد الدین تفتازانی (م ۷۹۱ھ) کی تصنیف ہے، صدر الشریعہ نے "التنقیح" کے نام سے ایک کتاب اصول فقہ میں لکھی تھی، تلویح اس کی شرح ہے، خود ماتن نے بھی اس کی ایک شرح لکھی ہے جس کا نام توضیح ہے، تلویح میں تنقیح کے غوامض کو کھولا گیا ہے اور مسائل کو واضح کر کے بیان کیا گیا ہے، تفتازانی نے یہ کتاب ۷۵۸ھ میں لکھی.

زیر نظر قلمی نسخہ بہت بوسیدہ ہے، لیکن اس پر حواشی بہت کافی ہیں، کتابت پرانے طرز کی ہے اور صاف ستھری ہے، کل اوراق (۲۲۰) ہیں، ہر صفحہ میں (۲۱) سطریں ہیں، کاتب کا نام اور سنہ کتابت درج نہیں.

اخیر کتاب میں کسی قطب الدین نامی شخص کے دستخط ہیں اور اس کے نیچے تاریخ صفر سنہ ۱۲۳۸ھ درج ہے، اس سے اتنی بات تو بہرحال معلوم ہوئی کہ یہ کتاب اس سے پہلے کی نقل کردہ ہے.

تفتازانی کے حالات کے لئے دیکھئے الفوائد البہیہ ص ۱۲۱ مطبوعہ سنہ ۱۹۶۷ء.

(۲۳۶/۳۱) **ایضاً** (۱۹ل)

تلویح کا یہ نسخہ پہلے سے بھی خستہ حالت میں ہے، ساتھ ہی ناقص ہے، کچھ اوراق غائب ہیں، اس وقت جو اوراق موجود ہیں وہ (۱۶۲) ہیں، کتابت عمدہ اور صاف ستھری ہے، ہر صفحہ میں (۱۷) سطریں ہیں، اس کے شروع صفحات میں "حافظ سعید الدین وطناً والپشاوری مسکناً" درج ہے، اور اس کے ساتھ تاریخ ۱۲۴۲ھ کی ہوئی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ یہ کتاب اس سنہ کی یا اس سے پہلے کی مکتوبہ ہے

(۲۳۷/۴) **ایضاً** (۲ل)

یہ کئی قلم سے مرتب ہے، یعنی پوری کتاب ایک کاتب کی لکھی ہوئی نہیں ہے۔ اس کے (۲۵۰) اوراق ہیں، اخیر کتاب میں دو شاہی مہریں لگی ہوئی ہیں، ایک مہر کے اوپر لکھا ہوا ہے شصت روپیہ یعنی ساٹھ روپے میں خریدی گئی ہے اور مہر کے نیچے یہ عبارت ہے "بجائزہ رسیدہ ۷ اجلوس تقدس و اعلیٰ"۔ یہ نسخہ سنہ ۱۲۰۷ھ کا لکھا ہوا ہے۔

(۲۳۸/۵) **التلویح** (۲۵ل)

یہ تلویح کا مکمل اور عمدہ نسخہ ہے، تقطیع اوسط ہے۔ کتابت صاف ستھری ہے ایک صفحہ میں (۲۳) باریک سطریں ہیں، ہر صفحہ پر سرخ اور نیلے رنگ کی لکیروں سے جدولیں بھی بنی ہوئی ہیں، کل اوراق (۳۷۹) ہیں، کاتب کا نام اور سنہ کتابت درج نہیں ہے حیدرآباد کے کسی شخص نے یہ کتاب خریدی ہے اس نے سنہ ۱۲۰۶ھ لکھ رکھا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ اس سے بہت پہلے کی کتابت شدہ ہے، جگہ جگہ مختصر حواشی بھی چڑھے ہوئے ہیں، مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے بغیۃ الوعاۃ ص۳۹۱، حدائق الحنفیہ ص۳۰۰۔

(۱/۹۳۰۹) ## حاشیہ چلپی علی التلویح (۲۲-۲۳)

علامہ تفتازانی (م ۷۹۲ھ) کی کتاب التلویح فی کشف حقائق التنقیح ایک مشہور و مقبول کتاب ہے، حسن چلپی (م ۸۸۶ھ) نے اس کا یہ کارآمد حاشیہ لکھا ہے، آپ کا پورا نام یہ ہے "حسن چلپی بن محمد شاہ ابن شمس الدین الفناری" اس حاشیہ کی علماء نے بہت تعریف لکھی ہے، صاحب کشف الظنون لکھتے ہیں "ھی حاشیة عظیمة مملوءة بالفوائد، اولھا الحمد للہ علی شمول نعمہ الجسام" الخ. مولانا عبدالحئی فرنگی محلی آپ کی تصنیفات کے سلسلہ میں لکھتے ہیں" کلھا مملوءة من تحقیقات ینشط بسماعھا الاذان وتدقیقات یطرب بالاطلاع علیھا الکسلان".

سائز اوسط ہے، ہر صفحہ پر خوبصورت سنہری جدولیں بنی ہوئی ہیں، کتابت عمدہ نفیس ہے، خط باریک صاف ستھرا ہے قولہ ہر جگہ سرخ روشنائی سے لکھا گیا ہے. کاغذ باریک خستہ ہے، کرم چشیدہ بھی مگر پڑھنے میں کتاب باسانی آتی ہے، ہر صفحہ میں (۲۵) سطریں ہیں، ضخیم ہونے کی وجہ سے ۲ جلدوں میں مجلد کرائی گئی ہے، اوراق کے نمبر نہیں ہیں مگر تین سو اوراق سے کسی طرح کم نہ ہوں گے، اخیر سے ناقص ہے.

محشی کے حالات کے لئے دیکھئے "الفوائد البہیہ" لمولانا عبدالحئی ص۸۲، الضوء اللامع ج۳ ص۱۲۷، حدائق الحنفیہ ص۳۳۸.

(۲۴۴۰/۷) ## حاشیہ چلپی علی التلویح (۵)

یہ اس کا دوسرا قلمی نسخہ ہے، یہ پہلے سے چھوٹے سائز پر ہے، کتابت صاف ستھری ہے اور یہ مکمل نسخہ ہے، اس کے اوراق (۳۸۲) ہیں، ایک صفحہ میں (۲۱) سطریں ہیں، اس میں بھی قولہ کا لفظ سرخ روشنائی سے لکھنے کا اہتمام ہے، کاغذ باریک چکنا ہے، یہ بھی جگہ جگہ سے کرم چشیدہ ہے، اس کے کاتب ذوالفقار صادق الحسینی ہیں، ۱۱۱۷ھ کی کتابت شدہ ہے، محشی کے

حالات کے لئے پڑھئے شذرات الذہب صـ۳۲۴ ج ۷۔

(۲۴۱/۸) حاشیہ شیخ الاسلام علی التوضیح والتلویح (عـ)

یہ توضیح تلویح کا حاشیہ ہے جو حاشیہ شیخ الاسلام کے نام سے مشہور ہے۔ یہ شیخ الاسلام جناب اسعد بن یحیی بن محمد حفید ہیں جن کے تذکرہ میں یہ صراحت ملتی ہے کہ آپ نے توضیح کا حاشیہ لکھا۔ حاشیہ عمدہ معلوم ہوتا ہے مگر کاغذ خستہ ہو رہا ہے۔ اس طرح کہ بوسیدہ ہے کہ اس سے مرمت کے استفادہ مشکل ہے۔ یوں ابھی بڑی حد تک محفوظ ہے۔ کتابت صاف ستھری ہے۔ قولہ ہر جگہ سرخ روشنائی سے لکھا گیا ہے۔ اوراق کے نمبر نہیں ہیں، اندازہ ہے کہ سو اوراق سے زیادہ ہونگے کاتب کا نام مٹا دیا گیا ہے۔ پھر اس پر کاغذ چپکا دیا گیا ہے۔ پتہ درج ہے کہ ڈیرہ اسمعیل کے رہنے والے تھے۔ سال کتابت ۱۲۳۵ھ ہے، ہر صفحہ میں (۱۷) سطریں ہیں۔

(۲۴۲/۹) حسامی (عـ۹)

یہ محمد بن محمد بن عمر حسام الدین الاخسیکثی المتوفی ۶۴۴ھ کی تصنیف ہے، حسامی کا یہ قلمی نسخہ ناقص ہے مگر پرانا ہے، اس پر حواشی بھی چڑھے ہوئے ہیں، ضخامت کافی ہے، چھوٹی تقطیع پر ہے۔ اور ہر صفحہ پر صرف پانچ جلی سطریں ہیں، یہ کتاب بھی ہمارے یہاں مدارس اسلامیہ کے نصاب میں داخل ہے، اور عام طور پر پڑھی پڑھائی جاتی ہیں، مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے الفوائد البہیہ صـ۲۴۳۔ سنہ کتابت درج نہیں۔

(۲۴۳/۱۱) دائرۃ الوصول الی علم الاصول (عـ۱۳)

حافظ الدین النسفی المتوفی ۷۱۰ھ کا رسالہ "المنار" یا "منار الانوار" اصول فقہ میں ایک جامع رسالہ ہے جس کو قبول عام حاصل ہے۔ اس متن متین کی شرح بہت سے علماء نے لکھی ہے،

انہی میں شیخ ابوعبداللہ محمد بن مبارک شاہ ابن محمد للہروی الملقب بمعین بھی ہیں، انہوں نے پہلے ایک لمبی شرح "مدار الفحول" کے نام سے لکھی تھی، مگر اس کے اطناب کو دیکھ کر پھر خود انہوں نے اس کی تلخیص "دائرۃ الوصول الی علم الاصول" کے نام سے کی، زیر نظر نسخہ اسی کتاب کا قلمی نسخہ ہے، اس کی ابتداء یہاں سے ہوتی ہے "الحمد للہ الذی سق لاصول المستنبطین من کوثر غرائب الفهوم الخ" کوئی دو سو صفحات کی کتاب ہے، کتابت اچھی اور صاف ستھری ہے، ہر صفحہ پر سترہ سطریں ہیں، متن کو سرخ لکیر دیکر نمایاں کر دیا گیا ہے، کرم چشیدہ ہونے کے باوجود لائق استفادہ ہے، سنہ کتابت اور کاتب کا نام درج نہیں۔

(۱۱/ ۲۴۴) دائرۃ الوصول الی علم الاصول (۱۱ ع)

یہ دائرۃ الوصول کا دوسرا قلمی نسخہ ہے، یہ بڑی تقطیع پر ہے اور اچھے حال میں ہے، اخیر سے ناقص ہے اس لئے سنہ کتابت اور کاتب کا نام نہ معلوم ہو سکا، کتابت معمولی مگر صاف ستھری ہے، جگہ جگہ اس پر حواشی بھی ہیں، اس پر ایک مالک نے اپنا زمانۂ ملکیت سنہ ۱۲۶۰ھ لکھ رکھا ہے لیکن نسخہ بہرحال اس سے پہلے کا معلوم ہوتا ہے، ہر صفحہ میں (۱۵) سطریں ہیں، صفحات کے نمبر پڑے ہوئے نہیں ہیں۔ مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے۔

(۲۴۵/۱۲) رسالہ اصول فقہ (۲۸ ع)

مولانا محمد اسمٰعیل شہید (م ۱۲۴۶ھ) خاندان ولی اللّٰہی کے چشم و چراغ تھے اور مشہور مجاہد فی سبیل اللہ، زیر نظر رسالہ آپ کی تصنیف ہے، دیباچہ میں مصنف نے اپنا کہیں نام نہیں لیا ہے کتاب کی ابتداء یہاں سے ہے۔ "الفقه علم یعرف به الاحکام الشرعیة" الخ پھر اصول فقہ کی تعریف کی ہے، پہلے مبادی کا ذکر ہے جس کے ضمن میں دلالت کی بحث ہے پھر لفظ کی، ان سب کے بعد الکتاب کی بحث ہے جس کا عنوان "مبحث الکتاب" ہے، پھر مبحث السنۃ، پھر مبحث الاجماع پھر

مباحث القیاس، یہ رسالہ ۱۲۹۱ھ میں مئو ضلع اعظم گڑھ میں نقل کیا گیا ہے، ناقل کا نام درج نہیں ہے پہلے صفحہ پر یہ عبارت ہے۔

" رسالہ اصول الفقہ تصنیف عالم جلیل الحبر النبیل مولوی محمد اسماعیل شہید نقل نوشتہ ۱۲۹۱ھ کاغذ کرم خوردہ ہے، مرمت کے بعد لائق استفادہ ہے، ہر صفحہ میں (۱۷) سطریں ہیں۔ مصنف کے حالات کے لئے پڑھئے تراجم علماء حدیث ہند ۶۷۔

شرح اصول بزدوی

(۱۳/۲۴۶) (۲۶، ۲۷)

فخر الاسلام علی بن محمد البزدوی (م ۴۸۲ھ) نے اصول فقہ میں ایک کتاب لکھی جو کافی مقبول ہوئی، اس کی شرح بہت سے علماء نے لکھی، ان میں سب سے بہتر عبد العزیز بخاری م ۷۴۳ھ کی شرح سمجھی جاتی ہے اور یہی شرح البزدوی کے نام سے مشہور ہے۔

ہمارا یہ قلمی نسخہ ضخیم ہونے کی وجہ سے دو جلدوں میں مجلد کرایا گیا ہے، مجموعی کئی سو اوراق ہیں، سائز بڑا ہے، کتابت صاف ستھری روشن ہے، ہر صفحہ میں (۲۵) سطریں ہیں، سنہ کتابت اور کاتب کا نام درج نہیں ہے، اس کے ایک مالک نے خریداری کا سنہ ۱۲۰۰ھ لکھ رکھا ہے گر یہ اس سے بہت پہلے کی کتابت شدہ معلوم ہوتی ہے۔ ماتن کے حالات کے لئے دیکھئے الفوائد البہیہ ۱۲۵ مطبوعہ ۱۹۶۶ء اور شارح کے حالات کیلئے کتاب مذکور ۹۵۔

شرح العضدی

(۱۴/۲۴۷) (۸، ۱۸)

ابن الحاجب المالکی المتوفی ۶۴۶ھ کا متن متین "مختصر المنتہی" ایک عمدہ رسالہ ہے، انہوں نے پہلے " منتہی السوال والامل فی علم الاصول والجدل" نامی کتاب لکھی، پھر اس کا اختصار کیا جو "مختصر المنتہیٰ" کے نام سے مشہور ہوا۔

زیر نظر کتاب اسی مختصر کی شرح ہے جسے علامہ عضد الدین عبد الرحمٰن بن احمد الایجی المتوفی ۷۵۶ھ نے لکھا ہے، یہ شرح یہاں سے شروع ہوتی ہے " الحمد للّٰہ الذی برأ الانام وعمّم بالاکرام

اس کی تصنیف میں علامہ ممدوح نے کافی محنت کی ہے، سنہ تصنیف ۷۳۴ھ ہے۔

یہ اس کا ناقص نسخہ ہے، اخیر سے اوراق غائب ہیں، کتابت خاصی ہے، قال اور اقول کو ہر جگہ سرخ روشنائی سے لکھنے کا اہتمام ہے، جگہ جگہ حواشی بھی ہیں، اوراق کے نمبر پڑے ہوئے نہیں ہیں، کوئی دوڈھائی سو صفحات ہوں گے، پہلے صفحہ پر مفتی سعد اللہ صاحبؒ کی مہر لگی ہوئی ہے۔

ا۔ شرح عضدی کا دوسرا قلمی نسخہ نمبر (۸) پر ہے، اس کے کاتب کا نام خیر اللہ ابن سید شریف ہے سنہ کتابت درج نہیں، مگر اندازہ یہ ہے کہ کئی سو سال پہلے کی کتابت شدہ ہے۔

(۲۴۸/۱۵) شرح العضدی (۷)

یہ اس کتاب کا تیسرا نسخہ ہے، ابتدا سے یہ نسخہ ناقص ہے، کتابت معمولی، تقطیع لمبی اور ہر صفحہ میں (۲۴) سطریں ہیں، قال اور اقول ہر جگہ سرخ روشنائی سے لکھنے کا اہتمام ہے، مصنف معقولات اور علم کلام وغیرہ میں ممتاز درجہ رکھتے تھے۔

اس کے شروع میں ایک بڑی مہر لگی ہوئی ہے جس میں قطب الدین گنگوہی ۱۲۳۱ھ کندہ ہے، کل اوراق (۲۴۴) ہیں، ایک جگہ اس کے مالک نے اپنے نام کے ساتھ ۱۲۳۸ھ لکھ رکھا ہے، بہر حال کتاب اس سے پہلے کی کتابت شدہ معلوم ہوتی ہے، مصنف کے حالات کے لئے پڑھئے مفتاح السعادہ ص۱۶۹ ج ۱، طبقات الشافعیۃ الکبری ص۱۰۸ ج ۶۔

(۲۴۹/۱۶) شرح مختصر الاصول المعروف بہ شرح العضدی (۱۸، ۲۰)

یہ اس کتاب کا چوتھا قلمی نسخہ ہے، ضخیم ہونے کی وجہ سے اسے دو جلدوں میں مجلد کرایا گیا ہے، مجموعی اوراق (۳۲۸) ہیں، کتابت نفیس اور پاکیزہ ہے، قال، اقول ہر جگہ سرخ روشنائی سے لکھا گیا ہے، سنہ کتابت اور کاتب کا نام درج نہیں، اس کتاب کا پانچواں قلمی نسخہ نمبر (۲۴) پر ہے، یہ نسخہ مکمل ہے، ۱۲۲۶ھ کا مکتوبہ ہے۔ اس کے کاتب کرامت علی دہلوی ہیں۔

(۲۵۰/۱۷) شرح منار الاصول (۱۷)

منار الانوار کی شرحوں میں ایک عمدہ شرح عبداللطیف بن عبدالعزیز الشہیر بابن الملک کی ہے، صاحب کشف الظنون نے منجملہ اور شروح کے اس کا بھی تذکرہ کیا ہے. مصنف کا سنہ وفات انہوں نے بھی نہیں لکھا ہے، یہ یہاں سے شروع ہوتی ہے ۔

"اللہ الحی الاحد الخ" شارح نے مقدمہ میں لکھا ہے کہ احباب کے تقاضہ پر مجبور ہو کر یہ شرح لکھنی پڑی، ایسے زمانہ میں یہ لکھی گئی ہے جبکہ طبیعت بجھ چکی تھی اور بڑھاپا غالب آگیا تھا. یہ کتاب کسی زمانہ میں متداول تھی، اس لئے صاحب کشف الظنون نے لکھا ہے، "وھو شرح مشھور متداول بین الناس و علیہ حواشی" خط کے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ قدیم کتابت شدہ ہے، کوئی دو سو صفحات پر پھیلی ہوئی ہے، ہر صفحہ میں (۲۵) سطریں ہیں متن سرخ روشنائی سے لکھا گیا ہے. مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے الفوائد البہیہ صـ ۱۳۶ اس شرح کے متعلق مولانا عبدالحیٔ فرنگی محلیؒ نے لکھا ہے کہ مفید ہے. شارح نویں صدی ہجری کے ہیں، سنہ وفات کسی نے نہیں لکھا ہے، اور یہ عبداللطیف بن فرشتہ کے نام سے مشہور ہیں.

(۲۵۱/۱۸) کشف المبہم (۱۸)

قاضی محب اللہ بہاری (م ۱۱۱۹ھ) کی کتاب "مسلم الثبوت" متن متین کی حیثیت سے کافی شہرت رکھتی ہے اور علماء میں مقبول بھی ہے، اس کی متعدد علماء نے شرحیں لکھی ہے کشف المبہم کے نام سے اخیر دور میں قاضی محمد بشیر الدین قنوجی (م ۱۲۷۳ھ) نے ایک جدید شرح لکھی تھی جو ۱۲۸۷ھ میں چھپ کر شائع ہو چکی ہے، زیر نظر قلمی نسخہ اسی مطبوعہ کا اصلی مسودہ ہے جو مصنف کے قلم کا لکھا ہوا ہے، اور آپ نے جس طرح اور جہاں جہاں ردو بدل کیا ہے وہ بھی اصل مسودہ میں نمایاں ہے. مولانا بشیر الدین (م ۱۲۷۳ھ) نے شاہ عبدالجلیل

شہید (م ۱۲۴۶ھ) حکیم نیاز احمد سہسوانی ..... اور شاہ اسحاق صاحب محدث دہلوی (م ۱۲۶۲ھ) سے کتابیں پڑھی تھیں، حالات کے لئے دیکھئے تراجم علمار حدیث ہند ص۳۲۹ و ۳۳۰

مسلم الثبوت

(۱۹/۲۵۲) (۱۲/م)

عربی درسیات میں مولانا محب اللہ بہاری (م ۱۱۱۹ھ) کی کتابیں آفتاب کی حیثیت رکھتی ہیں، منطق میں "سلم العلوم" اور اصول فقہ میں "مسلم الثبوت" ایسی مشہور و مقبول کتابیں ہیں جن کی تفصیل کی ضرورت نہیں، "مسلم الثبوت" کا یہ قلمی نسخہ مصنف سے بہت قریب زمانہ کا ہے، مصنف کی وفات سے صرف ستاون سال بعد کا لکھا ہوا ہے، کاتب فرید الحق نے اسے اپنے استاذ و شیخ مولانا سلام اللہ کی فرمائش پر لکھا تھا جو مصنف کے ہم عصر معلوم ہوتے ہیں، اگر یہ مولانا سلام اللہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے نبیرہ صاحب محلی ہیں جن کی وفات ۱۲۱۵ھ میں ہوئی ہے تو یہ مصنف کے بعد کے ہیں اور نقل کرانے کے وقت ان کی عمر ۳۹ سال تھی، مولانا محب اللہ البہاری کے حالات کے لئے دیکھیں سبحۃ المرجان ص۷۶، حدائق الحنفیہ ص۴۳۱ و دیگر کتب.

اس پر جابجا حاشیہ بھی ہے اور بین السطور بھی جن میں کارآمد چیزیں ہیں، ہر صفحہ پر ۱۴ سطریں ہیں اور کل اوراق (۱۸۹) ہیں، کتاب اچھی حالت میں ہے اور کتابت صاف ستھری ہے، اس کا دوسرا قلمی نسخہ ۱۷ پر ہے اور وہ ۱۱۶۳ھ کا کتابت شدہ ہے.

مفتاح القواعد

(۲۰/۲۵۳) (۳۶/م)

یہ مفتاح القواعد نامی رسالہ عربی زبان میں ہے اور اصول فقہ سے متعلق ہے، اختصار کے ساتھ اصول فقہ کے مسائل بیان کئے گئے ہیں، مصنف کا نام اب تک طے نہیں پایا کہ کیا ہے، اس کتاب سے پہلے فارسی کے کچھ اوراق ہیں، اصول فقہ والے رسالہ پر سنہ کتابت ۱۱۵۰ھ درج ہے، چھوٹے سائز پر ہے، کاغذ بالکل بوسیدہ اور کرم خوردہ ہے، تقریباً ناقابل استفادہ ہے.

(۲۵۴/۲۱) **منار الانوار** (۴)

عبداللہ بن احمد بن محمود ابوالبرکات حافظ الدین النسفی المتوفی ۷۱۰ھ کی تصنیف ہے اصول فقہ میں یہ متن متین بہت مشہور بھی ہے اور سب سے زیادہ مقبول بھی۔ ہر دور میں یہ رسالہ یا اس کی کوئی شرح علما میں متداول رہی ہے، اس کی شروح کی تعداد پچاس تک پہنچی ہے۔ اس متن کو بعض علما نے "بحر محیط" قرار دیا ہے اور بعضوں نے اس کا مزید اختصار بھی کیا ہے مصنف نے خود ایک شرح کشف الاسرار کے نام سے لکھی تھی۔

یہ قلمی نسخہ ۹۵۲ھ کا مکتوب ہے۔ اس کے کاتب ایک کرمانی عالم مولانا عبدالوہاب بن نصیر الدین الکرمانی ہیں۔ کتابت پاکیزہ اور صاف ستھری ہے، کاغذ موٹا دبیز ہے، روشنائی چمکدار سائز $\frac{22 \times 12}{8}$ ہے، ہر صفحہ میں صرف تین سطریں ہیں، اور بین السطور میں تشریحی نوٹ ہیں جو کسی صاحب نے مختلف کتابوں کی مدد سے چڑھا رکھے ہیں، آگے چل کر ہر صفحہ پر بجائے تین کے پانچ سطریں کر دی گئی ہیں (۱۷۴) اوراق ہیں، کاتب کے قلم سے یہ صراحت موجود ہے کہ میں نے یہ نسخہ خود اپنے لئے لکھا ہے، بہت ممکن ہے حواشی اور تشریحی نوٹ سب کاتب ہی کے قلم سے ہوں، فقہ میں مصنف کا متن کنز الدقائق بھی کافی مقبول ہے، مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے مفتاح السعادۃ $\frac{۵۷}{۲۲}$، کشف الظنون $\frac{۳۳۱}{۲}$، حدائق الحنفیہ ص۲۷۳ اور الفوائد البہیہ ص۱۰۲ مطبوعہ ۱۹۶۷ء۔

(۲۵۵/۲۲) **المنار** (۳۰)

یہ منار الانوار للنسفی (م ۷۱۰ھ) کا دوسرا قلمی نسخہ ہے، اس پر حواشی اتنے ہیں کہ ان کی مدد سے ایک عمدہ شرح ترتیب پا سکتی ہے۔ اخیر سے خستہ حالت میں ہے۔ ہر صفحہ میں سات سطریں ہیں، سنہ کتابت اور کاتب کا نام درج نہیں۔

(۲۵۶/۲۳) ## منار الانوار للنسفی (۱۵)

یہ تیسرا قلمی نسخہ ہے نور الانوار جو ہمارے یہاں داخل نصاب ہے اسی متن "المنار" کی شرح ہے یہ ۱۲۰۳ھ کا مکتوبہ ہے، بڑے سائز پر ہے مگر با ایں ہمہ ہر صفحہ پر صرف چار مختصر سطریں ہیں، بین السطور باریک خط میں کافی حواشی ہیں۔

سندیلہ کے ایک بزرگ عبدالرحمٰن بن شیخ قطب نے اس کی کتابت کی ہے، علی بن عثمان کوئی صاحب تھے، ان کے لئے لکھی گئی تھی، اخیر میں ان کے نام کی مدور مہر بھی لگی ہوئی ہے، خط پاکیزہ ہے، اوراق کے نمبر پڑے ہوئے نہیں ہیں، مگر اندازہ ہے کہ کوئی ڈھائی تین سو اوراق ہوں گے، اپنی قدامت کے اعتبار سے یہ نسخہ قابل قدر ہے، مجموعی طور پر کتابت بہت اچھی حالت میں ہے، کاغذ دیسی ساخت کا دبیز استعمال کیا گیا ہے۔

(۲۵۷/۲۴) ## نور الانوار (۱۹)

یہ شیخ احمد ملا جیون امیٹھوی (م ۱۱۳۰ھ) کی تصنیف ہے، یہ کتاب مدارس اسلامیہ کے نصاب میں داخل ہے، اور ہندوستان کے ہر مکتب فکر میں رائج ہے، یہ "منار للنسفی" کی شرح ہے اور بڑی سہل و دلآویز شرح ہے، مصنف نے بڑے اخلاص کے ساتھ حرم محترم مدینہ منورہ میں بیٹھکر لکھی تھی، یہ ۱۱۰۵ھ کی تصنیف ہے، زیر نظر نسخہ ۱۲۶۷ھ کا لکھا ہوا ہے ہر صفحہ میں تیرہ سطریں ہیں، متن کو لکیر دیکر نمایاں کیا گیا ہے، کاتب کا نام درج نہیں ہے

ملا جیون بلا کا حافظہ رکھتے تھے، خاندان شاہی کے استاذ تھے اور بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے، مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے سبحۃ المرجان ص ۷۹، حدائق الحنفیہ ص ۴۳۶، مآثر الکرام ص ۲۱۶ ج ۱۔

(٢٥/٢٥٨) **تنویر المنار فارسی**

یہ مولانا عبدالعلی بحرالعلوم المتوفی ۱۲۲۵ھ کی تصنیف ہے، علامہ نسفی (م ۷۱۰ھ) کی کتاب "منار" اصول فقہ میں مشہور کتاب ہے، زیر نظر کتاب اس کی فارسی زبان میں ایک عمدہ عام فہم اور مختصر شرح ہے، مصنف بحرالعلوم مولانا عبدالعلی (م ۱۲۲۵ھ) کا علم کسی اہل علم سے پوشیدہ نہیں ہے،

ہر صفحہ میں (۲۳) سطریں ہیں، کتابت معمولی ہے، اس نسخہ کی کتابت ۱۲۵۸ھ میں ہوئی ہے، یہ کتاب اب تک مطبوعہ شکل میں نظر سے نہیں گذری، اس حیثیت سے یہ نسخہ نایاب اور قابل قدر ہے، اصل عربی عبارت پر سرخ لکیر ڈال کر نمایاں کر دیا گیا ہے،

مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے تذکرہ علماء فرنگی محل ص ۱۳۷، اور حدائق الحنفیہ ص ۴۶۷.

فقه عربی

(۲۵۹/۲۶۱) اسرار النکاح (۲۴/۷)

یہ محمود بن الیاس شیرازی (م سنہ) کی تصنیف ہے، اسرار النکاح کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ اکابرین سے ایک بزرگ کی فرمائش پر میں نے یہ رسالہ لکھا ہے، یہ رسالہ تیس ابواب پر مشتمل ہے، عشق، کیفیت عشق سے لیکر ان ادویہ تک کا بیان ہے جو لذت جماع کیلئے استعمال کی جاتی ہیں، یہ در اصل فن طب ہی سے تعلق رکھتا ہے، معمولی مناسبت کی وجہ سے اسے فقہ میں لے لیا گیا ہے، ورنہ احکام سے زیادہ علاج معالجہ اور اس سے متعلق معلومات ہیں، پورا رسالہ چالیس اوراق پر پھیلا ہوا ہے، محمود شیرازی اس کے مصنف ہیں، سن کتابت درج نہیں ہے، اصل کتاب کا سائز چھوٹا ہے مرمت کے بعد بڑے سائز پر آگئی ہے، ہر صفحہ میں پندرہ سطریں ہیں۔

(۲۶۰/۲۷) انواع فرض و واجب و سنت (۱۰/۷)

یہ چھوٹے سائز پر (۵۲) صفحات کا ایک مختصر سا رسالہ ہے جس میں فرض، واجب سنت مستحب پھر حرام و مکروہ کی تعریف ہے اور ان سب کا حکم بیان کیا گیا ہے، اس رسالہ میں آٹھ ابواب ہیں، پہلے باب میں فرائض نماز کا بیان ہے، دوسرے میں واجبات نماز کا، اسی طرح آٹھوں میں آٹھ چیزوں کی تفصیل بیان کی گئی ہے، اور کوئی شبہ نہیں کہ سلیقہ سے یہ رسالہ مرتب کیا گیا ہے اور عوام کے لئے بہت مفید ہے، ایک آدمی دس پندرہ منٹ میں نماز کے ضروری احکام سے باخبر ہو سکتا ہے۔

مصنف کا پتہ نہیں، کتابت عمدہ اور جاذب نظر ہے، بین السطور حواشی بھی بہت کارآمد درج ہیں اور وہ بھی خوشخط ہیں، ہر صفحہ پر پانچ سطریں ہیں، اس رسالہ کے اخیر میں دو تین ورق کا ایک رسالہ فارسی میں ہے، جس میں تمام ضروری اشیاء کے فرائض کا شمار ہے، یہ بھی عمدہ چیز ہے

(۲۶۱/۲۸) البحر الرائق جلد اوّل (۱، و ۲)

علامہ نسفی (م ۷۱۰ھ) نے فقہ میں ایک متن متین "کنز الدقائق" کے نام سے لکھا تھا اس کی بہت سے علماء نے اپنے اپنے انداز میں شرح لکھی ہے ان شروح میں سب سے زیادہ مقبول ومشہور اور ساتھ ہی مبسوط "البحر الرائق" ہے جس کے مصنف زین العابدین بن ابراہیم بن نجیم المصری المتوفی (۹۷۰ھ) ہیں۔

مصنف نے مقدمہ میں لکھا ہے کہ کنز ایک عمدہ کتاب ہے، اس کی مختلف علماء نے بہتر سے بہتر شرحیں بھی لکھی ہیں، ان میں زیلعی (م ۷۴۳ھ) کی شرح ممتاز ہے، لیکن ان کی زیادہ توجہ خلافی مسائل پر ہے، اور مفہوم و منطوق ان کی خصوصی توجہ سے بڑی حد تک محروم ہیں، میں نے اس لئے یہ شرح لکھنے کی جرأت کی تاکہ کتاب کا مفہوم نکھر جائے، مختلف فتاوی اور فقہی کتابوں سے جزئیات کا بڑا ذخیرہ فراہم کر دیا ہے، اس شرح کی تصنیف میں "شرح جامع صغیر"، "قاضی خاں"، "شرح جامع صغیر برہانی"، "مبسوط"، "شرح الکافی"، "شرح مختصر الطحاوی"، "ہدایہ"، اس کی شروح "فتح القدیر"، "غایۃ البیان"، "نہایہ"، "عنایہ"، "معراج الدرایہ" اور دوسری کتابوں سے مدد لی ہے۔

یہ قلمی نسخہ ابتدا سے کتاب الرضاع تک ہے، ضخیم ہونے کی وجہ سے دو حصوں میں جلد بنوائی گئی ہے، کتابت عمدہ، پاکیزہ اور بہتر ہے، سائز اوسط ہے، ہر صفحہ میں (۳۵) سطریں ہیں، پوری جلد کے اوراق پانچ سو ہیں، یہ حصہ مکہ مکرمہ اور دوسرے کئی کتب خانوں سے ہوکر یہاں آیا ہے، اس کی تصحیح محنت سے کی گئی ہے، البتہ سنہ کتابت اور کاتب کا نام درج نہیں ہے۔

مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے الفوائد البہیہ ص ۱۳۴، حدائق الحنفیہ ص ۳۷۶، اور شذرات الذہب ج ۸ ص ۳۵۸

(۲۶۲/۲۹) البحر الرائق جلد ثانی (۳)

یہ حصہ کتاب النکاح سے شروع ہوتا ہے اور باب النفقہ پر ختم ہوتا ہے، کتابت روشن

جاذب نظر ہے۔ (۲۵۶) اوراق ہیں، ہر صفحہ میں (۳۱) سطریں ہیں، متن کو سرخ روشنائی سے لکھنے کا اہتمام ہے اور شرح کو سیاہی سے، کاغذ دیسی ساخت کا ہے، اسی کے ساتھ ایک حصہ اور ہے جو کتاب الاعتاق سے شروع ہو کر باب الیمین فی البیع والشراء پر ختم ہوتا ہے، اس کے ہر صفحہ میں (۲۱) سطریں ہیں، ضخامت (۱۴۸) صفحات، سنہ کتابت اور کاتب کا نام اس میں درج نہیں۔

البحر الرائق اول و ثانی

(۲۶۳/۳۰) (ع۔ ۹۸، ۹۵)

البحر الرائق کا یہ سٹ کتاب الطہارۃ سے شروع ہو کر کتاب الحج کے باب الہدی پر ختم ہوتا ہے یہ پورا حصہ دو جلدوں میں مجلد کرایا گیا ہے، پہلی جلد میں شروع سے مکروہات صلوٰۃ تک کی بحث کی ہے اور دوسری میں مکروہات صلوٰۃ سے لیکر کتاب النکاح سے پہلے تک، یہ دونوں حصے ایک ہی کاتب کے لکھے ہوئے ہیں، مگر کاتب کا نام اب تک معلوم نہ ہو سکا اور نہ سن کتابت کا پتہ چلا ہے، یہ حصہ بھی اچھی حالت میں ہے، خط پاکیزہ ہے، ہر صفحہ پر حسین جدولیں بنی ہوئی ہیں، دونوں جلدوں کے مجموعی اوراق پانچ سو اسی ہیں، ہر صفحہ میں (۲۵) سطریں ہیں، متن والے حصہ کو سرخ لکیر دیکر نمایاں کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ کاغذ دیسی ساخت کا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت پہلے کی مکتوب ہے سائز ۲۷/۸ ۲

البحر الرائق

(۲۶۴/۳۱) (ع ۹۴)

یہ جلد بھی کتاب الطہارۃ سے شروع ہو کر کتاب الحج باب الہدی پر ختم ہوتی ہے، اخیر میں فہرست مضامین لگی ہوئی ہے، اس کے ہر صفحہ میں (۲۵) سطریں ہیں، اوراق کی تعداد (۵۸۵) ہے، کتابت عمدہ اور صاف ستھری ہے، ہر صفحہ پر جدولیں بھی بنی ہوئی ہیں، سنہ کتابت درج نہیں مگر بہت قدیم معلوم ہوتی ہے۔

البحر الرائق

(۲۶۵/۳۲) (ع ۵۷)

یہ جلد کتاب الحدود سے شروع ہوتی ہے اور کتاب الوقف پر ختم ہوتی ہے، یہ بڑے

سائز پر ہے اور جلی خط میں ہے، شروع میں فہرست مضامین لگی ہوئی ہے، کاغذ موٹا دبیز ہے، متن سرخ روشنائی سے لکھا گیا ہے تاکہ نمایاں رہے، (۲۵۵) اوراق پر پھیلی ہوئی ہے، سنہ کتابت درج نہیں اور نہ کاتب کا نام ہے، کتابت روشن اور عمدہ ہے، ہر صفحہ میں اکیس سطریں ہیں

(۲۶۶/۳۳) البحر الرائق جلد رابع (۴۶ و ۴۷)

یہ جلد کتاب البیوع سے شروع ہوتی ہے اور کتاب الحوالہ پر ختم ہوتی ہے، سائز اس کا بھی کلاں ہے اور خط جلی روشن، اس کے اوراق (۲۰۳) ہیں، متن ہر جگہ سرخ روشنائی سے لکھا گیا ہے، کاغذ موٹا دبیز ہے، سنہ کتابت اور کاتب کا نام درج نہیں ہے، یہ دو حصوں میں مجلد کرائی گئی ہے، یوں مضامین دونوں کے مسلسل ہیں، ہر صفحہ پر اکیس سطریں ہیں، یہ حصہ اچھے حال میں ہے۔

(۲۶۷/۳۴) ایضاً جلد رابع (۴۷)

یہ جلد کتاب البیوع سے شروع ہوتی ہے اور باب الاجارۃ الفاسدۃ پر ختم ہوتی ہے اور مصنف اول ابن نجیم الحنفی کی تصنیف یہیں ختم ہو جاتی ہے، آپ کی وفات کے بعد آپ کے چھوٹے بھائی اور شاگرد نے کتاب مکمل کی ہے جس میں کتاب الاجارہ سے کتاب الفرائض تک کا حصہ آیا ہے، کل اوراق (۴۲۸) ہیں، ہر صفحہ میں (۲۵) سطریں ہیں، کتابت بہتر و عمدہ ہے، جگہ جگہ کرم چشیدہ ہے مگر اس سے کتاب کے پڑھنے میں کوئی حرج واقع نہیں ہوتا، حاشیہ کشادہ چھوڑا گیا ہے اس کے شروع میں مفتی سعد اللہ کی مہر اور ان کے ہاتھ کی تحریر مع دستخط موجود ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب ان کی ملکیت میں رہ چکی ہے، سنہ کتابت درج نہیں ہے اور نہ کاتب کا نام ہی مل سکا۔

• • •

(۲۶۸/۳۵) البحر الرائق جلد سادس (ـ۹)

یہ حصہ کتاب القضاء سے لیکر کتاب الوکالۃ سے پہلے تک ہے۔ یہ حصہ بھی پڑے سائز پر ہے، اور جلی خط ہے، کتابت عمدہ اور روشن ہے۔ اس کے اوراق (۱۸۰) ہیں اور ہر صفحہ پر (۲۱) سطریں ہیں کاغذ موٹا دبیز ہے، کتاب اچھی حالت میں ہے۔ سنہ کتابت درج نہیں۔

(۱۶۹/۳۶) البحر الرائق جلد سابع (ـ۹)

یہ جلد کتاب الوکالۃ سے شروع ہوتی ہے اور باب الاجارۃ الفاسدۃ پر ختم ہوتی ہے جہاں پر مصنف اول کا قافلۂ حیات لٹ گیا۔ اس کے اوراق (۱۷۲) ہیں، بڑے سائز پر ہے اور ہر صفحہ پر اکیس سطریں ہیں۔ مصنف کی دوسری کتاب الاشباہ والنظائر بھی شاہکار کا درجہ رکھتی ہے۔ مطبوعہ نسخے سات جلدوں میں ہیں اور ایک جلد تکملہ کی ہے، کل آٹھ جلدیں ہیں۔ قلمی کتابوں کی جلدیں مطبوعہ جلدوں کے مطابق تقسیم نہیں ہیں، قلمی کتابوں کی جلدیں ضخیم ہیں، اسی وجہ سے ہر جلد پر تعت لکھ دیا گیا ہے کہ فلاں کتاب سے شروع ہوکر فلاں باب تک ہے، تکملہ آپ کے بھائی اور تلمیذ عمر بن ابراہیم (م ۱۰۰۵ھ) کے قلم سے ہے، خود عمر بن ابراہیم نے بھی کنز کی ایک الگ شرح "نہر الفائق" کے نام سے لکھی ہے، ان کے حالات تعلیقات الفوائد البہیہ صـ۱۴۲ میں دیکھیں۔

(۲۷۰/۳۷) البحر الرائق (تکملہ) (۱۲۲ـ)

صاحب البحر الرائق کا ۹۷۰ھ میں انتقال ہوگیا اور کتاب البحر الرائق مکمل نہ ہوسکی۔ اس کی تکمیل ان کے عزیز بھائی اور شاگرد عمرو بن نجیم المصری (م ۱۰۰۵ھ) نے کی، اس جلد میں کتاب الاجارۃ سے لیکر کتاب الفرائض تک کے مسائل آگئے ہیں، صاحب تکملہ نے خود بھی کنز کی ایک مکمل شرح نہر الفائق کے نام سے لکھی، جس میں البحر الرائق پر کہیں کہیں بحث بھی کی ہے۔

زیرِ نظر جلد وہی تکملہ البحر الرائق ہے جو (۲۵۷) اوراق پر مشتمل ہے اور عمدہ کتابت سے مزین ہے. تمام صفحات پر سرخ و نیلی روشنائی کی تین لکیروں سے حسین جدولیں بنی ہوئی ہیں، کتابت میں قلم باریک استعمال کیا گیا ہے، ہر صفحہ پر (۳۱) سطریں ہیں، کاتب کا نام محو کر دیا گیا ہے، سنہ کتابت ۱۱۰۵ھ ہے. کتاب اچھی حالت میں ہے. مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے خلاصۃ الاثر ج ۳ ص ۲۰۶. حدائق الحنفیہ ص ۳۹۶ و ص ۴۱۲.

(۳۸/۲۷۱) تحفۃ القوامیہ فی فقہ الامامیہ (۶۱ب)

یہ قوام الدین بن محمد مہدی الحسنی (م سنہ) کی تصنیف ہے. کتاب کا مضمون نام سے ظاہر ہے. پوری فقہ امامیہ نظم میں بیان کی گئی ہے. کتاب چار حصوں میں منقسم ہے، ربع اول میں کتاب الطہارۃ، کتاب الصلوٰۃ اور کتاب الزکوٰۃ وغیرہ ہے، ربع ثانی میں کتاب الجہاد وغیرہ، ربع ثالث میں کتاب الاجارہ وغیرہ اور ربع چہارم میں کتاب الصید والذبائح.

ہر باب اور ہر فصل کے لئے مصنف نے ایک نیا عنوان مقرر کیا ہے، پوری کتاب کوئی سو اوراق میں پھیلی ہوئی ہے، نظم رواں ہے، یہ نظم ۱۲۰۱ھ میں لکھی گئی ہے، اشعار کی تعداد (۱۲۱۰) ہے، ۱۲۳۳ھ کی کتابت شدہ ہے، کاغذ اچھا ہے اور کتابت صاف ستھری.

(۳۹/۲۷۲) تنویر السراج (۶۵ب)

یہ احمد بن محمود بن کمال الدین السامانی المتوفی سنہ کی تصنیف ہے

علم فرائض کی مشہور کتاب سراجی کی شرح ہے. "سراجی" تمام مدارس میں داخل نصاب ہے جو محمد بن عبدالرشید السجاوندی کی طرف منسوب ہے، زیرِ نظر کتاب چھوٹے سائز پر تھی، دارالعلوم نے مرمت کے ذریعہ اس کا سائز بڑا کر دیا ہے جس سے کتاب محفوظ ہو گئی ہے اور اس میں حسن پیدا ہو گیا ہے. پوری کتاب (۹۶) صفحات پر ہے، متن کو سرخ لکیر کے ذریعہ نمایاں کر دیا گیا ہے

ہر صفحہ میں باریک (۲۱) سطریں ہیں، سنہ [illegible]ھ کی مکتوبہ ہے۔

شرح مختصر ہے جس میں الفاظ کے معانی کی وضاحت ہے اور علامہ اسفرائنی کی طرف سے جو اعتراضات کئے گئے ہیں ان کے جوابات بھی ہیں۔

(۴۰/۲۷۳) الجواب المحرر لاحکام المنشط والمخدر (۱۷ء)

(تصنیف عبدالرحمن بن عبدالکریم بن زیاد الشافعی (م ــــــ)

یہ ایک مختصر رسالہ ہے، جس میں چائے، قہوہ، افیون، بھنگ اور اس طرح کی دوسری نشہ آور اور نشاط انگیز چیزوں کی حلت و حرمت پر بحث کی گئی ہے، سنہ ۹۴۹ھ میں ایک سوال کے جواب میں آپ نے یہ رسالہ قلم بند فرمایا، یہ رسالہ ایک مقدمہ اور چار فصلوں پر منقسم ہے، فقہاء کے فتاوی و اقوال کی روشنی میں بحث کی گئی ہے، رسالہ عالمانہ اور محققانہ ہے اور جو کچھ لکھا گیا ہے وہ فقہ شافعی کی روشنی میں ہے۔

اوراق چودہ ہیں، ہر صفحہ میں گیارہ سطریں ہیں، کتابت صاف ستھری، سنہ کتابت درج نہیں۔

(۴۱/۲۷۴) حاشیہ ابن نجیم المصری الحنفی المتوفی سنہ ۹۷۰ھ (۶۸ء)

ہدایہ فقہ کی مشہور کتاب ہے، اس کتاب کی شرحیں اور حواشی بہت لکھے گئے ہیں، یہ حاشیہ مشہور مصنف زین العابدین ابن نجیم المصری کا ہے، جن لوگوں نے آپ کی کتاب البحر الرائق، اور الاشباہ والنظائر پڑھی ہے وہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ آپ کس پایہ کے عالم تھے، آپ نے اس حاشیہ کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ جب میں سنہ ۹۶۸ھ میں مدرسہ شرغتمشیہ میں پڑھایا کرتا تھا اس زمانہ میں حاشیہ لکھنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔

یہ رسالہ ۲۳ صفحات پر پھیلا ہوا ہے، ہر صفحہ میں (۲۳) سطریں ہیں، حاشیہ کتاب البیوع کے ابتدائی حصہ سے بیع فاسد تک ہے، کتابت صاف ستھری ہے، تمام عنوانات سرخ روشنائی

سے لکھے گئے ہیں، سنہ کتابت درج نہیں ہے، محشی کے حالات کے لئے پڑھئے شذرات الذہب ۳۵۸/۸

حاشیہ جامع الفصولین

(۴۲/ف ۲) (۶۶ ء)

یہ حاشیہ بھی زین العابدین بن نجیم المصری المتوفی ۹۷۰ھ کے قلم سے ہے، جامع الفصولین فقہ کی ایک اچھی کتاب ہے اس کے مصنف شیخ بدر الدین محمود بن اسماعیل الشہیر بابن قاضی سماوعہ الحنفی المتوفی ۸۱۸ھ ہیں، اس کتاب پر جہاں جہاں علماء نے اعتراض کیا تھا ابن نجیم مصری نے اپنے اس حاشیہ میں اس کا جواب دیا ہے، اس کی ضخامت (۲۶) صفحات ہے، کتابت صاف ستھری ہے، کاغذ موٹا دبیز ہے، ہر صفحہ میں (۲۷) سطریں ہیں، قولہ ہر جگہ سرخ روشنائی سے لکھا گیا ہے، سنہ کتابت اور کاتب کا نام درج نہیں، مصنف جامع الفصولین کے حالات کے لئے دیکھئے: مفتاح السعادۃ ص ۱۳۹ ج ۲، حدائق الحنفیہ ص ۳۱۲، اور محشی کے حالات کے لئے دیکھئے الفوائد البہیہ ص ۱۳۴.

حاشیہ چلپی المسمّٰی بذخیرۃ العقبیٰ

(۴۴/۲۷۶) (۲۵ ء)

(از یوسف بن جنید المعروف باخی چلپی المتوفی ۹۰۵ھ)

شرح وقایہ درس نظامی کی مشہور ومقبول کتاب ہے جو ہر دور میں مقبول رہی ہے یہی وجہ ہے کہ اس کے حواشی وشروح متعدد اہل علم نے لکھے، ان حواشی میں حاشیہ چلپی کافی شہرت رکھتا ہے، اس حاشیہ کا اصل نام "ذخیرۃ العقبیٰ فی شرح صدر الشریعۃ العظمیٰ" ہے، محشی نے لکھا ہے کہ دس سال کی مدت میں یہ حاشیہ پورا کیا گیا ہے، ۸۹۱ھ سے لکھنا شروع کیا اور ۹۰۱ھ میں جاکر ختم کیا، یہ حاشیہ بھی کسی دور میں یہاں بہت مقبول اور مشہور تھا، اب مولانا عبد الحئی فرنگی محلی کے حاشیہ عمدۃ الرعایۃ کے بعد کسی دوسرے حاشیہ کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔

چلپی کا یہ قلمی نسخہ مکمل ہے، امتداد زمانہ کی وجہ سے کہیں کہیں معمولی نقص آگیا ہے، پھر بھی قابل استفادہ ہے، یہ پوری کتاب (۴۷۳) صفحات پر پھیلی ہوئی ہے، کتابت صاف ستھری ہے

درمیان کا کچھ حصہ جو نستعلیق خط میں ہے اس کے پڑھنے میں آنکھ کو تکلیف ہوتی ہے، ہر صفحہ پر (۲۳) سطریں ہیں، کاتب کا نام محمد جعفر ہروی ہے۔
اس نسخہ کی کتابت ۱۰۵۱ھ میں ہوئی، یہ نسخہ مختلف ملکیتوں سے گذر کر یہاں پہونچا ہے،
مصنف کے حالات کے لئے حدائق الحنفیہ ص۳۵۷ ملاحظہ فرمائیں یا مولانا عبد الحیٔ فرنگی محلی کی الفوائد البہیہ ص۲۹۵۔

حاشیہ فتاویٰ قاضی خان

(۲۷۷/۴۱) (۸۱)

(از قاضی علی ابن جار اللہ مفتی مکہ متوفی ۱۰۱۰ھ)

حسن بن منصور بن محمود اوزجندی معروف بہ قاضی خاں المتوفی ۵۹۲ھ کے فتاوی کی احناف کے یہاں جو حیثیت ہے وہ ظاہر ہے، علی جار اللہ (م ۱۰۱۰ھ) مکہ مکرمہ میں افتاء کے فرائض انجام دیتے تھے آپ شیخ علی متقی کے خلیفہ تھے، انہوں نے قاضی خاں پر اسی زمانہ میں حواشی لکھے تھے، اس رسالہ میں وہ تمام یکجا کر دیئے گئے ہیں، ان حواشی میں بعض مسائل کی تفصیل ہے بالخصوص جہاں جہاں ابہام و اجمال تھا اس کی تشریح کر دی گئی ہے، یہ رسالہ (۴۶) صفحات میں پھیلا ہوا ہے، ہر صفحہ میں (۲۷) سطریں ہیں، کتابت اچھی اور صاف ستھری ہے، کاغذ موٹا دبیز ہے، سنہ کتابت اور کاتب کا نام درج نہیں محشی کے حالات کے لئے دیکھئے خلاصۃ الاثر ص۱۵۱ ج ۳، حدائق الحنفیہ ص۴۲۶۔

خزانۃ الروایات

(۲۷۸/۴۲) (۱۰۹)

از قاضی جکن بن احمد بن سلیمان الگجراتی الہندی المتوفی ۹۱۰ھ

خزانہ فقہ کی کتابوں میں کبھی بہت مشہور کتاب تھی، فتاوی میں عموماً علماء اس کتاب کا حوالہ دیا کرتے تھے، اس کے مصنف فقیہ جکن بن احمد گجراتی ہیں، مظفر شاہ بن محمود شاہ کے دور حکومت میں آپ نے یہ کتاب تصنیف کی تھی، آپ نے اس میں عبادات و معاملات کو الگ الگ

کر کے بیان کیا ہے تاکہ سمجھنے میں کسی کو کوئی الجھن پیش نہ آئے اور جتنے مسائل اس میں بیان کئے گئے ہیں سب کے حوالے درج ہیں، کتاب العلم سے شروع ہوتی ہے اور کتاب القسم پر ختم ہوتی ہے، اس میں کچھ غیر معتبر روایات آگئی تھیں چنانچہ مولانا عبدالحیٔ فرنگی محلی نے اس طرف اشارہ بھی کیا ہے ..... ایک سندھی عالم جو دسویں صدی کے اخیر کے ہیں انہوں نے اصلاح کی، اور ضعیف روایتوں کو نکال کر ان کی جگہ قوی روایتیں لائے اور اس کا نام "المتانۃ فی مرمۃ الخزانۃ" رکھا، اس کے اوراق (۳۵۴) ہیں، اخیر سے ناقص ہے، ہر صفحہ میں (۲۵) سطریں ہیں، جن کتابوں کے حوالے ہیں ان کے نام سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں، کتابت صاف ستھری، سنہ کتابت درج نہیں، کاغذ بوسیدہ ہے۔

مصنف گجرات "کن" نامی جگہ کے باشندے تھے، مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے نزہۃ الخواطر صـ۸۲ ج ۴۔

(۲۷۹/۴۳) الدر المنتقیٰ فی شرح الملتقیٰ (۱۰۱)

ازعلامہ محمد علاء الدین الحصکفی المتوفی ۱۰۸۸ھ

ابراہیم الحلبی المتوفی ۹۵۶ھ نے قدوری، مختار، کنز، اور وقایہ جیسے متون کی مدد سے ایک متن متین "ملتقی الابحر" کے نام سے مرتب کیا، چونکہ آپ صاحب نظر فقیہ تھے اس لئے آپ نے راجح اقوال اپنی اس کتاب میں جمع کئے اور یہی وجہ ہے کہ ملتقی الابحر کافی مشہور و مقبول ہوا، اور علماء نے اس کی شرحیں لکھیں، زیر نظر کتاب بھی "ملتقی الابحر" کی ایک جاندار اور عمدہ شرح ہے، اس کے مصنف اپنی ایک دوسری کتاب "الدر المختار" کی وجہ سے اہل علم میں کافی شہرت رکھتے ہیں انہوں نے "الدر المنتقیٰ" کے دیباچہ میں تحریر فرمایا ہے کہ جب میں "الدر المختار" شرح تنویر الابصار کی تصنیف سے فارغ ہوا تو "ملتقی الابحر" کے پڑھنے والوں نے جو میرے پاس آتے جاتے تھے مجھ سے مطالبہ کیا کہ میں اس کی ایک شرح لکھدوں، چنانچہ ان کا یہ تقاضا پورا کرنا پڑا۔

اب تک یہ شرح کہیں چھپی نہیں ہے، ہمارے یہاں کا یہ قلمی نسخہ مصنف کے زمانۂ حیات کا لکھا ہوا ہے، کیونکہ اس کا سال کتابت ۱۰۰۸ھ ہے، اس اعتبار سے یہ نوادر میں داخل ہے کتابت صاف ستھری ہے، روشنائی کی چمک دمک تک میں کوئی فرق نہیں آیا ہے۔ البتہ کرم خوردہ ہے مگر لائق استفادہ ہے، ہر صفحہ میں (۲۱) سطریں ہیں، متن میں سرخ روشنائی استعمال کی گئی ہے، اور شرح میں سیاہ، ضخامت (۵۶۷) اوراق ہیں، مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے:
خلاصۃ الاثر ص ۶۳ ج ۴، حدائق الحنفیہ ص ۴۲۰۔

(۲۸۰/۴۴) الدر المختار جلد دوم (۵۸ف)

تصنیف محمد علاء الدین الحصکفی المتوفی ۱۰۸۸ھ کافی شہرت پذیر ہے، اور عام طور پر اہل فتوی اس سے کام لیتے ہیں، یہ قلمی نسخہ (۳۱۰) اوراق پر مشتمل ہے، ہر صفحہ میں (۱۷) سطریں ہیں، یہ کتاب ۱۰۷۱ھ کی تصنیف ہے اور (۷۳) کتابوں سے اس میں مسائل اخذ کئے گئے ہیں جزئیات کا اس میں بڑا ذخیرہ ہے، یہ قلمی نسخہ ۱۱۷۱ھ کا کتابت شدہ ہے، شروع کتاب میں فہرست مضامین لگی ہوئی ہے، حالات کے لئے دیکھئے خلاصۃ الاثر ص ۶۳ ج ۴، حدائق الحنفیہ ص ۴۲۱۔

(۲۸۱/۴۵) درر الحکام فی غرر الاحکام (۲۸ف)

از محمد بن فراموز الشہیر بہ ملا خسرو المتوفی ۸۸۵ھ

ملا خسرو (م ۸۸۵ھ) نے پہلے ایک متن لکھا جس کا نام "غرر الاحکام" رکھا، پھر اس کی شرح لکھی اور اس کا نام "درر الحکام" تجویز ہوا، انہوں نے تحریر فرمایا ہے کہ میری خواہش و طلب کے بغیر مجھے عہدۂ قضاء پر مامور کر دیا گیا، اس سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ پیش آمدہ مسائل پر میری نظر وسیع ہو گئی اور میں نے اپنے اس تجربہ سے فائدہ اٹھا کر یہ کتاب تصنیف کی جو اپنے طرز کی پہلی کتاب ہے، میں نے تنقیح و تنقید میں کوئی کوتاہی نہیں ہونے دی، ۸۸۳ھ میں اس کی تصنیف سے

فراغت ہوئی۔

اس میں ۵۵ کتابیں (۱۲۰) ابواب اور (۳۵) فصلیں اور تذنیبات ہیں، یہ پوری کتاب (۳۹۹) صفحات میں پھیلی ہوئی ہے، سائز بڑا ہے، ہر صفحہ میں (۲۹) سطریں ہیں، ذی الحجہ ۹۲ھ کی مکتوبہ ہے، کتابت صاف ستھری ہے، کاغذ موٹا دبیز لگا ہوا ہے، مصنف کے حالات کیلئے پڑھئے الفوائد البہیہ ۲۳ ، حدائق الحنفیہ ۳۳۔

(۲۸۲/۴۶) ذم الغناء المحرمہ فی مذاہب الائمۃ الاربعۃ

(از حاجی محمد عیسیٰ نوشہرہ)

مصنف نے اس رسالہ میں کتاب وسنت سے ثابت کیا ہے کہ غنا، باجا اور اس طرح کی دوسری لغویات حرام ہیں، اور مسلمانوں کو ان سے پرہیز ضروری ہے مذاہب اربعہ سے مدلل کیا ہے، اچھی محنت کی ہے اور اچھا ذخیرہ جمع کر دیا ہے، کل (۲۳) اوراق ہیں، ہر صفحہ میں (۱۶) سطریں ہیں، کتابت صاف ستھری ہے، یہ رسالہ علم کلام عربی ۲۱ کے ساتھ سلا ہوا ہے۔

(۲۸۳/۴۷) رمز الحقائق شرح کنز الدقائق (۱۳)

"کنز الدقائق" کی یہ متوسط اور کامیاب شرح ہے، علامہ بدر الدین عینی محمود بن احمد حنفی (م ۸۵۵ھ) عمدۃ القاری شرح بخاری کے مصنف کسی تعارف کے محتاج نہیں، یہ ان کی ہی تصنیف ہے، عام طور مطبوعہ بھی ملتی ہے اور اساتذہ کے یہاں متداول ہے، دوسری تصنیفات کی طرح یہ کتاب بھی علامہ عینی کی بہت بہتر ہے، زیر نظر قلمی نسخہ کافی پرانا ہے، ۱۱۷۹ھ کا مکتوبہ ہے، کوئی ساڑھے تین سو اوراق پر پھیلا ہوا ہے، ہر صفحہ میں انیس سطریں ہیں، ہر صفحہ پر سرخ وسیاہ لکیروں سے جدولیں بنی ہوئی ہیں حالات کے لئے دیکھئے حدائق الحنفیہ ۳۳۱، الضوء اللامع فی اعیان القرن التاسع ۱۳۱ ج ۱۰، الفوائد البہیہ ۲۱۶ جدید اڈیشن، کتاب بوسیدگی کی حالت میں ہے، جگہ جگہ سے کرم خوردہ ہے۔

(۲۸۴/۴۸) **الزیلعی** (۹۴ ف)

(شرح الکنز المسمی بتبیین الحقائق)

یہ بھی درسی کتاب کنز الدقائق کی ایک مشہور عمدہ شرح ہے اور کہنا چاہیے کہ اہل علم میں بہت زیادہ قابل اعتماد اور مقبول ہے۔ اس کی تصنیف کا فخر فخر الدین عثمان بن علی زیلعی (م ۷۴۳ھ) کو حاصل ہے۔ افسوس یہ ہے کہ اس کا یہ قلمی نسخہ کامل نہیں ہے اور جو حصہ ہے وہ بھی ادھورا ہے یہی وجہ ہے کہ نہ کاتب کا پتہ چلتا ہے اور نہ سنہ کتابت کا۔ اس شرح کا بعض لوگوں نے اختصار بھی کیا ہے۔ اس کے مطبوعہ کامل نسخے عام طور پر ملتے ہیں۔

یہ نسخہ بہت قدیم معلوم ہوتا ہے اور ہندوستان سے باہر کا لکھا ہوا ہے۔ کاغذ موٹا دبیز لگا ہوا ہے، (۱۹۷) اوراق ہیں، ہر صفحہ پر تنیس ۳۳ سطریں ہیں، کتابت صاف ستھری ہے۔

مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے الفوائد البہیہ صفحہ ۱۴۸، حسن المحاضرہ صفحہ ۲۲۲ ج ا۔

(۲۸۵/۴۹) **سراجی** (۱۱۴۳ ف)

(از سراج الدین السجاوندی (م ساتویں صدی ہجری)

علم فرائض کی مشہور کتاب جو آجکل درس میں داخل ہے، کتابت معمولی مگر صاف ستھری ہے۔

دیکھئے الجواہر المضیہ صفحہ ۱۱۹ ج ۲

(۲۸۶/۵۰) **السراجی فی علم الفقہ الحنفی** (۹۱ ف)

(المعروف بہ فتاوی سراجیہ از علی بن عثمان بن محمد التیمی المتوفی سنہ)

فتاوی سراجیہ ایک مشہور کتاب ہے، یہ ہندوستان میں عموماً فتاوی قاضی خاں کے ساتھ چھپی ہوئی ملتی ہے۔ کتاب صغیر الحجم کثیر النفع ہے، کتابت معمولی، کاغذ سے اندازہ ہوتا ہے بہت قدیم نسخہ ہے (۲۰۱) اوراق ہیں، ہر صفحہ میں (۲۱) سطریں ہیں، اخیر سے ناقص ہے، سنہ کتابت

اور کاتب کا نام درج نہیں، واضح رہے یہ کتاب ۹۶۹ھ کی تصنیف ہے۔ اس کتاب کے ایک مالک نے اپنے نام کے ساتھ ۱۰۲۱ھ لکھ رکھا ہے، معلوم ہوا اس سے پہلے کی کتابت شدہ ہے، اس پر مولانا عبدالحیٔ فرنگی محلی (م ۱۳۰۴ھ) کے والد بزرگوار کی یہ تحریر بھی ہے۔

"ملکہ عبدالحلیم الانصاری اللکھنوی" اس نام کے نیچے یہ تاریخی تحریر بھی ہے" قد انتقل منہ الی فی الثامن والعشرین من ربیع الثانی سنۃ ۱۲۸۶ھ محمد الھداد غفرلہ"

پھر اس کے نیچے مولانا وکیل احمد سکندرپوری کی مہر پڑی ہوئی ہے

(۵۱/۲۸۷) السراج المنیر (۴۵ء)

(از تابع محمد بن محمد سعید المفتی لکھنوی)

یہ فتاوی کی کتاب کے طرز پر مرتب کی گئی ہے، یہ ایک ہندوستانی عالم تابع محمد بن مولانا مفتی محمد سعید لکھنوی کی تصنیف ہے، کتاب میں فقہی مسائل کا بڑا اچھا ذخیرہ جمع ہو گیا ہے اور بہت اچھے انداز میں، ضخامت کے مختصر ہونے کے باوجود مسائل بہت ہیں اور سارے مسائل کتابوں کے حوالہ سے درج ہیں، انداز بیان سہل اور مفید ہے۔

دیباچہ سے معلوم ہوا کہ مصنف نے یہ کتاب ۱۲۰۱ھ میں لکھی، اور یہ نسخہ ربیع الثانی ۱۲۰۲ھ کا مکتوبہ ہے، کہیں کہیں کرم خوردہ ہے، تجلید میں اوراق بھی جگہ جگہ الٹ پلٹ ہو گئے ہیں، ضخامت (۱۵۰) اوراق ہیں، تقطیع متوسط ہے، ہر صفحہ میں (۱۸) سطریں ہیں، کتاب از کتاب الطہارۃ تا کتاب الفرائض مکمل ہے۔

اس نسخہ پر مولانا عبدالحیٔ فرنگی محلی (م ۱۳۰۴ھ) کے والد محترم مولانا عبدالحلیم بن مولانا محمد امین اللہ (م ۱۲۸۵ھ) کے دستخط ہیں، پھر ان سے بطور ہبہ یہ نسخہ دوسرے بزرگ کے پاس ۱۲۹۰ھ میں منتقل ہو گیا، پھر وہاں سے ۱۳۰۱ھ میں یہ مولانا وکیل احمد سکندرپوری کے یہاں خرید کر آیا، ان تمام حضرات کے دستخط اس پر ثبت ہیں۔

(۲۸۸/۵۲) السراج المنیر (ع ۹۷)

اس پر نام فتاوی السراج المنیر درج ہے۔ بہرحال یہ اس کتاب کا دوسرا نسخہ ہے، مصنف نے جیسا کہ دیباچہ میں لکھا ہے، باب المصارف میں ان اراضی سے متعلق مسائل تفصیل سے لکھے ہیں جو سلاطین انعام اور معاش کے نام پر دیا کرتے تھے، اس سے اندازہ ہوتا ہے مصنف حالات پر گہری نظر رکھتے تھے، چنانچہ انہوں نے قدیم روش سے ہٹ کر بہت سے مسائل کا اضافہ کیا ہے، باب المصارف کے اخیر میں لکھتے ہیں کہ میں نے یہ مسائل تفصیل کے ساتھ اپنی تصنیف "الفتاوی الکبیر" میں درج کئے ہیں، اس سے ان کی ایک اور کتاب کا پتہ چلا، مگر وہ اب تک نظر سے نہیں گذری۔

یہ نسخہ ۱۱۲۸ھ کا مکتوبہ ہے، گویا تصنیف کے صرف آٹھ سال بعد کا ہے، اس کے کاتب عصمت اللہ ولد رحمت اللہ ابن قاضی فیض اللہ ساکن امیٹھہ ضلع لکھنؤ ہیں، یہ تصحیح شدہ نسخہ ہے ضخامت (۱۵۲) اوراق ہیں، ہر صفحہ میں (۱۷) سطریں ہیں، مصنف کے حالات ابھی تک معلوم نہ ہو سکے۔

(۲۸۹/۵۳) شرح الیاس (ع ۱۵)

(از محمود بن الیاس الرومی)

صدر الشریعہ کی کتاب مختصر الوقایہ متون فقہ میں ایک مشہور کتاب ہے، اس کی شرح مختلف علماء نے لکھی ہے، زیر نظر کتاب بھی اسی مختصر الوقایہ کی شرح ہے جو شرح الیاس کے نام سے موسوم ہے، شرح مکمل ہے، ضخامت (۴۰۷) اوراق ہیں اور ہر صفحہ میں (۱۷) سطریں ہیں، متن کو سرخ لکیر دیکر اجاگر کیا گیا ہے، مصنف (شارح) اس کی شرح سے ۸۵۱ھ میں فارغ ہوئے، عبداللہ نجف علی القادری الحسنی نے اس کی کتابت کی ہے، یہ نسخہ ۱۲۳۳ھ کا مکتوبہ ہے، اس کے اخیر میں ایک رسالہ "الاکتفاء فی عصمۃ الانبیاء" نامی لگا ہوا ہے جو دس صفحات پر مشتمل ہے۔ مصنف کا نام سید احمد ہے۔ شرح الیاس کے شروع میں یعنی اس سے پہلے اس جلد میں ایک رسالہ اربعین لگا ہوا ہے

جس میں فقراء کے فضائل میں چالیس حدیثیں درج ہیں۔

(۲۹۰/۵۴) **شرح شرعۃ الاسلام** (۵۷)

(از یعقوب بن سید علی زادہ المتوفی ۹۳۱ھ)

امام زادہ حنفی المتوفی ۵۷۳ھ نے ایک نفیس کتاب شرعۃ الاسلام کے نام سے لکھی، چونکہ یہ ایک عمدہ کتاب تھی اس لئے متعدد علماء نے اس کی چھوٹی بڑی شرحیں لکھیں، یہ شرح علی زادہ کی ہے، اور شبہ نہیں کہ انہوں نے بڑی محنت کی ہے، اور کافی مواد جمع کر دیا ہے، (۶۱) فصلیں ہیں اس شرح کا نام مفاتیح الجنان ہے، مگر اسے کوئی نہیں جانتا ہے "شرح شرعۃ الاسلام" کے نام سے مشہور ہے، اس شرح میں (۱۲۰) کتابوں سے مدد لی گئی ہے جس کی فہرست اخیر کتاب میں موجود ہے، مولانا فرنگی محلی نے اس کتاب کی تعریف کی ہے، اور اسے سراہا ہے، اس کی کتابت عمدہ اور نفیس ہے کاغذ بھی اچھا ہے، ہر صفحہ میں (۲۱) سطریں ہیں، مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے الفوائد البہیہ ص۲۹۴

یہ نسخہ مولانا محمد لطف رسول کی خواہش پر سید وجیہ الدین بن میر غیاث الدین نے ربیع الاول ۱۲۶۷ھ میں نقل کیا اسکے اوراق کی تعداد (۳۳۰) ہے۔

(۲۹۱/۵۵) **شرح مختصر الوقایہ ملا ابو المکارم** (۲۶)

(از ابو المکارم بن عبد اللہ بن محمد المتوفی ــــھ)

برہان الشریعہ نے اپنے پوتے کے لئے یہ مختصر کتاب فن فقہ میں وقایہ کے نام سے لکھی تھی پوتے نے اس کی شرح بھی لکھی اور اس کا اختصار بھی کیا، یہ شرح شرح الوقایہ کے نام سے نصاب میں داخل ہے، البتہ اختصار یہاں رائج نہیں، صدر الشریعۃ (م ۷۴۷ھ) کا یہ اختصار "مختصر الوقایہ" کے نام سے مشہور اور نقایہ کے نام سے موسوم ہے، زیر نظر کتاب اسی مختصر الوقایہ یا نقایہ کی عمدہ جامع شرح ہے، شارح نے یہ شرح ۹۰۷ھ میں تصنیف کی تھی، ضخامت (۲۷۴) اوراق ہیں

ہر صفحہ میں (۲۲) سطریں ہیں، کتابت عمدہ صاف ستھری ہے،

(۲۹۲/۵۶) شرح مختصر الوقایہ المعروف بالشُمُنّی (م ۱۸)

یہ شرح مختصر الوقایہ مشہور مصنف ابو العباس احمد بن محمد الشُمُنّی (م ۸۷۲ھ) کی تصنیف ہے، اس شرح کا نام "کمال الدرایہ فی شرح النقایہ" ہے لیکن عوام وخواص میں "شرح مختصر الوقایہ" یا شرح شمنّی کے نام سے مشہور ہے، یہ اوسط درجہ کی عمدہ شرح ہے اور علماء میں پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔ اس شرح کے مصنف علمی دنیا میں اپنا نمایاں اور امتیازی مقام رکھتے ہیں، آپ بہت سی اور کتابوں کے بھی مصنف ہیں، علامہ سیوطی (م ۹۱۱ھ) اور علامہ سخاوی (م ۹۰۲ھ) کے استاذ ہیں۔

زیر نظر نسخہ از بسم اللہ تا کتاب الحدود ہے، کتاب الحدود کا اخیر حصہ ناقص ہے، اس موجودہ حصہ کی ضخامت (۵۴۴) تقطیع کلاں، ہر صفحہ میں (۲۷) سطریں، کتابت عمدہ صاف ستھری، متن کو سرخ روشنائی سے لکھنے کا اہتمام ہے اور شرح کو سیاہ سے، شارح کے حالات کے لئے دیکھئے الضوء اللامع ص ۱۷۴ ج ۲، حسن المحاضرہ ص ۲۲۴ ج ۱، اور الفوائد البہیہ ص ۴۲، سنہ کتابت اور کاتب کا نام درج نہیں ہے لیکن کتاب بہت پہلے کی کتابت شدہ معلوم ہوتی ہے، اس کی لوح پر مفتی سعد اللہ مراد آبادی کے دستخط اور ان کی مہر لگی ہوئی ہے۔

(۲۹۳/۵۷) شرح مختصر الوقایہ نصف آخر المعروف بالشمنی (م ۱۶-۱۷)

یہ نصف آخر دو حصوں میں مجلد ہے، اس کی مجموعی ضخامت (۵۱۲) اوراق، تقطیع کلاں، ہر صفحہ میں (۱۹) سطریں، کتابت عمدہ صاف ستھری، کاغذ مضبوط باریک چکنا، کتاب البیوع سے لیکر ختم کتاب تک ہے، متن کو سرخ لکیر کے ذریعہ نمایاں کیا گیا ہے، لوح پر مفتی سعد اللہ (م ۱۲۹۴ھ)

کی مہر اور تحریر دونوں ہیں، اپنے قلم سے لکھ رکھا ہے کہ نواب رامپور کلب علی خاں بہادر نے یہ گرانمایہ خزانہ ہم شعبان ۱۲۹۰ھ کو عطا فرمایا، مفتی صاحب نے اپنے دستخط بھی ثبت کر رکھے ہیں، یہ حصہ بیجاپور میں اس وقت لکھا گیا ہے، جب اسے اورنگ زیب عالمگیر (م ۱۱۱۸ھ) فتح کر چکے تھے، ذی الحجہ ۱۰۹۷ھ میں کاتب نے کتابت سے فراغت حاصل کی، کاتب کا نام سعد الدین بن میر وفا بن میر محمد امین سمرقندی ہے۔

(۲۹۴/۵۸) شرح الوقایہ (۹۳ ٪)

(از عبید اللہ بن مسعود المتوفی ۷۴۷ھ)

برہان الشریعہ محمود بن احمد بن عبید اللہ (م ۶۷۳ھ) نے اپنے پوتے عبید اللہ بن مسعود کے لئے وقایہ کے نام سے ایک متن لکھا تاکہ وہ اسے زبانی رٹ لیں، پوتے نے آگے چل کر اس کی ایک مبسوط شرح لکھی جو شرح الوقایہ کے نام سے موسوم ہے اور ہمارے یہاں نصاب میں داخل ہے، کنز کے بعد یہ کتاب ہمارے یہاں عموماً پڑھائی جاتی ہے، وقایہ کے مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے الفوائد البہیہ ص ۲۶۸۔

زیر نظر قلمی نسخہ مکمل ہے، سائز بڑا، کتابت صاف ستھری، ضخامت کوئی تین سو اوراق، کاغذ چکنا باریک، بین السطور و حواشی بھی ہیں، اس کے کاتب محمد بن شیخ جعفر عباسی ہاشمی ہیں، انہوں نے یہ نسخہ اپنے پڑھنے کے لئے سبقاً سبقاً لکھا تھا، اس طرح اس کی کتابت رجب ۱۱۰۷ھ میں تمام ہوئی، ۳۷ جلوس عالمگیری، اس کے ہر صفحہ میں (۱۹) سطریں ہیں، کرم چشیدہ ہے، مصنف شرح وقایہ کے حالات کے لئے دیکھئے الفوائد البہیہ ص ۱۳۹، مقدمہ عمدۃ الرعایہ ص ۱۸، حدائق الحنفیہ ص ۲۸۴۔ نمبر (۱۹) فقہ عربی پر اس کا دوسرا نسخہ ہے جو ۱۰۳۶ھ کا کتابت شدہ ہے۔

(۲۹۵/۵۹) شرح الوقایہ (۲ ٪)

یہ بھی شرح وقایہ کا پرانا قلمی نسخہ ہے، سنہ کتابت اور کاتب کا نام درج نہیں کیونکہ

اخیر کے صفحات غائب ہیں، کتابت معمولی مگر صاف ستھری ہے، کاغذ دیسی ہے، کہیں کہیں سے کرم چشیدہ ہے، متن اور شرح میں تمیز کے لئے کاتب نے یہ صورت اختیار کی ہے کہ متن کے پہلے سرخ روشنائی سے "م" لکھا ہے اور شرح کے پہلے "ش" ضخامت (۲۸۲) اوراق ہیں اور ہر صفحہ میں (۲۳) سطریں، نمبر (۲۱) پر ۱۲۳۲ھ کا کتابت شدہ ایک نا قلمی نسخہ اور ہے، ضخامت (۳۵۲) اوراق، کاتب قطب الدین، اس کے علاوہ مزید دو قلمی نسخے اور ہیں، ایک نمبر (۲۲) پر اور دوسرا (۲۴) پر، ان میں پہلا نسخہ ۱۲۷۴ھ کا لکھا ہوا ہے اور دوسرا ۱۲۸۶ھ کا۔

شرعۃ الاسلام

(۲۹۶/۶۰) (۶۲، ۶۳، ۱۳)

مصنفہ محمد بن ابی بکر امام زادہ حنفی المتوفی ۵۷۳ھ، یہ بہت ہی بوسیدہ قلمی نسخہ ہے، جگہ جگہ حواشی بھی چڑھے ہوئے ہیں، کرم چشیدہ ہے، ۱۲۲۲ھ کا مکتوبہ ہے، کاتب کا نام حکیم سراج الدین ہے، اس میں کوئی بات قابل ذکر نہیں خستہ ہو رہا ہے۔

شرعۃ الاسلام نفیس اور عمدہ کتاب ہے جو مسائل فقہیہ اور تصوف پر مشتمل ہے، البتہ احادیث جہاں نقل کی ہیں ان میں ضعیف حدیثیں بھی آگئی ہیں، اور یہ ان کے واعظ ہونے کا نتیجہ تھا، مصنف کے حالات کے لئے پڑھئے الفوائد البہیہ ص۲۰۰ اور حدائق الحنفیہ ص۲۲۸،

اس کا دوسرا قلمی نسخہ نمبر (۶۲) فقہ عربی پر واقع ہے، بٹر پیپر کے ذریعہ اسے نئی زندگی دی گئی ہے (۱۶۶) صفحات پر پھیلا ہوا ہے، یہ نسخہ ۱۱۱۴ھ کا مکتوبہ ہے۔

الشمنّی علی مختصر الوقایہ

(۲۹۷/۶۱) (۲۳)

شرح مختصر الوقایہ المعروف بالشمنّی کے نام سے اس کا تعارف گذر چکا ہے۔ اس کا اصل نام "کمال الدرایہ فی شرح النقایہ" ہے، یہ اس کا دوسرا قلمی نسخہ ہے اور ایک جلد میں پوری کتاب آگئی ہے، صرف اخیر سے ایک ورق اس کا غائب ہے، مسائل شتی کا ایک ورق موجود

ہے، ضخامت (۵۵۲) اوراق، ہر صفحہ میں (۲۵) سطریں، تقطیع کلاں، کتابت صاف ستھری، سنہ کتابت اخیر کے اوراق غائب ہونے کی وجہ سے نہ ملا، لیکن لوح پر ایک مالک کتاب نے اپنی خریداری کی تاریخ ۱۰۹۹ھ لکھ رکھی ہے، اس سے اندازہ ہوتا ہے کتاب اس سے پہلے کی کتابت شدہ ہے، شارح کا نام جیسا کہ پہلے گذر چکا، ابوالعباس تقی الدین احمد بن محمد الشمنی (م ۸۷۲ھ) حالات کے لئے دیکھئے الفوائد البہیہ صـ۴۴، حدائق الحنفیہ صـ۳۲۹ ۔

(۶۲/۲۹۸) صغیری شرح منیۃ المصلی (۴۴، ۶ع)

یہ ابراہیم بن محمد الحلبی المتوفی ۹۵۶ھ کی تصنیف ہے، منیۃ المصلی فقہ کی مشہور کتاب ہے جو پہلے نورالایضاح کی جگہ داخل نصاب تھی، علامہ حلبی نے اس کی مفصل شرح لکھی جو کبیری کے نام سے مشہور ہے، پھر یہ مختصر اسی کا خلاصہ کیا، یہ صغیری کے نام سے پہچانی جاتی ہے۔ کتاب مستند، مصنف بڑے جید عالم اور فقیہ ہیں ضخامت (۲۵۲) اوراق، ہر صفحہ میں (۱۷) سطریں، کاغذ کرم چشیدہ، بوسیدہ، متن کو سرخ لکیر سے نمایاں کیا گیا ہے، سنہ کتابت درج نہیں، مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے حدائق الحنفیہ صـ۳۷۶ ۔ الشقائق النعمانیہ علی ھامش ابن خلکان صـ ۲۲/۲۴

(۶۳/۲۹۹) صنوان القضاء وعنوان الافتاء (۴۷ع)

(عماد الحق والدین ابوالمحامد محمود بن محمد اسماعیل الخطیب الاسفورقانی م ۶۱۲ھ)

مصنف نے یہ کتاب ۶۳۲ھ میں ہندوستان کے دارالسلطنت دہلی میں بیٹھکر لکھی ہے قضاء سے متعلق مسائل بڑی تفصیل سے کتاب میں آگئے ہیں، یہ کتاب پانچ الواب پر مشتمل ہے، اور ہر باب کے تحت متعدد فصلیں ہیں، اور ہر فصل میں متعدد انواع ہیں، باب اول میں فاتحۃ الکتاب، اس میں قضا کی فضیلت، معرفت، شرائط، اہلیت، سلطان جابر و عادل کا بیان ہے باب دوم میں قاضی کے فرائض، آداب، جائز و ناجائز امور کا بیان ہے، باب سوم میں واجبات

طالب در احضار مطلوب، و مسائل شہود و تعدیل، اور روزینہ از بیت المال کا بیان ہے، باب چہارم فیما ینبغی للقاضی ان یفعل وان لا یفعل و فیما یقضی القاضی، باب پنجم در دعاوی و بینات، کتابت عمدہ نفیس، ہر صفحہ میں (۱۹) سطریں، ضخامت (۲۷۴) اوراق، کاتب محمد قاسم سال کتابت ۱۰۹۵ھ، کاغذ دیسی چکنا، کرم خوردہ، کتاب فقہ حنفی کی روشنی میں لکھی گئی ہے، ابتدا یہاں سے ہوتی ہے،

* الحمد لمن افصحت بتقدسہ الامشاج علی صموتہا الخ۔ دیکھئے نزہۃ الخواطر ۲۶/۱

ظواہر المحکم فی اثبات وضع اثر القدم

(۶۴/۳۰۰) (۱۱م)

(از محبوب بن مصاحب الحنفی)

اس مختصر سے رسالہ میں بدعتی علماء کے اُس رسالہ کا جواب دیا گیا ہے جس میں انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم کے نشانات کو ثابت کرنے کی سعی کی ہے، اور جو "جواہر منیفہ فی اثر القدم الشریفہ" کے نام سے شائع ہوا تھا مصنف نے ثابت کیا ہے کہ اثر قدم رسول کا کوئی شرعی ثبوت نہیں ہے، اور جو روایت نقل کی گئی وہ بلا سند ہے جس کا کوئی اعتبار نہیں۔ اس طرح کی ساری روایتیں جعلی ہیں، رسالہ اپنے موضوع پر ایک عمدہ کوشش ہے۔

۳۲ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ ہر صفحہ میں تیرہ سطریں ہیں، کتابت معمولی ہے، بدعتیوں کی طرف سے اثبات میں ۱۲۶۷ھ میں جو رسالہ شائع ہوا تھا انہوں نے بھی اسی سنہ میں اس کا یہ جواب لکھا، مصنف کے حالات کہیں نہیں مل سکے۔

عنایہ شرح ہدایہ

(۶۵/۳۰۱) (۳۹م)

(از اکمل الدین محمد بن محمود بن احمد الحنفی البابرتی المتوفی ۷۸۶ھ)

ہدایہ فقہ حنفی کی ایک مستند اور مقبول و متداول کتاب ہے، اس کی شرح اور حواشی مختلف علماء نے لکھے ہیں، مختصر شروح میں عنایہ اچھی کتاب ہے، طرز بیان سہل اور انداز سلیس ہے،

ہندوستان میں بھی یہ چھپی ہے اور مصر میں بھی۔

یہ قلمی نسخہ ابتدا سے کتاب الوقف تک ہے، ضخامت کوئی چارسو اوراق ہوں گے، کاغذ بوسیدہ ہونے کے باوجود ابھی لائق استفادہ ہے، کتابت عمدہ اور صاف ستھری، ہر صفحہ میں (۲۵) سطریں، سنہ کتابت اور کاتب کا نام درج نہیں، شروع کتاب میں مفتی سعد اللہ اور اخیر میں شاہ غازی الدین خاں کی مہر پڑی ہوئی ہے

مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے الفوائد البہیہ ص۲۵۳، حسن المحاضرہ ص۲۲۳ ج ۱، مفتاح السعادہ ص۱۳۱ ج ۲۔

(۶۶/۳۰۲) عیون المذاہب المظفری (۴۷)

(از محمد بن محمد بن احمد السخاوی المعروف بقوام الدین الکاکی المتوفی ۷۴۹ھ)

اس کتاب میں مذاہب اربعہ کو بیان کیا گیا ہے اور وہ بھی اختصار کے ساتھ تاکہ ہر شخص شوق سے اس کا مطالعہ کرسکے بالخصوص طلبہ بآسانی اسے ضبط کرسکیں، مصنف نے یہ کتاب بطور تحفہ اپنے سربراہ مملکت حاج بن محمد الملک المظفر کی خدمت میں پیش کی تھی اور اسی مناسبت سے اس کا نام "عیون المذاہب المظفری" رکھا، آپ نے ہدایہ کی شرح معراج الدرایہ نامی کتاب بھی لکھی ہے

یہ کتاب اپنے موضوع پر اچھی اور جامع ہے، اس کا آخری صفحہ غائب ہے، کاتب کا نام کمال بن علی ہے، سنہ کتابت درج نہیں ہے، اس کے پہلے صفحہ پر محمد شمیلہ حنفی کی دستی تحریر ہے، جو مکہ مکرمہ کے رہنے والے ہیں، ان کی ملکیت میں یہ کتاب ۱۰۶۰ھ میں آئی، پھر یہ مفتی سعد اللہ ہندی کی ملکیت میں آئی، اس سے اس قدر ضرور معلوم ہوا کہ یہ ۱۰۶۰ھ سے پہلے کی لکھی ہوئی ہے، پوری کتاب (۱۲۲) اوراق پر ہے، اور ہر صفحہ میں (۱۹) سطریں ہیں، کتاب اچھی حالات میں ہے

مصنف کے حالات کے لئے دیکھیں الفوائد البہیہ ص۲۴۱، اور حدائق الحنفیہ صفحہ ص۲۸۶۔

(۶۷/۳۰۳) عینی شرح کنز المسمّٰی بہ رمز الحقائق (۱۲۵)

کنز الدقائق للنسفی کی مشہور شرح رمز الحقائق معروف بہ "عینی" محمود بن احمد العینی المتوفی ۸۵۵ھ کی تصنیف ہے، یہ جلد کتاب البیوع سے اخیر کتاب تک ہے، یہ نسخہ ۱۰۹۰ھ کا کتابت شدہ ہے، کاتب کوئی ابن عبد الخالق ہیں، خط سے اندازہ ہوتا ہے یہ عربی النسل ہیں، یہ جلد ورق ۱۶۱ سے شروع ہوتی ہے اور ورق ۳۱۴ پر ختم ہوتی ہے، کتابت صاف ستھری ہے، ایک صفحہ میں ۳۵ سطریں ہیں، کاغذ موٹا دبیز ہے۔ متن میں سرخ روشنائی استعمال کی گئی ہے اور شرح میں سیاہ، اس پر قاضی معظم شاہ نام کی مہر پڑی ہوئی ہے، مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے الضوء اللامع صلا ۱۳۱ ج ۱۰، حدائق الحنفیہ ص ۳۲۱ ۔

(۶۸/۳۰۴) فتاوٰی ابراہیم شاہی (۸۴/۱)

(از شہاب الدین احمد بن محمد الملقب بہ نظام الکیلانی الحنفی الجونپوری المتوفی ۸۷۵ھ)

ترتیب عمدہ ہے، مسائل کا بڑا ذخیرہ آگیا ہے، انداز بیان سلیس وسہل ہے، اس کی تدوین میں ایک سو ساٹھ کتابوں سے مدد لی گئی ہے، مولانا عبد الحئی فرنگی محلی جیسے صاحب نظر نے اسے کتب غیر معتبرہ کی فہرست میں لکھا ہے مگر خود دیکھ کر نہیں بلکہ ملا عبد القادر بدایونی کے حوالہ سے اور ملا صاحب نے شیخ حاتم سنبھلی (م ۹۶۸ھ) کا حوالہ دیا ہے (عمدۃ الرعایہ)۔ صاحب کشف الظنون لکھتے ہیں "کتاب کبیر من افخر الکتب کقاضیخان جمعہ من مائۃ و ستین کتابا للسلطان ابراہیم شاہ" (صفحہ ۱۳۷ ج ۱)۔

قاضی نظام الدین جونپوری گجرات میں پیدا ہوئے اور جونپور میں آکر آباد ہو گئے جہاں ابراہیم شاہ شرقی نے انھیں قاضی کے عہدہ پر مامور کیا، اس جلد میں کتاب الطہارۃ سے کتاب الحج تک کے مسائل ہیں، ضخامت (۱۳۴) اوراق، ہر صفحہ میں ۲۵ سطریں، کتابت عمدہ اور نفیس، سنہ کتابت

درج نہیں مگر اندازہ ہے کہ کئی سو سال پہلے کی کتابت شدہ ہے، کرم چشیدہ ہونے کے باوجود لائق استفادہ ہے۔ مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے نزہۃ الخواطر ص۲۱ ج ۳۔

فتاوی بزازیہ

(۶۹/۳۰۵) (۸۲ء)

(از محمد بن محمد بن شہاب المعروف بابن البزاز الکردری الحنفی المتوفی ۸۲۷ھ)

فتاوی بزازیہ معتمد کتاب ہے، مسائل حوالہ کے ساتھ نقل کئے گئے ہیں، دلیل کی رو سے جو مسئلہ راجح ہے اسے ہی لیا ہے، اس کا اصل نام "الجامع الوجیز" ہے، ۸۱۲ھ میں اس کی تصنیف عمل میں آئی، علماء نے اسے عمدہ مجموعہ قرار دیا ہے، اس کے اوراق (۴۷۵) ہیں اور ہر صفحہ میں (۲۵) سطریں سائز بڑا ہے، کتابت صاف ستھری ہے، ۱۱۰۰ھ کی لکھی ہوئی ہے، مرمت کے بعد کتاب اچھی حالت میں ہے، مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے الفوائد البہیہ ص۲۴۲، حدائق الحنفیہ ص۳۱۴۔

فتاوی حمادیہ

(۷۰/۳۰۶) (۸۵ء)

(از ابوالفتح رکن بن حسام المفتی ناگوری)

فتاوی حمادیہ باوجود مختصر ہونے کے اپنے اندر بڑی جامعیت رکھتا ہے اور اس کی ترتیب عمدہ ہے، (۳۰۴) کتابوں کی مدد سے مفتی رکن ناگوری نے یہ فتاوی مرتب کیا ہے، ان کے شریک کار ان کے فرزند ارجمند مولانا داؤد رہے۔

نہروالہ میں جب یہ آئے تو قاضی حماد الملۃ قاضی اکرم نے یہ خدمت ان کے سپرد کی اور فرمایا کہ فتاوی کی ایک اچھی کتاب مرتب کردیں، یہ ۸۳۵ھ میں قاضی کی حیثیت رکھتے تھے، مؤلف نے اسی زمانہ میں یہ عمدہ کتاب مرتب کی، ہر نئے باب کے ساتھ اس کے فضائل میں ایک حدیث نقل کرتے ہیں پھر جزئیات بیان کرتے ہیں، جن کتابوں سے انہوں نے مدد لی ہے مقدمہ میں ان تمام کتابوں کا تذکرہ کردیا ہے، کتاب کا نام "الفتاوی الحمادیہ" رکھا گیا، یہ فتاوی (۲۷۸) اوراق پر پھیلے ہوئے ہیں، ہر صفحہ

میں (۲۵) سطریں ہیں، کتابت نفیس اور پاکیزہ ہے، محولہ کتابوں کے نام کاتب نے ہر جگہ سرخ روشنائی سے لکھے ہیں تاکہ نمایاں رہیں، اسی طرح کتاب اور ابواب کے عنوانات بھی، کاغذ پکا مضبوط ہے۔ سن کتابت درج نہیں ہے مگر یہ نسخہ کسی طرح تین چار سو سال سے کم کا مکتوبہ نہیں ہے۔

مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے نزہۃ الخواطر ص ج ۴، مصنف نویں صدی ہجری کے ہیں، سنہ وفات کہیں نہیں مل سکا۔

(۲۰۷/۱۱) فتاویٰ خیریہ (۱۱)

(از خیرالدین الرملی المتوفی ۱۰۸۱ھ)

یہ تو آجکل بھی متداول ہے، معتمد اور رائق استفادہ کتابوں میں اس کا شمار ہے، زیر نظر قلمی نسخہ کی کتابت بہتر ہے، تعداد اوراق (۲۷۸) ہے، ہر صفحہ میں (۲۴) سطریں ہیں، مسئل اور جواب ہر جگہ سرخ روشنائی سے لکھا گیا ہے تاکہ مسائل کی تلاش میں دقت نہ ہو۔ اسے مصنف نے اپنی اخیر عمر میں مرتب کیا تھا، سنہ کتابت درج نہیں، مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے حدائق الحنفیہ ص۴۲۲ آپ صاحب درمختار کے استاذ تھے۔

(۲۰۸/۷۲) فتاویٰ فصول العمادی (۱۰)

فتاویٰ فصول العمادی فقہ حنفی کی کتب فقہ میں ایک اچھی کتاب ہے جو "باب القضا والحکومۃ" سے شروع ہوتی ہے، اس میں معاملات سے متعلق مسائل ہیں، مصنف کون ہے؟ اس باب میں اختلاف ہے بعضوں نے جمال الدین بن عماد الدین کی جگہ اس کا مصنف ابوالفتح عبدالرحیم بن ابی بکر ابن عبدالجلیل المرغینانی السمرقندی کو قرار دیا ہے اور اسی رائے کو ترجیح ہونی چاہئے۔ کتاب کی تکمیل ۶۵۱ھ میں ہوئی جس کی اخیر میں صراحت ہے، سنہ وفات نہیں مل سکا، ساتویں صدی ہجری کے علماء میں ہیں اور صاحب ہدایہ کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔

زیر نظر قلمی نسخہ لمبے سائز پر ہے، کل اوراق (۲۷۲) ہیں، اس طرح کہ ہر صفحہ میں (۲۷) سطریں ہیں، کتابت معمولی ہے مگر صاف ہے، البتہ حروف گھسیٹ کر لکھے گئے ہیں، کاغذ موٹا دبیز ہے مگر میلا، یہ نسخہ جامع کمالات مولانا نجیب اللہ احمد البہاری کے حکم سے سنہ ۱۱۹۸ھ میں لکھا گیا ہے۔ اس پر نجیب اللہ احمد نام کی مہر بھی لگی ہوئی ہے، اس میں سنہ ۱۲۰۲ھ درج ہے، جگہ جگہ کرم خوردہ ہے، مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے ص۲۷ حدائق الحنفیہ اور الفوائد البہیہ ص۸ مطبوعہ سنہ ۱۹۶۷ء۔

(۳۰۹/۷۳) فتاوی عالمگیری جلد اول (ع ۴۴)

فتاوی عالمگیری شاہ اورنگ زیب عالمگیر نے ملا نظام الدین کی سرپرستی میں علمار ہند کی ایک معتمد جماعت کی محنت سے مرتب کرایا تھا جسے اللہ تعالی نے ہند و بیرون ہند میں بڑی قبولیت عطا کی اور آج پوری دنیائے احناف میں رائج ہے، زیر نظر قلمی نسخہ کتاب الطہارۃ سے شروع ہو کر کتاب الحج پر ختم ہوتا ہے، کتابت عمدہ، کاغذ بہتر اور مضبوط، ضخامت (۲۵۶) اوراق۔ ہر صفحہ میں (۱۹) سطریں، سال کتابت سنہ ۱۲۴۰ھ، اس کے اخیر میں نتائج الافکار حاشیہ ہدایہ کا ایک حصہ لگ رہا ہے۔

(۳۱۰/۷۴) فتاوی عالمگیری جلد ثانی وثالث (ع ۵ و ع ۹۹)

یہ دوسری جلد کتاب النکاح سے شروع ہوتی ہے اور باب النفقہ پر ختم ہوتی ہے، کتابت صاف ستھری، کاغذ رنگین عمدہ، ضخامت (۳۷۲) اوراق، سال کتابت سنہ ۱۲۶۳ھ، فی صفحہ (۱۵) سطریں تیسری جلد کتاب البیوع سے شروع ہو کر کتاب الدعوی کے ابتدائی حصہ پر ختم ہوتی ہے اسکے اوراق (۳۹۳) ہیں، کاغذ کرم چشیدہ ہے۔

(۳۱۱/۷۵) فتاوی عالمگیری جلد رابع (ع ۶ و ع ۴۴)

یہ جلد کتاب الدعوی سے شروع ہوتی ہے، اور کتاب الغصب پر ختم ہوتی ہے، کاغذ دیسی

مضبوط کتابت صاف ستھری، ہر صفحہ میں (۲۳) سطریں، اوراق (۵۰۲) سنہ کتابت درج نہیں۔

(۷۵/۳۱۱) فتاوٰی عالمگیری جلد خامس (۲۵، ۱۰۱)

کتابت عمدہ کاغذ دیسی خستہ، ابواب وفصول تمام سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں، جدولیں خوبصورت لکیروں سے بنی ہوئی ہیں، اوراق (۳۷۲) سال کتابت درج نہیں؛ یہ جلد کتاب الشفعہ سے شروع ہوتی ہے اور مسائل شتیٰ پر ختم ہوتی ہے۔

(۷۶/۳۱۲) فتاوٰی عالمگیری جلد اول نصف آخر (۱۲۱)

یہ جلد اول کا نصف آخر ہے، یہ باب صلوٰۃ العید سے شروع ہوتی ہے اور کتاب الحج پر تم ہوتی ہے، یہ چھوٹے سائز پر ہے، کتابت معمولی، ضخامت (۱۴۳) اوراق، کاتب ملا محمد منظور سال کتابت ۱۲۳۷ھ، ہر صفحہ پر (۱۵) سطریں۔

(۷۷/۳۱۳) فتاوٰی قاضی خاں (۸۰)

(از فخر الدین حسن بن منصور الاوزجندی الفرغانی المتوفی ۵۹۲ھ)

فتاوی قاضی خاں علمی دنیا میں کافی مشہور ومقبول ہے، کسی تعارف کی قطعاً ضرورت نہیں، فتاوی مستند اور معتبر کتابوں میں ہے اور مفتیان کرام کے یہاں متداول ہے، اور عموماً ایسے مسائل درج ہیں جو زیادہ پیش آتے ہیں، یہ کتاب ہر جگہ چھپی ہوئی ملتی ہے۔

زیر نظر نسخہ باب ما یفسد المزارعۃ سے شروع ہوتا ہے اور کتاب الحجر پر ختم ہوتا ہے، بڑے سائز کے (۲۴۰) اوراق پر پھیلا ہوا ہے، فی صفحہ (۲۷) سطریں ہیں، کتابت صاف ستھری اوسط درجہ کی ہے، سن کتابت اور کاتب کا نام درج نہیں، شروع میں فہرست مضامین بھی لگی ہوئی ہے، ابتدا میں بحیثیت مالک کتاب عبد العلیم سید محمد تسلیم الحسینی کا نام ہے اور اس کے ساتھ رجب ۱۳۱۰ھ

کی تاریخ ہے۔ مصنف کے حالات کیلئے دیکھئے الجواہر المضیہ ص۲۰۵ ج۱ ۔

(۳۱۴/۷۸) فتاوٰی قاضی خان (۷۹)

یہ بھی فتاوی قاضی خان کی ایک جلد ہے، جو کتاب النکاح سے شروع ہوتی ہے اور کتاب الاجارہ کی فصل فیما یجب الاجیر علی المستاجر پر ختم ہوتی ہے، بڑے لمبے سائز کے (۱۷۴) اوراق پر پھیلی ہوئی ہے، کتابت عمدہ اور صاف ستھری ہے، فی صفحہ (۲۷) سطریں ہیں، شروع میں سید محمد تسلیم الحسینی کے دستخط ہیں اور رجب ۱۲۱۳ھ کی تاریخ پڑی ہوئی ہے، کاغذ عمدہ اور کتاب بہتر حالت میں ہے، قاضی خاں کے حالات کے لئے دیکھئے الفوائد البہیہ ص۶۴ مطبوعہ ۱۹۶۷ء اور حدائق الحنفیہ ص۲۳۱

(۳۱۵/۷۹) فتاوی مجہول الاسم (۸۳)

فتاوی کا یہ نسخہ مفید اور کارآمد معلومات کا حامل ہے، مگر یہ معلوم نہ ہوسکا کہ کیا نام ہے اور اس کے مؤلف و مرتب کون ہیں، ہر طرح کے مسائل سلیقہ اور حوالہ سے بیان کئے گئے ہیں، دعائیں اور ان کے ترجمے بھی جگہ جگہ ہیں۔

کتابت معمولی ہے اور کاغذ بھی، اس کے کل (۳۰۷) اوراق ہیں اور ہر صفحہ میں (۱۹) سطریں ہیں، ابتدا میں روح کے متعلق علماء کے اقوال ہیں، اس طرح یہ کتاب الطہارۃ سے لیکر کتاب الصوم تک ہے، عربی عبارت اور دعاؤں کا ترجمہ فارسی زبان میں ہے۔ سنہ کتابت اور کاتب کا نام درج نہیں۔

(۳۱۶/۸۰) فتاوٰی مجموعۃ الغرائب (۸۶)

اس مجموعہ میں مسائل و احکام کا بڑا اچھا ذخیرہ ہے گو کہیں کہیں غیر مفتی بہ مسائل بھی آگئے ہیں، عنوانات میں مفید جدت ہے، مجموعہ مکمل ہے ہاں ایک بڑی کمی یہ ہے کہ اس میں کتابوں کے حوالے نہیں ہیں جس . . . سے یہ معلوم ہوتا کہ یہ مسئلہ کس کتاب سے لیا گیا ہے، کتابت صاف ستھری ہے، ضخامت ۳۴۷ اوراق ہیں، ہر صفحہ میں (۱۷) سطریں ہیں، کاغذ دیسی مگر کرم چشیدہ

ہے، نسخہ بہت قدیم کتابت شدہ معلوم ہوتا ہے، پہلے صفحہ پر تو نام، ونہ مہریں تھیں وہ سب مٹادی گئی ہیں ایک سنہ رہ گیا ہے جو کسی نے خریداری کے وقت ڈالا ہے، یہ ۱۲۴۳ھ ہے، ابتدا یہاں سے ہے:

"الحمد للہ الذی ھدانا سبیل السلام و علمنا الاحکام الخ"

مقدمہ میں لکھا ہے: " فھذہ مجموعۃ الغرائب المنتخبۃ من فوائد ائمۃ الامصار فی سوالف الدھور الخ"

فتح القدیر

(۳۱۷/۸۱) (عـ۳۰)

فتح القدیر فقہ کی مشہور کتاب ہدایہ کی شرح ہے اور ہدایہ کی شرحوں میں سب سے بہتر اور مفصل شرح ہے، ابن الہمام (م ۸۶۱ھ) کو فقہ حنفی میں جو مقبولیت اور برتری حاصل ہے وہ ظاہر ہے، فقہ کا حل اگر حدیث کی روشنی میں مشاہدہ کرنا ہو تو اس کے لئے فتح القدیر ایک عمدہ کتاب ہے، عام طور پر علماء و فقہاء کے یہاں یہ رائج ہے۔

یہ قلمی نسخہ اس کا ایک معمولی سا حصہ ہے، کتاب الشرکۃ سے یہ حصہ شروع ہوتا ہے، اور کتاب الصرف پر ختم ہوتا ہے، اوراق کے نمبر نہیں ہیں، کوئی سوڈیڑھ سو اوراق ہوں گے اور ہر صفحہ میں (۳۱) سطریں ہیں، کتاب مجموعی حیثیت سے اچھی حالت میں ہے، مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے الفوائد البہیۃ ص۲۳۲، الضوء اللامع ص۱۲۷ ج ۸، مفتاح السعادہ ص۱۳۲ ج ۲۔

فتح القدیر

(۳۱۸/۸۲) (عـ۲۹)

یہ بھی فتح القدیر کی کسی جلد کا ایک حصہ ہے، کتاب الحدود کے ایک حصہ سے یہ جلد شروع ہوتی ہے، اور کتاب المفقود پر ختم ہوتی ہے مگر اس کے صرف دو ورق آئے ہیں، کتاب عمدہ ہے، قولہ اور اجاب جہاں جہاں آیا ہے اسے شرخ روشنائی سے لکھا گیا ہے، ہر صفحہ میں (۳۱) سطریں ہیں، شروع میں جس کتب خانہ میں داخل ہوئی ہے وہاں دیدہ شد کے ساتھ ۱۱۸۱ھ درج ہے

اس سے معلوم ہوا کہ یہ جلد اس سے پہلے کی کتابت شدہ ہے۔

(۳۱۹/۸۳) **فرائض شریفی** (۱۱۵ع)

علم فرائض میں سراجی مشہور و متداول کتاب ہے، یہاں درسیات میں داخل ہے، اس کے مؤلف عبد الرشید السجاوندی ہیں، زیر نظر قلمی نسخہ فرائض شریفی سراجی کی عمدہ شرح ہے، کہیں کہیں حاشیہ بھی ہے، یہ شرح سید شریف السجاوندی کی تصنیف ہے، ضخامت (۹۰) اوراق، کتابت صاف ستھری، ہر صفحہ میں (۱۷) سطریں، کاتب خواجہ اویس، سال کتابت درج نہیں ہے، مگر یہ نسخہ جس نے خریدا تھا اس نے اپنے نام عزیز اللہ کے ساتھ تاریخ ربیع الاول سنہ ۱۱۸۴ھ لکھ رکھی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ نسخہ اس سنہ یا اس سے پہلے کا کتابت شدہ ہے۔

(۳۲۰/۸۴) **فصول العمادی** (۱۰۶ع)

از ابو الفتح بن ابی بکر المرغینانی۔ (تعارف گذر چکا)۔

(۴۲۱/۸۵) **قدوری** (۳۵ع)

(ابو الحسین القدوری البغدادی المتوفی سنہ ۴۲۸ھ)

قدوری متون فقہ میں ایک مشہور و مقبول اور متداول کتاب ہے، درس نظامی اور دوسرے نصابوں میں داخل ہے، کتاب مختصر ہے اور مختصر ہونے کے باوجود بڑی اہم ہے، زیر نظر قلمی نسخہ (۳۳۴) صفحات پر پھیلا ہوا ہے اور ہر صفحہ میں تیرہ سطریں ہیں، کتابت معمولی اور بوسیدہ ہے، کاتب کا نام قاضی محمد حامد ہے، سنہ کتابت درج نہیں ہے، اندازہ یہ ہے سو ڈیڑھ سو سال پہلے کی مکتوبہ ہے، جگہ جگہ بین السطور حواشی بھی ہیں، مصنف نے اور بہت سی کتابیں لکھی ہیں، آپ کے حالات کے لئے دیکھیں مفتاح السعادۃ ص ۱۴۱ ج ۲، الفوائد البہیہ ص ۳۵، اس کتاب کا دوسرا

قلمی نسخہ نمبر ۵۲ پر ہے اور نمبر (۵۳) پر، ان میں کوئی خاص بات نہیں۔

ایضاً

(۳۲۲/۸۶) (۵۴)

قدوری کا یہ قلمی نسخہ چھوٹے سائز پر ہے، کتابت عمدہ اور روشن ہے، کوئی ڈیڑھ سو اوراق ہوں گے اور ہر صفحہ میں (۱۶) سطریں ہیں، کتاب اچھی حالت میں ہے، کوئی خاص بات قابل تذکرہ نہیں۔ سنہ کتابت درج نہیں اور نہ کاتب کا ہی کا نام ہے۔

ایضاً

(۳۲۳/۸۷) (۵۵)

قدوری کا یہ نسخہ چھوٹے سائز پر ہے، کتابت اور جدولیں رنگین اور بیل بوٹوں سے مزین ہیں مختلف رنگ اس کے سجانے میں اور دیدہ زیب بنانے میں استعمال کئے گئے ہیں، ابواب اور فصول سرخ روشنائی سے لکھے گئے، کتاب میں ہر طرح کی نفاست کا خیال رکھا گیا ہے، اوراق کے نمبرات پڑے ہوئے نہیں ہیں، کتاب از بسم اللہ تا تمت مکمل اور اچھی حالت میں ہے، پوری کتاب میں ہر صفحہ پر جدولیں بڑی جاذب نظر معلوم ہوتی ہیں اس کے سنوارنے اور لکھنے میں کافی محنت کی گئی ہے، یہ نسخہ ۱۱۴۹ھ کا مکتوبہ ہے، حافظ محمد عوض صاحب ساکن استالیف کے دستخط ہیں، جگہ جگہ حواشی بھی ہیں، مجموعی اعتبار سے یہ نسخہ بہت عمدہ ہے۔

کتاب الافصاح

(۳۲۴/۸۸) (۵۶)

(از ابو المظفر یحییٰ بن ھبیرہ الوزیر المتوفی ۵۶۰ھ)

مذاہب اربعہ میں یہ کتاب لکھی گئی ہے، مصنف نے امام ابو حنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ، اور امام احمد بن حنبلؒ میں ہر ایک کا مسلک و مذہب بیان کیا ہے، کسی کو راجح و مرجوح نہیں کہا ہے، انداز بیان سہل اور عام فہم ہے، حاشیہ بھی ہے اور کارآمد ہے، سال کتابت ۱۰۸۸ھ ہے،

ضخامت (۱۳۴) اوراق، ہر صفحہ میں (۲۵) سطریں، کتابت اچھی اور صاف ستھری، ابواب وفصول کی کتابت سرخ روشنائی سے کی گئی ہے، ہر مسئلہ کی ابتدا میں اوپر سرخ لکیر کھینچ دی گئی ہے تاکہ مسائل دیکھنے میں کوئی دقت پیش نہ آئے، مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے ابن خلکان ج۲ ص۲۴۶۔

(۸۸/۳۲۵) کتاب البستان (۳۶)

(از فقیہ ابو اللیث نصر بن محمد بن ابراہیم السمرقندی المتوفی ۳۹۳ھ)

یہ کتاب صرف بستان یا بستان العارفین کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں (۱۵۸) ابواب ہیں باب طلب علم سے کتاب شروع ہوتی ہے اور باب المداراۃ پر ختم ہوتی ہے، یہ فقہ، تصوف اور اخلاق کا مجموعہ ہے۔ زیر نظر قلمی نسخہ مختلف قلموں کا لکھا ہوا ہے خط میں یکسانیت نہیں ہے، ضخامت (۳۱۶) اوراق، کتابت معمولی اور کہیں کہیں عمدہ بھی، ہر صفحہ میں (۱۵) سطریں، سنہ کتابت اور کاتب کا نام درج نہیں ہے، مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے مفتاح السعادہ ص۱۳۹ ج۲، الفوائد البہیہ ص۲۸۷ ۔

(۸۹/۳۲۶) کتاب الذخیرہ (۳۷)

الموسوم بہ ذخیرۃ العقبیٰ فی شرح صدر الشریعۃ العظمیٰ

(از یوسف بن جنید المعروف بہ اخی چلپی المتوفی ۹۰۵ھ)

اس کتاب کا تعارف "حاشیہ چلپی" کے نام سے پہلے بھی آچکا ہے، یہ شرح وقایہ مشہور درسی کتاب کی شرح ہے، مصنف نے دس سال کی مسلسل محنت کے بعد اسے تیار کیا ہے، اس کے اخیر سے کچھ اجزا غائب ہیں، موجودہ اوراق کی تعداد (۱۷۶) ہے اور ہر صفحہ میں (۱۹) سطریں ہیں، سنہ کتابت کا پتہ نہیں ہے، کتابت اچھی اور صاف ستھری ہے، کتاب مرمت کے بعد اچھی حالت میں ہے، مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے الفوائد البہیہ ص۲۹۵ ۔

(۹۰/۳۲۷) کتاب الصلوٰۃ (بنے)

(حافظ ابن القیم الجوزی المتوفی ۷۵۱ھ)

حافظ ابن القیمؒ کی کتاب الصلوٰۃ علمی دنیا میں جو شہرت رکھتی ہے وہ محتاج بیان نہیں، یہ کتاب در اصل ایک استفسار کا جواب ہے جو ان سے کیا گیا تھا، ان سے پوچھا گیا تھا کہ قصداً جو نماز ترک کردی گیا اس کا قتل کردینا واجب ہے، اور یہ قتل کیا مرتد و کافر کا قتل ہوگا اور اس کے ساتھ وہی معاملہ کیا جائے گا جو مرتد کے ساتھ کیا جاتا ہے؟ یا یہ قتل جدا ہوگا اور اسلام کے دائرہ میں باقی رہے گا پھر اس کی تدفین مسلمان قبرستان میں درست ہے یا نہیں اور اس طرح اس کے اعمال حبط ہوجائیں گے یا نہیں، پھر جماعت کے تارک کے متعلق اسلام کا کیا حکم ہے، مسجد کی حاضری ضروری ہے یا گھر میں جماعت کرلینا کافی ہے؟ اس طرح کے سوالات کے جواب میں یہ کتاب معرض وجود میں آئی ہے، کتاب جامع اور مدلل ہے، پڑھ کر آدمی بہت خوش ہوتا ہے اور اور اہل علم لذت علم محسوس کرتے ہیں، مطبوعہ نسخے بلکہ اس کا اردو ترجمہ تک عام طور پر ملتا ہے یہ قلمی نسخہ بہت صاف ستھرا ہے، کاغذ موٹا دبیز ہے اور اچھا ہے، نہ صفحات کے نمبرات ہیں اور نہ اوراق کے، کوئی (۷) اوراق ہوں گے اور ہر صفحہ میں (۲۱) سطریں ہیں، سنہ کتابت درج نہیں، مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے ابجد العلوم ص۸۲۲، شذرات الذہب ص۱۶۸/ج۶

(۹۱/۳۲۸) کتاب الفصول نصف اول و دوم (بنے/۱۴۴)

یہ کتاب محمد بن محمود الاستروشنی المتوفی ۶۳۲ھ کی تصنیف ہے، معاملات کے متعلق مسائل کا بڑا حصہ اس میں آگیا ہے، پوری کتاب تیس فصلوں پر منقسم ہے، کتاب حنفی نقطۂ نظر کی حامل ہے، ہر مسئلہ کسی نہ کسی کتاب کے حوالہ کے ساتھ درج ہے، مصنف نے اس کی تصنیف سے ۶۲۵ھ میں فراغت پائی، کتاب کی ابتدا کتاب القضاء سے ہوئی ہے اور پھر ساری مسائل خوبصورتی سے

بیان کئے گئے ہیں، اس میں نکاح وطلاق کی بحث نہیں آئی ہے، یہ پوری کتاب قلمی دوجلدوں میں مجلد کرائی گئی ہے، دونوں کے مجموعی اوراق (۴۲۲) ہیں، کتابت میں مختلف قلم استعمال ہوئے ہیں، اس کے کچھ حصہ میں ہر صفحہ میں (۱۷) سطریں ہیں اور بڑے حصہ میں (۳۱) سطریں، کتابت معمولی ہے اور کاغذ بوسیدہ کمزور ہے، سنہ کتابت درج نہیں مگر اندازہ یہ ہے کہ کئی سو سال پہلے کی کتابت شدہ ہے، سائز بڑا ہے۔ کتابت عربی نژاد کی معلوم ہوتی ہے۔ مصنف کے حالات کے لئے پڑھئے الفوائد البہیہ ص۲۹۵ ۔

ایضاً

(۳۲۹/۹۲) (۴۳)

یہ کتاب الفصول کا دوسرا نسخہ چھوٹے سائز پر ہے اور پہلے نسخہ سے زیادہ صاف ستھرا لکھا ہوا ہے، جن کتابوں سے انہوں نے مسائل اخذ کئے ہیں ان تمام کا حوالہ کتاب میں موجود ہے، اور حوالہ کی ساری کتابوں کا نام سرخ روشنائی سے لکھا گیا ہے۔ اخیر سے ناقص ہے، موجودہ اوراق کی تعداد (۲۱۴) ہے اور ہر صفحہ پر (۲۲) سطریں ہیں، کتابت صاف ستھری ہے، بآسانی پڑھی جاسکتی ہے، خط معمولی ہے، پہلی فصل قضار اور حکومت کے باب میں ہے اور اس فصل میں سب سے پہلے دارالاسلام اور دار الحرب کی تعریف اور اس سلسلہ میں علمار احناف کا جو اختلاف ہے اسے بیان کیا گیا ہے۔

اس کتاب پر دو چار چھوٹی مہریں پڑی ہوئی ہیں مگر صاف پڑھی نہیں جاتیں، پہلے صفحہ یعنی لوح پر یہ عبارت موجود ہے"

" فصول استروشنی مجلد اول بابتہ خرید شاہ جہاں آباد در ملک فقیر حقیر محمد کبیر حسینی رسولدار قنوجی است، تحریر یافت ۱۹ شہر محرم الحرام ۱۱۶۵ھ "

اس کے بائیں جانب یہ عبارت ہے:

قد اشتراہ العبد العاصی ولی اللہ ... سنۃ الف و.. خمسۃ واربعین من الھجرۃ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ۔

یہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے دستخط ہیں اور یہ ۱۱۴۵ھ کا معلوم ہوتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ کتاب اس سے پہلے کی لکھی ہوئی ہے

(٩٣/٢٣٠) کنز الدقائق نصف آخر (عنـ !)

(عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی المتوفی ١٠ ٧ھ)

فقہ میں علامہ نسفی کی یہ کتاب متن متین کی حیثیت رکھتی ہے جس کی بہت سے علمار نے مبسوط و مختصر شرحیں لکھی ہیں، یہ کتاب آجکل مدارس اسلامیہ کے نصاب میں داخل ہے، یہ قلمی حصہ کتاب البیوع سے شروع ہوتا ہے اور کتاب الفرائض پر ختم ہوتا ہے، کتابت صاف ستھری عمدہ ہے، ہر صفحہ میں صرف سات سطریں ہیں حالانکہ تقطیع بڑی ہے. کل اوراق (٢٢٤) ہیں، ورق ١٢٠ تک بین السطور اور حواشی بہت کافی چڑھے ہوئے ہیں، کاغذ دیسی ساخت کا ہے، سنہ کتابت اور کاتب کا نام درج نہیں ہے مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے مفتاح السعادۃ ص١٤٢ ج٢، الفوائد البہیہ ص١٢٩ اور حدائق حنفیہ ص٢٧٣.

اس کے دو قلمی نسخے اور ہیں، ایک کا نمبر (١٠٣) ہے اس کی ضخامت (٢٩٧) اوراق ہیں اور ہر صفحہ میں (١٩) سطریں ہیں، دوسرے نسخہ کا نمبر (٩٥) ہے، اس کی ضخامت (٢٤٩) اوراق ہیں اور ہر صفحہ میں صرف سات سطریں، سنہ کتابت ان میں سے کسی پر درج نہیں ہے.

(٩٤/٣٣١) کنز العباد فی شرح الاوراد (١٣٤)

شیخ بہار الدین نقشبندی (م ٧٩١ھ) کی کتاب "الاوراد البہائیہ" ایک مشہور کتاب ہے جس کے متعلق مشہور ہے کہ شیخ موصوف کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں اس کی تعلیم فرمائی تھی اور آپ نے سید الکونین سے سبقاً سبقاً اسے حاصل کیا تھا (کشف الظنون ص١٣٣ ج١).

زیر نظر کتاب کنز العباد اس کی ہی شرح ہے جو علی بن احمد الغوری ساکن کرا ضلع جونپور (م سنہ) کی تصنیف ہے، یہ کتاب فقہی انداز پر لکھی گئی ہے مگر ترتیب تصوف کی کتابوں کی سی ہے، شارح نے دیباچہ میں لکھا ہے کہ میں نے اس درمیانہ درجہ کی شرح میں ساری چیزیں حل کردی ہیں، اور جو چیزیں آنی چاہئے بس وہی لایا ہوں، نہ اس قدر مختصر ہے کہ مخل ہوجائے اور نہ اتنی طویل جو اکتا دے اور

چونکہ سالکین کے لئے توبہ کا وہی درجہ ہے جو طہارت کا نمازیوں کے لئے، اس لئے اسی سے کتاب شروع کی ہے
اس شرح میں الفاظ کے معنی کی تحقیق مختلف کتابوں کے حوالہ سے کی ہے اور ان محولہ کتابوں کے الفاظ نقل کئے ہیں، اس لئے کہیں عربی عبارت ملتی ہے اور کہیں فارسی، مسئلہ کی تحقیق متعدد کتابوں سے نقل کی ہے اس کا بڑا فائدہ یہ ہے کہ مسئلہ نکھر کر سامنے آتا ہے، ائمہ احناف میں فیما بین جو اختلاف ہے اس کا تذکرہ بھی ہے، مجموعی طور پر کتاب عمدہ ہے اور شارح مستحق شکریہ۔

کتابت نفیس عمدہ، جن کتابوں کا حوالہ دیا گیا ہے ان کے نام سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں، حاشیہ پر اہم مسائل کے لئے عنوان بھی سرخ روشنائی سے درج ہے، ایک صفحہ میں (۲۱) سطریں ہیں، کاغذ دیسی باریک عمدہ ہے، ۱۲۸۵ھ کی کتابت شدہ ہے، کاتب کا نام شیخ شہاب الدین بن شیخ عبدالقادر القاہری ہے، شروع میں فہرست مضامین بھی ہے، اوراق (۲۶۲) ہیں، شروع کتاب میں "عافیت بخیر آباد ۱۲۷۳ھ" کی مہر لگی ہوئی ہے، تقطیع کلاں۔

شارح کے حالات کے لئے پڑھئے نزہۃ الخواطر ص۱۹ ج۲۔

(۳۳۲/۹۵) کنز العباد فی شرح الاوراد (۱۳۳)

یہ اس کا دوسرا قلمی نسخہ ہے اور قدیم ہے، کتابت صاف ستھری ہے، اس میں کہیں کہیں حواشی بھی ہیں، کاغذ میلا موٹا اور خستہ ہے، مرمت کر کے کتاب محفوظ کی گئی ہے، اوراق (۲۷۰) ہیں ایک صفحہ میں (۲۱) سطریں ہیں، ۱۱۲۶ھ کی مکتوبہ ہے مطابق ۶۹ جلوس عالمگیر، کاتب کا نام مہر علی بن جمعہ علی ہے، سائز اس کا پہلے سے بڑا ہے، شروع میں فہرست مضامین شامل ہے۔

(۳۳۳/۹۶) ایضاً (۵۹)

یہ نسخہ اوسط تقطیع پر ہے، کتابت معمولی ہے، ہر صفحہ میں (۲۱) سطریں ہیں، ضخامت (۲۹۵) اوراق ہیں، یہ نسخہ ۱۱۶۱ھ کا لکھا ہوا ہے، محمد امین بن بلاقی اس کے کاتب ہیں، کتاب بوسیدہ ہو رہی

مگر ابھی قابل استفادہ ہے، شروع میں مولانا حکیم وکیل احمد صاحب سکندر پوری کے دستخط وان کی مہر ہے
مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے نزہۃ الخواطر صـ۱۹ ج ۲۔

(۳۳۴/۹۷) مجموعہ احکام الشرعیہ (عـ۵۴)

یہ ابوالطاہر ابراہیم بن عبدالصمد بن بشیر المالکی المتوفی سـہ کی تصنیف ہے، فقہ مالکی میں عمدہ تصنیف معلوم ہوتی ہے، ہر عنوان کے لئے ایک علیحدہ فصل قائم کی ہے، متفق علیہ مسائل کی بھی صراحت ہے اور مختلف فیہ کی بھی مگر دلیل کسی مسئلہ کی مذکور نہیں ہے، کرم خوردہ ہے، بٹر پیپر کے ذریعہ حفاظت کی گئی ہے، اوراق (۳۷) ہیں اور ہر صفحہ میں (۲۱) سطریں، تمام فصلوں کو سرخ روشنائی سے لکھا گیا ہے، مؤلف نے اسے ۵۲۶ھ میں تصنیف کیا تھا۔ اس کے ساتھ ایک دوسری کتاب سلی ہوئی ہے، اس کے مصنف ابوزید عبدالرحمٰن السخادی ہیں، اس کے اوراق ۴۳ ہیں اور ہر صفحہ میں (۲۱) سطریں، مکہ مکرمہ سے یہ آئی ہوئی ہے، ایک مالک نے اپنی ملکیت کا زمانہ ۱۰۸۷ھ لکھ رکھا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ اس سے پہلی کی مکتوبہ ہے، یہ دوسری کتاب بھی فقہ مالکی سے متعلق ہے۔

(۳۳۵/۹۸) مختصر الخزانہ (۵۵)

فقہ حنفی کی کتاب ہے، مصنف کا نام نہیں مل سکا، یا یہ خزانۃ الروایات نامی کتاب کی تلخیص ہے، یا کوئی دوسری کتاب ہے، یہ کتاب الطہارۃ سے شروع ہوتی ہے اور کتاب الفوائد فی الحدیث پر ختم ہوتی ہے، ہر باب میں مصنف نے تمام کارآمد مسائل جمع کر دینے کی سعی کی ہے۔ اور ہر صفحہ میں (۲۱) سطریں، کتابت صاف ستھری ہے، کاغذ دیسی ہے، ابواب وفصول کی کتابت سرخ روشنائی سے کی گئی ہے، سنہ کتابت درج نہیں، مگر اندازہ ہے کہ بہت پہلے کی مکتوبہ ہے۔

(۳۳۶/۹۹) مختار الفتاوی (۱۰۲)

محمد بن احمد بن محمد الطاہری کی تصنیف ہے، اس کے مصنف نے مقدمہ میں لکھا ہے کہ دوستوں کا تقاضا ہوا کہ ان مسائل کو یکجا کر دوں جو مفتٰی بہا ہیں چنانچہ میں نے ان کی یہ فرمائش پوری کی، سینکڑوں کتابوں کی ورق گردانی کی، پچاس کتابوں کا نام بھی انہوں نے لکھا ہے، ان کتابوں سے ایسے مسائل کتاب اور فصل وار جمع کر دئے ہیں جن پر فتوٰی دیا جاتا ہے، نوادر میں نے نہیں لئے اور نہ کسی کی دلیل دی تاکہ مطالعہ کرنے والے بآسانی مطالعہ کر سکیں، تنقیح و تصحیح میں کوئی کوتاہی نہیں ہونے دی، فتاوی سے متعلق واقعۃً مسائل کا ایک بڑا ذخیرہ اس میں قدوری کی ترتیب پر جمع کیا گیا ہے جو قیمتی ذخیرہ ہے۔ اخیر سے ناقص ہے، باب الوصیۃ بالدفن پر یہ نسخہ ختم ہو جاتا ہے، (۲۹۸) اوراق ہیں اور ہر صفحہ میں (۱۸) سطریں ہیں، کتابت صاف ستھری ہے، فصول و ابواب کے عنوانات سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں، حاشیہ پر بھی بہت سے مسائل مختلف کتابوں کے حوالہ سے درج ہیں سینکڑوں سال پہلے کی مکتوبہ ہے، گو سنہ کتابت درج نہیں، شروع میں کتاب کی فہرست مضامین بھی درج ہے۔

(۳۳۷/۱۰۰) مختصر الوقایہ (۱۱۸)

(از صدر الشریعہ عبید اللہ بن مسعود المتوفی ۷۴۷ھ)

یہ وقایہ نامی متن کا اختصار ہے جس کا نام نقایہ رکھا گیا تھا۔ وقایہ کی شرح بھی انہوں نے لکھی ہے جو نصاب میں داخل ہے، اخیر سے اوراق غائب ہیں اس لئے معلوم نہیں ہو سکا کہ سال کتابت کیا ہے، کوئی اسی اوراق ہوں گے، ہر صفحہ میں سات سطریں ہیں، مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے الفوائد البہیہ۔

(۱۰۱/۳۳۸) مختصر البیان فی شرح مواہب الرحمٰن (۲۲ع)

مواہب الرحمٰن فی مذہب النعمان نام سے ابراہیم بن موسیٰ الطرابلسی نزیل القاہرۃ المتوفی ۹۲۲ھ نے ایک کتاب مجمع البحرین کے طرز پر لکھی تھی، پھر خود انہوں نے اس کی ایک شرح "البرہان" کے نام سے لکھی، زیر نظر کتاب مختصر البیان بھی مواہب الرحمٰن فی مذہب النعمان کی شرح ہے۔ مگر یہ دوسرے عالم کی لکھی ہوئی ہے، افسوس مصنف کا نام معلوم نہ ہوسکا چونکہ اخیر سے کچھ اجزاء اس کے غائب ہیں، اس لئے سن کتابت بھی ہاتھ نہ لگ سکا، کتابت معمولی ہے۔ متن پر سرخ لکیر پڑی ہوئی ہے۔

موجودہ حصہ کے اوراق (۲۸) ہیں اور شروع میں جو فہرست مضامین اور اس پر نمبر پڑے ہیں، ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے (۴۹۴) اوراق تھے، جلد بند نے اوراق الٹ پلٹ کر دیئے ہیں، ہر صفحہ میں (۲۳) سطریں ہیں۔

(۱۰۲/۳۳۹) ملتقی الابحر (۲۲ع)

ابراہیم بن محمد الحلبی المتوفی ۹۵۶ھ کی تصنیف ہے، آپنے متون فقہ سے یہ کتاب تیار کی ہے، معاون کتابوں میں قدوری، مختار، کنز، وقایہ اور دوسری کتابیں ہیں، مصنف کا ذاتی اضافہ بھی ہے، مصنف نے اسے ۹۲۳ھ میں لکھا تھا، انداز بیان سہل اور عام فہم ہے اور مصنف کی یہ خصوصیت ان کی ہر کتاب میں پائی جاتی ہے، اسے علماء نے فقہ احناف میں سب سے عمدہ، کامل تر اور عظیم تر متن قرار دیا ہے، اس کی ... ایک شرح صاحب درمختار نے "الدر المنتقی" کے نام سے لکھی ہے اور ایک مصنف کے شاگرد علی الحلبی المتوفی ۹۶۷ھ نے، سنہ کتابت درج نہیں، اخیر سے یہ نسخہ ناقص ہے، مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے الشقائق النعمانیہ علی ہامش ابن خلکان ص۲۴ ج ۲۔

(۱۰۳/۳۴۰) منتخب مختار الکونین (۱۱۶ع)

سید ابوالفتح المعروف بہ شیخ عبدالمنعم بغدادی نے ۹۷۳ھ میں مختلف ممالک کے اکثر علماء

کے مشورہ سے جو سب حجاز میں جمع ہو گئے تھے مختار الکونین کے نام سے حکمراں طبقہ کی ہدایت کے لئے ایک کتاب لکھی تھی، ایک عالم نے اس کتاب کی تلخیص کر دی ہے جنہوں نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا ہے، یہی تلخیص "منتخب مختار الکونین" کے نام سے موسوم ہے، اس کے نمایاں ابواب یہ ہیں۔

(۱) احکام سلطنت اور ان سے متعلق دیگر امور (۲) معیشت (۳) معاملات (۴) عقائد (۵) عبادات (۶) متعلقات آخرت (۷) ابتدا خلق تا بعثت نبوی (۸) ظلم اور اس کا دافع (۹) انصاف اور اس کی حقیقت (۱۰) رعایا کے حقوق (۱۱) لشکر اور اس کے فرائض (۱۲) امارت وحکومت (۱۳) مخالفین سے بچاؤ (۱۴) حکام و امراء کے لئے ہدایتیں (۱۵) تحقیق حالات (۱۶) حدود و قصاص (۱۷) تعزیرات وسیاست (۱۸) جہاد (۱۹) مخلوق کی راحت رسانی۔

تقطیع متوسط، ہر صفحہ میں ۲۳ سطریں، اوراق (۸۲) کتابت صاف ستھری معمولی عنوانات میں سرخ روشنائی استعمال کی گئی ہے، سنہ کتابت اور کاتب کا نام درج نہیں مگر قدیم ہے

(۱۰۴/۱۴۴/۳۴) منحۃ السلوک فی شرح تحفۃ الملوک (۱۱۴)

(از ابو محمد محمود العینی المتوفی ۸۵۵ھ)

تحفۃ الملوک کے نام سے فقہ میں ایک عمدہ متن زین الدین محمد بن ابی بکر بن عبد المحسن الرازی الحنفی کا تھا جس میں دس کتابیں ہیں، طہارت، صلوٰۃ، زکوٰۃ، حج، صوم، جہاد، صید کراہیت، فرائض اور کسب مع الادب، اپنے دور میں یہ کتاب مقبول و متداول تھی، اور یقیناً یہ اسی لائق ہے بھی اس کی مقبولیت کے پیش نظر متعدد علماء نے اس کی شرح لکھی، ان میں سے ایک شرح یہ پیش نظر کتاب بھی ہے، شارح کا بیان ہے کہ جب میں دیار مصر میں آیا، میں نے ترکوں کو دیکھا کہ وہ اس کتاب کو بہت پسند کرتے ہیں، اور یہ کتاب یقیناً اپنی خوبیوں کی وجہ سے ایسی تھی بھی، تو میں نے اس کی یہ شرح "منحۃ السلوک فی تحفۃ الملوک" کے نام سے لکھدی، علامہ عینی نے اپنے مرتبہ کے مطابق مختصر شرح کے باوجود بہت بہتر انداز میں لکھی ہے، اللہ تعالی جزائے خیر دے۔

کتابت پاکیزہ، سائز چھوٹا، صفحات (۴۰۰) فی صفحہ (۱۷) سطریں، حاشیہ پر تمام فصول و مسائل کے عنوانات درج ہیں، شروع کے صفحات میں دو جگہ ملا عبدالحکیم کے قلم سے حاشیہ ہے، مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے حسن المحاضرہ صفحہ ۲۲۴ ج ۱. شذرات الذہب ج ۴ ص ۲۸۶

(۳۴۲/۱۰۵) منظومۃ الشیخ الجمال (۶۷)

(از علامہ تبنینی الشافعی رحمہ اللہ)

فقہ شافعی کو نظم کیا گیا ہے، یہ علامہ تبنینی ابن الجمال الشافعی کی تصنیف ہے، پہلا شعر یہ ہے

یاسادۃ خصوا بفضل ورفعۃ وبالعلم سادوا واعلی الناس جملۃ

کل اشعار (۲۵۰) ہیں، ضخامت (۹) اوراق، ہر صفحہ میں (۱۵) سطریں، کاتب الحاج عیسی الخضراوی، سنہ ۱۱۳۰ھ کی کتابت شدہ ہے، یہ نسخہ متعدد علماء کی ملکیت میں رہ چکا ہے، کاغذ موٹا دبیز ہے۔

(۳۴۳/۱۰۶) من لایحضرہ الفقیہ جلد اول و ثانی (۴۸/۴۹)

(از ابوجعفر محمد بن علی القمی)

یہ شیعی مذہب کی کتاب ہے، مصنف نے لکھا ہے کہ مجھے زکریا طبیب کی کتاب "من لایحضرہ الطبیب" دکھائی گئی تاکہ اس طرز پر فقہ شیعی میں ایک کتاب میں بھی لکھ دوں تاکہ مفتی نہ ہونے کے وقت اس کے مسائل پر لوگ عمل کر سکیں، چنانچہ میں نے مستند کتابوں سے مفتی بہ مسائل جمع کرنے کی سعی کی ہے، خاکسار کے نزدیک انہوں نے اپنے مذہب کے مطابق اچھی خدمت انجام دی ہے، یہ باب المیاہ سے شروع ہوتی ہے، پوری کتاب تین حصوں میں منقسم ہے پہلی جلد میں کتاب الطہارۃ اور کتاب الصلوۃ ہے، اور دوسری جلد کتاب الزکوۃ سے شروع ہوتی ہے، اور باب الفروض علی الجوارح پر ختم ہوتی ہے، پہلی جلد کے (۷۸) اوراق

ہیں اور دوسری کے (۸۷) ہر صفحہ میں (۲۷) سطریں ہیں، کتابت نفیس پاکیزہ ہے، جدولیں سنہری چمکدار ہیں. قال یا روی کا لفظ جہاں آیا ہے وہ سب سرخ روشنائی سے لکھا گیا ہے، ابواب وفصول کے عنوانات بھی سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں، تصنیف سے فراغت کا ذکر ہے یا کتابت کا کچھ سمجھ میں نہیں آیا، یہ ۹۹۸ھ ہے، پہلی دوسری جلد ایک جگہ مجلد ہے. اس کے لوح پر پانچ چھ مہریں پڑی ہوئی ہیں، نظام الملک نام کی ایک صاف مہر ہے، ایک جگہ کتب خانہ میں داخلہ کی تاریخ ۱۰۰۹ھ لکھا ہوا ہے، دوسرے کتب خانہ کی مہر کے نیچے ۲۰ ذیقعدہ ۱۱۵۱ھ لکھا ہوا ہے، تصحیح اور مقابلہ سے فراغت کی تاریخ ۱۱ ربیع الاول ۱۱۰۵ھ ہے، تیسری جلد کی ضخامت زیادہ ہے. اور اس کے اوراق ۱۶۸ ہیں.

(۱۰۷/۴۴۴ ف) مواہب الرحمن فی مذہب النعمان (۳۸م)

(از ابراہیم بن موسیٰ الطرابلسی المتوفی ۹۲۲ھ)

فقہ حنفی کی ایک عمدہ کتاب ہے، اس کی ایک شرح خود مصنف نے لکھی جس کا نام "البرہان" رکھا، دوسری شرح ایک دوسرے عالم نے لکھی، اس کا نام "مختصر البیان" ہے، اس کا تعارف اپنی جگہ آئے گا، زیر نظر کتاب کی تقطیع لمبی، ضخامت (۲۴۸) اوراق، بین السطور جگہ جگہ حواشی، سنہ کتابت درج نہیں مگر بہت پہلے کی کتابت شدہ معلوم ہوتی ہے. ہر صفحہ میں (۲۰) سطریں، کرم خوردہ مگر مرمت کے بعد لائق مطالعہ ہے، مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے شذرات الذہب ج ۸ ص ۱۰۵

(۱۰۸/۴۴۵) نصاب الاحتساب (۶۹م)

(از عمر بن محمد بن عوض السنامی الحنفی)

جن مسائل کا تعلق احتساب سے ہے ان ابواب کے تمام مسائل مستند کتابوں سے مصنف نے اس میں جمع کر دیئے ہیں، پوری کتاب پینسٹھ (۶۵) ابواب پر مشتمل ہے، اس اعتبا

سے کتاب قابل قدر اور لائق مطالعہ ہے کہ احتساب سے متعلق مسائل اس میں یکجا مل جاتے ہیں، پھر مسائل بھی مستند ہیں۔

پوری کتاب (۹۲) اوراق پر پھیلی ہوئی ہے، ہر صفحہ میں (۲۱) سطریں ہیں، سید محمد بن سید سنو بھیروی کی مکتوبہ ہے، سن کتابت درج نہیں، مگر کاغذ سے اندازہ ہوتا ہے کتاب کئی سو سال پہلے کی لکھی ہوئی ہے، کتابت صاف ستھری ہے، کرم چشیدہ ہونے کے باوجود مطالعہ میں کوئی خاص نقص واقع نہیں ہوتا۔

(۱۰۹/۳۴۶) النہر الفائق شرح کنز الدقائق جلد اول (۱۱)

(از سراج الدین عمر بن نجیم المصری المتوفی ۱۰۰۵ھ)

کنز الدقائق درسیات میں داخل ہے، اس کی بہت سی شرحیں لکھی گئی ہیں، ان میں ایک شرح جو مطبوعہ نہیں ملتی النہر الفائق بھی ہے، اس کے مصنف زین بن نجیم مصری (م ۹۷۰ھ) کے چھوٹے بھائی اور شاگرد ہیں، انہوں نے البحر الرائق کا تکملہ بھی لکھا ہے، مگر قبولیت اور شہرت جو البحر الرائق کو حاصل ہوئی وہ دوسری کسی شرح کو نہ ہوئی۔

زیر نظر جلد ابتدا سے کتاب الزکوٰۃ تک کے حصہ پر مشتمل ہے، البتہ شروع کے چار اوراق غائب ہیں، ضخامت (۴۰۴) صفحات، ہر صفحہ میں ۲۳ سطریں، کاغذ کرم چشیدہ مگر مرمت کے بعد لائق استفادہ ہے، سنہ کتابت درج نہیں لیکن اندازہ ہے کہ یہ کسی طرح دو ڈھائی سو سال پہلے سے کم کی نہیں۔

(۱۱۰/۳۴۷) ایضاً جلد دوم (۱۲)

جلد باب صدقۃ السوائم سے شروع ہو کر کتاب الرضاع پر ختم ہوتی ہے، یہ اور پہلی جلد دونوں ایک کاتب کی لکھی ہوئی معلوم ہوتی ہیں، ضخامت ۴۴۲ صفحات، ہر صفحہ میں (۲۳)

سطریں، کتابت عمدہ و دیدہ زیب، متن پر سرخ لکیر دونوں جلدوں کی تقطیع متوسط اور کاتب کا نام ابراہیم الاشعری ہے ۔

(۱۱۱/۳۴۸) ایضاً جلد اول و دوم (۱۹۰۰ء، ۱۳۰۹ھ)

یہ نسخہ بڑی تقطیع پر ہے، کتابت صاف ستھری اور پاکیزہ مگر خط باریک، جگہ جگہ مفید حواشی اور سب حوالے کے ساتھ۔ ضخامت (۲۹۶) اوراق، ہر صفحہ میں (۲۷) سطریں یہ ابتدائے کتاب الیسیر تک ہے، کاغذ بوسیدہ، سنہ کتابت درج نہیں مگر اندازہ ہے کئی سو سال پہلے کی کتابت شدہ ہے، ایک مالک کی مہر پر ۱۲۲۹ھ کندہ ہے، شروع میں فہرست مضامین بھی لگی ہوئی ہے، مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے الفوائد البہیہ ص۱۶۲، خلاصۃ الاثر ص۲۰۶ ج ۳. حدائق الحنفیہ ص۴۱۲۔

(۱۱۲/۳۴۹) النہر الفائق از کتاب الطلاق (۱۲۴)

یہ حصہ بھی النہر الفائق کا ایک جزء ہے جو کتاب الطلاق سے شروع ہوتا ہے اور کتاب الکفالہ پر ختم ہوتا ہے، اوراق کے نمبر پڑے ہوئے نہیں ہیں، کوئی ڈھائی سو اوراق ہوں گے اور ہر صفحہ میں (۲۳) سطریں، کتابت صاف ستھری ہے مگر کوئی نفاست نہیں، کاغذ باریک اور کمزور لگا ہوا ہے، سنہ کتابت اور کاتب کا نام درج نہیں ہے، متن سرخ روشنائی سے لکھا گیا ہے تاکہ نمایاں رہے ۔

(۱۱۳/۳۵۰) ہدایہ اخیرین (۱۰۳)

(از برہان الدین المرغینانی المتوفی ۵۹۳ھ)

ہدایہ اخیرین کوئی غیر معروف کتاب نہیں ہے، فقہ کی سب سے زیادہ فصیح و مدلل کتاب ہے

اور درسیات میں داخل نصاب ہے، یہ اس کا قلمی نسخہ ہے اور مکمل ہے، کتابت صاف ستھری ہے حاشیہ بہت کشادہ رکھا گیا ہے، شمار اوراق کے نمبرات نہیں ہیں مگر اندازہ ہے کوئی تین سات سو اوراق سے کم نہ ہوں گے، ہر صفحہ میں (۱۵) سطریں ہیں، ۱۳۱۲ھ کی مکتوبہ ہے۔ مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے مفتاح السعادہ ص۱۲۶ ج ۲۔ الفوائد البہیہ ص۲۳۱ اور حدائق الحنفیہ ص۲۳۲۔

(۳۵۱/۱۱۴) **ایضاً** (۱۱۷)

ہدایہ اخیرین کا یہ دوسرا قلمی نسخہ قیمتی ہے اس لئے کہ یہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) کے زیر درس رہ چکا ہے، ورق نمبر ۲۶۴ - ۲۶۷ اور ۲۶۹ پر حضرت شاہ صاحب کے دستخط ثبت ہیں، حواشی بھی کافی چڑھے ہوئے ہیں، پہلے صفحہ کی لوح پر یہ عبارت ہے

"ہدایۂ ہذا متبرک است کہ سالہا در درس شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ماندہ است باحتیاط باید داشت"۔

اس تحریر پر جو مہر لگی ہوئی ہے وہ صاف پڑھی نہیں جاتی کہ کیا نام ہے البتہ اس پر جو ۱۲۱۱ھ کندہ ہے وہ صاف پڑھا جاتا ہے، ضخامت (۳۹۹) اوراق، ہر صفحہ میں (۲۱) سطریں، کتابت معمولی، ہدایہ اخیرین کے کئی قلمی نسخے اور ہیں، ایک نمبر ۳۱ پر ہے جو ۱۲۲۹ھ کا مکتوبہ ہے اور بہت دیدہ زیب ہے، ضخامت (۳۱۷) اوراق، دوسرا نسخہ نمبر (۳۳) پر ہے، یہ ۱۲۶۳ھ کا نقل کردہ ہے، اس کی ضخامت (۴۶۹) صفحات، ہر صفحہ میں (۲۰) سطریں، تقطیع کلاں، کاتب جلال الدین سیوہاروی، تیسرا نمبر ۳۴ پر ہے، اس پر سنہ کتابت درج نہیں، ضخامت (۴۱۲) اوراق، کرم چشیدہ ہے، چوتھا نسخہ نمبر ۱۲۹ پر ہے، یہ اوسط تقطیع پر لکھا ہوا ہے، ضخامت (۲۶۹) اوراق، ہر صفحہ میں (۲۱) سطریں، سنہ کتابت درج نہیں، اخیر سے ناقص ہے، ان سب کی کتابت صاف ستھری ہے۔

(۳۵۲/۱۱۵) **ہدایہ جلد ثانی** (۳۲)

یہ جلد کتاب النکاح سے شروع ہو کر کتاب الوقف پر ختم ہوتی ہے، تعداد اوراق

(۲۵۶) ہے، ہر صفحہ میں (۱۵) سطریں ہیں، جگہ جگہ حواشی بھی ہیں، یہ جلد ۱۱۵۸ھ کی کتابت شدہ ہے
کاتب احمد اللہ جونپوری بحرآبادی ہیں، کتابت صاف ستھری لیکن کاغذ بوسیدہ ہے۔

فقه فارسی

(۱۱۶/۳۵۳) **احکام الصلوٰۃ** (۲۹)

سوال وجواب میں ایمان، اسلام، نماز اور غسل وغیرہ سے متعلق ضروری احکام کی نشاندہی کی گئی ہے۔ کل بارہ اوراق کا رسالہ ہے، مصنف نے اپنا نام نہیں لکھا ہے۔ ہر صفحہ میں ۱۲ سطریں ہیں ربیع الاول ۱۲۷۶ھ کا مکتوبہ ہے، کتابت صاف ستھری ہے۔

اس رسالہ میں دو رسالے اور لگے ہوئے ہیں، ایک کا نام ہے قصہ منصور اور دوسرے کا نام ہے نصیحت نامہ، ان دونوں کی زبان اردو ہے۔ اخیر میں چہل کاف مع ترجمہ ہے، لیکن سارے رسالے خستہ حالت میں ہیں، بمشکل پڑھے جاتے ہیں۔

(۱۱۷/۳۵۴) **احکام المیت** (۳۵)

مصنف نے [illegible] تکفین وغیرہ معتبر کتب سے منتخب کرکے فارسی زبان [illegible] لکھا ہیں، مرض الموت میں گرفتاری کے بعد سے [illegible] رسالے ضروری احکام اجمالی طور پر مصنف نے اس رسالہ میں [illegible] ضخامت (۳۱) اوراق ہے، ہر صفحہ میں تیرہ سطریں ہیں، کتابت معمولی مگر صاف ستھری ہے [illegible] ۱۲۶۵ھ کو یہ رسالہ لکھا گیا ہے۔ مصنف کا نام معلوم نہ ہو سکا اور نہ ان کے حالات۔

(۱۱۸/۳۵۵) **اقسام جرائم فوجداری** (۱۴)

اس جلد میں پانچ کتابیں ہیں (۱) اقسام جرائم فوجداری از مولوی راشد مفتی عدالت صدر دیوان کلکتہ (۲) رسالہ جنایات از مولوی عبدالواحد صدر امین ضلع پانی پت (۳) جامع التعزیرات من کتب الثقات از قاضی سراج الدین علی خاں (۴) ترجمہ کتاب الجنایات فتاویٰ عالمگیری

از قاضی نجم الدین قاضی القضاۃ کلکتہ باعانت قاضی سعید الدین (۵) ترجمہ سراجی مع فوائد شریفی۔
پہلی کتاب میں جرائم کی مختلف قسمیں بیان کرکے ان کی سزا بیان کی گئی ہے، یہ صرف متن ہی متن ہے تفصیل بالکل نہیں، اجمالی طور پر اتنا بیان کر دیا گیا ہے کہ اس جرم کی یہ سزا ہے، ضخامت ۲۵ صفحات۔ دوسری کتاب میں جرائم اور ان کی سزائیں ذرا تفصیل سے بیان ہوئی ہیں، یہ مضمون ۷۶ صفحات پر ہے، تیسری کتاب میں بھی جرائم اور ان کی سزاؤں کا بیان ہے، مگر اس میں جو کچھ لکھا گیا ہے حوالہ کے ساتھ لکھا گیا ہے اور پہلی دونوں کتابوں سے اس میں تفصیل زیادہ ہے اس کی ضخامت (۱۶۲) صفحات، چوتھی کتاب فتاوی عالمگیری کی کتاب الجنایات کا فارسی ترجمہ ہے، یہ ترجمہ (۳۵۵) صفحات پر پھیلا ہوا ہے، اس کے ضمن میں مترجم کے دو رسالے اور ہیں، ایک میں تعزیرات کے مسائل مختلف کتابوں سے جمع کئے گئے ہیں اور حدود کی تفصیل بھی دی گئی ہے، پانچویں کتاب علم فرائض کی مشہور کتاب سراجی اور اس کی شرح شریفیہ کا فارسی ترجمہ ہے۔

کتابت تمام کتابوں کی صاف ستھری ہے اور یہ سب ۱۲۵۱ھ کی کتابت شدہ ہیں۔

(۳۵۶/۱۱۹) بہادر خانی منظوم (۲۷)

مختصر الوقایہ متون فقہ میں ایک مسلم اور عمدہ کتاب ہے، زیر نظر کتاب اس کا منظوم ترجمہ ہے اور یہ ترجمہ مشہور مصنف اور شاعر مولانا عبد الرحمٰن جامی (م ۸۹۱ھ) کا ہے جو خود سند کی حیثیت رکھتے ہیں، ضخامت (۲۷) اوراق، ہر صفحہ میں (۲۱) سطریں، کتابت عمدہ اور صاف ستھری، سنہ کتابت درج نہیں، کاتب کا نام الطاف علی ولد کرامت علی ہے، مترجم کے حالات کے لئے دیکھئے رشحات ص۱۳۳، خزینۃ الاصفیاء ص۵۸۶ ج ا۔

(۳۵۷/۱۲۰) ترجمہ سراجی مع فوائد شریفی (۳۱)

علم فرائض کی مشہور کتاب سراجی اور اس کی شرح شریفیہ کا فارسی ترجمہ ہے تاکہ اس مسئلہ

میں جبکہ یہاں کی عام زبان فارسی تھی ہر ایک ان مسائل ضروریہ سے واقف ہو جائے۔

یہ ترجمہ بڑے سائز پر ہے (۷۷) اوراق ہیں اور ہر صفحہ میں (۱۵) سطریں ہیں، کتابت ایسی ہے کہ پڑھنے میں کوئی دقت نہیں ہوتی، کاتب کا نام الطاف علی ولد محمد کرامت علی ہے اور اس کی کتابت رجب ۱۲۵۷ھ میں مکمل ہوئی ہے، کاغذ بوسیدہ ہو رہا ہے، یہ ترجمہ محمد راشد صاحب کے قلم سے ہے۔

(۱۲۱/۳۵۸) ترجمہ شرح وقایہ (۹/م)

مترجم عبدالحق سجاول سرہندی نے اس کتاب کے دیباچہ میں تحریر کیا ہے کہ ایام جوانی سے میں نے اپنی باگ ڈور قطب الاقطاب حضرت شیخ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۸۰ھ) کے ہاتھ میں دیدی تھی چنانچہ آپکی صحبت سے حسب استعداد مستفید ہوا، ذکر و اشغال سے جو وقت بچتا تھا اس میں کتابوں کے مطالعہ کا طبعی ذوق پورا کرتا تھا، طلبہ کی حالت کے پیش نظر میں نے شرح وقایہ کا ترجمہ (فارسی) شروع کر دیا کہ مبتدئین کو علم فقہ سے مناسبت ہو، متوسطین تکرار میں فائدہ اٹھائیں اور حل عبارت اور اس کی ترکیب پر قابو پائیں اور بعض دشوار اعراب حل ہو جائیں، کتاب البیوع تک یہ ترجمہ پورا کیا، پھر بعد میں آہستہ آہستہ چنانچہ یہ ترجمہ ۱۰۷۶ھ میں پورا ہوا، اور اس کا نام انہوں نے "مسائل شرح وقایہ" تجویز کیا، یہ عالمگیر اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ کا دور تھا اس لئے ان کے لئے بھی دعائیہ کلمات لکھے ہیں، سنہ کتابت ۲۲ھ ہے غالباً اس کی مراد ۲۲ سنہ جلوس عالمگیر ہے، کل اوراق (۲۳۰) ہیں، ہر صفحہ میں (۲۱) سطریں ہیں، کتابت صاف ستھری ہے، مرمت کے بعد قابل استفادہ ہو سکتا ہے۔

(۱۲۲/۳۵۹) ترجمہ کتاب الجنایات فتاوی عالمگیری (۲/م)

مولانا محمد نجم الدین (م ۱۲۲۹ھ) قاضی القضاۃ یعنی چیف جسٹس تھے، انہوں نے کتاب الجنایات

کے مسائل فارسی زبان میں یکجا کر دیئے ہیں، سامنے فتاوی عالمگیری ہے۔ یہ پورا ذخیرۂ جنایات (۱۳۶) اوراق پر مشتمل ہے، ترجمہ رواں اور عمدہ ہے۔ ہر صفحہ میں (۲۲) سطریں ہیں، کتابت عمدہ اور صاف ستھری ہے، یہ نسخہ ۱۲۳۵ھ کا مکتوبہ ہے، کاغذ بوسیدہ مگر لائق استفادہ ہے۔ مترجم کیلئے دیکھئے مفتاح التواریخ[۳۷۷]

ترجمہ کنز الدقائق

(۱۲۳/۳۶۰) (۲/ک)

کنز الدقائق متون فقہ میں ایک مشہور و مقبول کتاب ہے، زیر نظر کتاب اسی کا فارسی ترجمہ ہے، مترجم کا نام نصر اللہ یا نصیر الدین بن محمد جمال الازدی الکرمانی ہے۔ کتابت معمولی مگر صاف ستھری، ضخامت (۲۱۶) اوراق، کاغذ بوسیدہ، سال کتابت ۱۰۰۰ھ

ایضاً

(۱۲۴/۳۶۱) (۵/ک)

یہ بھی پہلے ہی مترجم کا ترجمہ ہے، مترجم نے دیباچہ میں لکھا ہے کہ بعض بزرگوں نے اشارہ کیا کہ میں کنز الدقائق کا فارسی میں ترجمہ کر دوں، چنانچہ میں نے از اول تا آخر پوری کتاب کا ترجمہ کر دیا، ترجمہ مکمل ہے۔

یہ چھوٹے سائز کے (۳۲۷) اوراق پر مشتمل ہے، ہر صفحہ میں (۱۵) سطریں ہیں، کتابت اچھی اور عمدہ ہے، سنہ کتابت درج نہیں ہے۔

ایضاً

(۱۲۵/۳۶۱) (۲۲/ک)

یہ ترجمہ کنز الدقائق فارسی کا تیسرا نسخہ ہے اور یہ دوسرے سے بھی زیادہ خستہ ہے مگر یہ کامل نہیں ہے، ضخامت (۴۸۴) صفحات ہے، یہ نسخہ پہلے سے سائز میں بڑا اور دوسرے سے چھوٹا ہے، کتابت معمولی ہے، سنہ کتابت درج نہیں ہے۔

• • • •

(۳۶۳/۱۲۶) ترجمہ کنز الدقائق (ز ۔)

اس ترجمہ کی خصوصیت یہ ہے کہ شاہ ولی اللہ دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) کے بڑے بھائی شاہ اہل اللہ (م ۱۱۹۲ھ) نے یہ ترجمہ کیا ہے، دیباچہ میں لکھا ہے، " اہل اللہ ابن شیخ عبدالرحیم عرض کرتا ہے کہ علم عقائد کے بعد ضروری علم فقہ ہے اور فقہ میں مشہور اور صحیح ترین متن کنز الدقائق ہے، مگر عبارت کی پیچیدگی کی وجہ سے مسائل کے سمجھنے میں دشواری ہوتی تھی اس لئے میں نے اس کا فارسی ترجمہ کر دیا۔
شاہ اہل اللہ صاحبؒ کے حالات اب تک کہیں نہیں مل سکے، سنہ کتابت درج نہیں ہے۔

(۳۶۴/۱۲۷) ترجمہ ہدایہ جلد ثانی (۲۲۴)

یہ ہدایہ جلد دوم کا ترجمہ فارسی ہے جس کی ابتدا کتاب النکاح سے ہوتی ہے، مترجم کا نام معلوم نہیں ہوسکا، ترجمہ مطلب خیز ہے، پوری جلد دوم کا یہ ترجمہ کوئی تین سو اوراق میں پھیلا ہوا ہے، اس کی کتابت ربیع الاول ۱۲۸۹ھ میں تمام ہوئی ہے، کتابت صاف ستھری ہے اور ہر ایک اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

(۳۶۵/۱۲۸) ترغیب الصلوٰۃ (۲۱)

(از محمد بن احمد الزاہد)

مؤلف نے لکھا ہے کہ نماز کی اہمیت جب حدیث سے ظاہر ہوئی تو میں نے عزم کرلیا کہ یہ مسائل الگ مرتب کروں گا، چنانچہ ایک سو چھ معتبر کتابوں کی مدد سے میں نے یہ کتاب ترغیب الصلوٰۃ کے نام سے لکھی، پہلے نماز کے مسائل ہیں، پھر طہارت کے پھر انجاس کے، کچھ مشہور کتابوں کا نام بھی شروع میں دیا ہے، کتاب اپنے موضوع پر حاوی اور عمدہ ہے، مصنف کا نام اڑ گیا ہے، کوئی اور نسخہ ملے تو معلوم ہوسکے گا کہ مصنف کا نام کیا ہے، ضخامت (۱۲۴) اوراق میں

کتابت اچھی ہے، کاغذ دیسی موٹا دبیز ہے، ہر صفحہ میں (۲۳) سطریں ہیں، سنہ ۱۲۱۱ھ کی مکتوبہ ہے۔

(۳۶۶/۱۲۹) **تعلیم الطہارۃ** (ع/۱۰)

(از ملا ابو تراب جعفری پھلواروی المتوفی سنہ ۱۲۷۰ھ)

اس کتاب میں طہارت کے تمام مسائل آگئے ہیں، خواہ کنواں سے متعلق مسائل ہوں خواہ حوض سے متعلق، خواہ کسی اور چیز سے، چنانچہ اس میں چیزوں کی پاکی، ذبائح اور ان کے احکام سارے کے سارے آگئے ہیں، مصنف نے یہ کتاب ذی الحجہ سنہ ۱۲۵۱ھ میں مکمل کی، اس کا مادہ تاریخ غظیم النفع ہے ۱۲۵۱

یہ کتاب نو ابواب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے، اور ہر باب میں متعدد فصلیں ہیں، ربیع الاول سنہ ۱۲۵۲ھ میں یہ نسخہ مولا بخش خاں صاحب نے اپنے ہاتھ سے لکھکر مولانا وصی اللہ پھلواروی (م سنہ ۱۲۹۳) کی خدمت میں پیش کیا، اس پر مولانا وصی احمد کے ہاتھ کی تحریر موجود ہے اور ان کی مہر بھی لگی ہوئی ہے ضخامت (۱۱۰) صفحات ہیں، کاغذ موٹا دبیز لگا ہوا ہے، کتابت صاف ستھری ہے، ہر صفحہ میں (۱۵) سطریں ہیں، مصنف مولانا شاہ ابو تراب جعفری کو آپ کے معاصر اپنے وقت کا ابو یوسف کہا کرتے تھے، آپ بیعت و ارشاد کی خدمت بھی انجام دیتے تھے، حالات کے لئے دیکھئے اعیان پھلواری شریف ص ۲۸۳۔

(۳۶۷/۱۳۰) **جامع عباسی** (ع/۳۷)

یہ کتاب مشہور شیعی مصنف بہاء الدین عاملی (م سنہ ۱۰۳۱) کی ہے، یہ کتاب مصنف نے شاہ عباس الحسینی کے ایما سے لکھی تھی، اسی وجہ سے اس کا نام جامع عباسی تجویز کیا، فقہ کے تقریباً تمام ہی مسائل پر یہ کتاب حاوی ہے، طہارت سے لیکر وصیت اور ترکہ تک کے تمام مسائل آگئے ہیں کتاب کا انداز تحریر عمدہ ہے، گویا یہ فقہ شیعی کا مجموعہ ہے، اس کے ناقل و کاتب سید حامد حسین صاحب ہیں، سنہ کتابت درج نہیں ہے، اوراق کوئی ڈیڑھ دو سو ہوں گے، کاغذ موٹا کھردرا ہے، کتابت صاف ستھری ہے، تقطیع اوسط ہے، مصنف کے حالات کیلئے دیکھئے خلاصۃ الاثر ج ۳ ص ۴۴۰۔

(۲۶۸/۱۳۱) جیّد الاحکام فی بیان الحلال و الحرام (۸ئ)

(محمد جلال الدین مسکین)

مصنف نے اس کتاب میں ضروری مسائل کو یکجا کر دیا ہے، یہ کتاب ایک مقدمہ، دو باب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے، مقدمہ میں تقوی کی بحث ہے، اور بقیہ حصہ میں مسائل ضروریہ ہیں، کتاب عمدہ اور اس کی زبان اور طرز تحریر رواں ہے، مصنف پر تصوف کا اثر غالب معلوم ہوتا ہے، ضخامت (۱۹۲) صفحات ہے، ہر صفحہ میں گیارہ سطریں ہیں، کتابت عمدہ پاکیزہ ہے، یہ کتاب مصنف نے سنہ ۱۳۰۳ھ میں لکھی ہے۔

سنہ کتابت درج نہیں ہے، مصنف نے یہ ہدایت لکھدی ہے کہ جو صاحب اس کتاب کو نقل کریں وہ خوشخط کریں اور عربی عبارت کو عربی خط میں لکھیں اور اس پر اعراب لگائیں، اس نسخہ میں اس ہدایت کی پوری رعایت ملحوظ ہے۔

(۲۶۹/۱۳۲) الحظر و الاباحۃ (۳۸ئ)

اس کے مصنف کا نام معلوم نہیں ہو سکا، اس کتاب میں کہیں ذکر نہیں ہے، خود یہ کتاب اس حیثیت سے مکمل نہیں ہے کہ یہ باب چہارم سے شروع ہوتی ہے، اس باب میں ان چیزوں کی پاکی اور صفائی کا تذکرہ ہے جن کو حدیث کی کتابوں میں باب الترجل کے تحت لاتے ہیں، اس باب میں آٹھ فصلیں ہیں پہلی فصل تنبیہات میں، دوسری و تیسری فصل دلائل معقول و منقول میں، فصل چہارم اتباع سنت میں، فصل پنجم ناخن تراشنے میں، فصل ششم سر کے بال کٹانے میں، فصل ہفتم ختنہ اور دیگر تغیرات بدنی کے بیان میں، اور فصل ہشتم غسل و حمام میں۔

کتابت عمدہ اور نفیس، ضخامت (۱۱۶) صفحات، ہر صفحہ میں گیارہ سطریں، سنہ کتابت درج نہیں ہے۔

(۳۷۰/۱۳۳) دستور المصلّین (۴/۱۸)

یہ کتاب خلاصہ کیدانی کی شرح ہے مگر اس میں مصنف نے دوسری مستند کتابوں سے مسائل کا کافی اضافہ کر دیا ہے، اس طرح یہ بہت مفید ہو گئی ہے اور شمار کے تمام ضروری مسائل آگئے ہیں یہ پوری کتاب (۷۴) صفحات پر پھیلی ہوئی ہے، ہر صفحہ میں (۱۷) سطریں ہیں، کتابت صاف ستھری ہے، متن عربی خط میں ہے اور اس پر سرخ روشنائی سے لکیر کھینچ کر نمایاں کیا گیا ہے۔

سنہ کتابت درج نہیں ہے، اس ... کے شروع میں ایک مطبوعہ رسالہ خیر الاصول کے نام سے لگا ہوا ہے، اس کے بعد دستور المصلین ہے، اس کے مصنف جونپور کی کسی مسجد میں مدرس کے فرائض انجام دیتے رہے، مصنف کا نام امیر بخش ہے۔

(۳۷۱/۱۳۴) ذریعۃ النجات مع رسالہ نذر و نیاز (۸/۲۰)

مصنف نے دیباچہ میں لکھا ہے کہ شہر امرتسر میں اہل حدیث کا بڑا زور ہے اور اختلاف شباب پر ہے، اور یہ لوگ سماع موتی کا انکار کرتے ہیں، میں نے اس رسالہ میں سماع موتیٰ کے اثبات پر دلائل جمع کر دیئے ہیں، اور اسی کو حنفیہ کا مسلک لکھ کر انہوں نے ثابت کرنے کی سعی کی ہے کتاب بلاشبہ مدلل ہے اور محنت سے لکھی گئی ہے، یہ بڑے سائز کے (۱۹) اوراق پر مشتمل ہے اور ہر صفحہ میں (۱۹) سطریں ہیں، جگہ جگہ حواشی بھی ہیں، اس کتاب کا پورا نام "ذریعۃ النجات فی اثبات السماع للاموات" ہے، سنہ کتابت درج نہیں ہے، مصنف کا نام ابو محمد حبیب اللہ پشاوری ہے۔ اخیر میں "رسالہ نذر و نیاز" ہے، یہ اردو میں ہے اور تین اوراق پر مشتمل ہے، اس میں نذر و نیاز کی چیز کا کھانا جائز ثابت کیا گیا ہے۔ حالات کیلئے دیکھئے تذکرہ اسلاف ص۸۷

(۳۷۲/۱۳۵) زبدۃ الفوائد (۳/۱۸)

اس رسالہ میں مصنف نے روزہ کی حقیقت، اس کی نیت، آداب، وقت افطار و سحری

طریقہ افطار اور دوسری ضروری چیزوں کا تذکرہ کیا ہے اور روزے کے افطار وغیرہ کے سلسلہ میں جو غلط رسمیں اس وقت جاری تھیں ان کی نشان دہی کرکے اصلاح کی ہے، پھر رمضان میں جو رخصت اور سہولت شریعت نے دی ہے یا روزہ میں جو چیزیں باعث فساد یا کفارہ ہیں سبھوں کو بیان کیا ہے، یہ رسالہ (۱۱۸) صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ سنہ کتابت درج نہیں ہے، مصنف کا نام بھی معلوم نہیں ہو سکا، کتاب بوسیدہ تھی مرمت کرکے اس کو زندگی بخشی گئی ہے

(۳۷۳/۱۳۶) شرح خلاصہ کیدانی الموسوم بتالیف الرحمٰن (۱۱/ع)

مصنف نے دیباچہ میں صراحت کی ہے کہ مفتی صدر الدین صاحب دہلوی (م ۱۲۸۵ھ) سے ان کو شرف تلمذ حاصل ہے اور ۱۲۷۵ھ سے بہادر شاہ ظفر کے دربار سے وہ منسلک ہو گئے تھے اس لئے ان کی خواہش تھی کہ بادشاہ کی خدمت میں کوئی علمی تحفہ پیش کیا جائے چنانچہ اس غرض سے انہوں نے مختصر الخلاصہ للکیدانی کی شرح لکھی، مصنف نے اپنا نام عبدالرحمٰن ولد رحمت اللہ بیگ لکھا ہے۔

خلاصہ کیدانی فقہ حنفی کی مشہور کتاب ہے گو اس کی کوئی خاص حیثیت نہیں مگر پھر بھی کافی مشہور رہی ہے، مصنف نے اس رسالہ کی فارسی زبان میں شرح کی ہے، عموماً مطلب خیز ترجمہ ہے، بقدر ضرورت کہیں کہیں تشریح بھی ہے۔ یہ رسالہ (۱۷) اوراق پر مشتمل ہے، ہر صفحہ میں عموماً (۱۳) سطریں ہیں، کتابت بالکل معمولی ہے مگر پڑھی جاتی ہے۔ سنہ کتابت درج نہیں ہے

(۳۷۴/۱۳۷) صلوٰۃ مسعودی جلد اوّل (۱۲/ع)

یہ کتاب فقہ میں ہے، اس میں تراسی ابواب ہیں، پہلا باب علم کی فضیلت میں، دوسرا باب حالات امام اعظمؒ میں، پانچویں باب سے مسائل شروع ہوتے ہیں اور ۴۰ ویں باب پر جاکر یہ حصہ ختم ہو جاتا ہے، یہ پوری کتاب (۱۸۰) اوراق میں پھیلی ہوئی ہے، کاتب نے اپنا نام

سعادت مند ولد محمد اسمٰعیل لکھ رکھا ہے، وقت، دن اور ماہ سب لکھ رکھا ہے مگر خدا کے بندے نے سنہ کا ذکر سرے سے کیا ہی نہیں ہے۔

کاغذ بوسیدہ ہے، بہت پرانی کتاب معلوم ہوتی ہے، مرمّت کی وجہ سے کتاب اچھی حالت میں آگئی ہے، مصنف کی تحقیق نہیں ہوسکی۔

(۱۳۸/۳۷۵) صولۃ الاسد علی اعداء التعدد (۲۵ع)

"ہدایۃ الجمعۃ" کے نام سے کسی صاحب نے ایک رسالہ لکھا تھا جس میں ثابت کیا تھا کہ ایک شہر میں تعدد جمعہ جائز نہیں ہے، اس کا جواب اس رسالہ میں دیا گیا ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ یہ تحدید درست نہیں ہے، مطلقاً تعدد جمعہ درست ہے، رسالہ مدلل ہے، یہ بڑے سائز کے (۸۲) صفحات پر پھیلا ہوا ہے، اور ہر صفحہ میں (۱۶) باریک سطریں ہیں، کتابت ناصاف ہے پڑھنے میں کافی زحمت ہوتی ہے، سنہ کتابت درج نہیں ہے، مصنف کا نام افضل الدین لطف اللہ ہے

(۱۳۹/۳۷۶) عمدۃ الاسلام (۱۳ع)

مصنف قبۃ الاسلام ملتان کے باشندہ ہیں، انہوں نے کوئی اسی کتابوں سے اس گلدستہ کو تیار کیا ہے، پہلے عقائد کا بیان ہے پھر مسائل کا، طہارت، صلوٰۃ، جنازہ، روزہ، حج اور دوسرے مسائل آگئے ہیں، کوئی ڈیڑھ سو اوراق ہوں گے، اخیر سے کچھ حصہ بوسیدہ ہے، ہر صفحہ میں (۱۲) سطریں ہیں، کتابت صاف ستھری ہے، سنہ کتابت درج نہیں ہے، مصنف کا نام ابو طاہر بن کمال ملتانی ہے، اس کتاب کا دوسرا قلمی نسخہ نمبر ۲۳ پر ہے، اس کی ضخامت (۱۶۸) صفحات ہے۔

(۱۴۰/۳۷۷) فتاویٰ برھنہ (۲۸ع)

مصنف نے اپنی اس کتاب میں ان تمام مسائل کو یکجا کرنے کی سعی کی ہے جن کی آئے دن

ضرورت ہوتی ہے، عقائد، طہارت اورکتاب الصلوٰۃ کے تمام مسائل آگئے ہیں، یہ کتاب مصنف نے خواب دیکھنے کے بعد لکھنا شروع کی تھی، پوری کتاب (۱۷۰) اوراق میں پھیلی ہوئی ہے، ہر صفحہ میں (۲۰) سطریں ہیں، کتابت عمدہ اور صاف ستھری ہے، مرمت کے بعد کتاب دیرپا ہوگئی ہے، سنہ کتابت درج نہیں ہے۔

فتاویٰ حدود وقصاص

(۱۴۱/۳۷۸) (۱۵/۱۷)

مستند اور مشہور کتابوں سے مسائل حدود و قصاص اس کتاب میں مصنف نے جمع کر دیئے ہیں، اس کا نام غایۃ البیان رکھا گیا ہے، یہ کتاب ۱۲۳۲ھ میں مرتب ہوئی ہے، پوری کتاب ایک مقدمہ اور دو کتاب پر مشتمل ہے، ہر کتاب کئی ابواب پر مشتمل ہے اور ہر باب کئی فصلوں پر۔

پوری کتاب کی ضخامت (۲۲۱) اوراق ہیں اور ہر صفحہ میں تقریباً (۱۵) سطریں ہیں، کتابت صاف ستھری ہے، سنہ کتابت درج نہیں ہے۔

اس کتاب کے تمام مسائل کے حوالجات مع نام کتاب و عبارت دوسرے کالم میں درج ہے، مؤلف کا نام سلامت علی خاں معروف بہ حذاقت خان ہے۔

مائۃ مسائل فی تحصیل الفضائل

(۱۴۲/۳۷۹) (۱/)

حکومت مغلیہ کے صاحبزادوں کی طرف سے نوتے مختلف فیہ مسائل حضرت شاہ محمد اسحاق (م ۱۲۶۲ھ) کی خدمت میں پیش ہوئے جو اس دور کے سماج میں بہت اہم سمجھے جاتے تھے حضرت شاہ اسحاق صاحب خاندان ولی اللّٰہی کے علم وفن میں شہرت کے اعتبار سے آخری چشم وچراغ تھے اور مسند ولی اللّٰہی کے صدر نشین، آپ نے ان تمام سوالات کا مفصل جواب مرحمت فرمایا، اسی طرح دس سوالات کے جواب آپ پہلے لکھ چکے تھے، ان سوالات وجوابات کو

آپ کے شاگرد مولانا احمد اللہ (م ۔۔۔ھ) نے یکجا کر کے "مائۃ مسائل" کے نام سے شائع کر دیا، یہ رسالہ ۱۲۴۳ھ میں مرتب ہوا، یہ رسالہ اپنی مخصوص علمی خوبیوں کی وجہ سے ممتاز اور مسلمانوں کے لئے بیحد مفید ہے شوال ۱۲۴۵ھ کا مکتوبہ ہے، بعد میں شاہ اسحاق صاحبؒ مکہ مکرمہ ہجرت فرما گئے تھے حالات کے لئے دیکھئے خزینۃ الاصفیا ص ۲۹۲ ج ۲، حیات ولی ص ۳۲۵، حدائق الحنفیہ ص ۴۷۲، یہ رسالہ مطبوعہ عام طور ملتا ہے بلکہ اس کا اردو ترجمہ بھی۔

مائۃ مسائل کا ایک دوسرا قلمی نسخہ بھی ہے جو نمبر (۱۲) پر ہے، یہ بھی ۱۲۴۵ھ کا لکھا ہوا ہے۔

(۱۴۴/۳۸۰) مجموعہ خانی جلد اول (۷ے)

اس کے مصنف کمال الدین کریم (م ۔۔۔ھ) ہیں جو سلطان اغلع قتلغ خان اعظم کے ہم نشینوں میں تھے، سلطان ہی کے ایما سے آپ نے یہ کتاب مرتب کی جس میں طہارت، نماز، روزہ کے ضروری مسائل یکجا کر دیئے گئے ہیں، مسائل معتبر کتابوں سے مع حوالہ لئے گئے ہیں، اس کتاب کا نام مؤلف نے "مجموعہ خانی فی عز معانی" رکھا، اس کتاب میں پچپن فصلیں ہیں، یہ مجموعہ چھوٹے سائز کے (۱۴۴) اوراق پر مشتمل ہے اور اس کے ہر صفحہ میں (۱۳) سطریں ہیں، کتابت صاف ستھری ہے، سنہ کتابت درج نہیں ہے۔

(۱۴۴/۳۸۱) مجموعہ رسائل علمائے عراق (۱۷ و ۱۸)

زیر نظر کتاب کا نہ دیباچہ محفوظ ہے اور نہ خاتمہ جس سے صحیح اندازہ ہوتا۔ کہ اس کا کون مصنف ہے اور کتاب کا کیا نام ہے، کتاب الطہارت سے شروع ہو کر کتاب الاقرار پر ختم ہوتی ہے، مسائل کا بیان پوری کتاب میں سوال وجواب کے انداز پر ہے، ضخامت ۱۲۵۵ ورق، ہر صفحہ میں (۱۳) سطریں، کتابت صاف ستھری، سنہ کتابت درج نہیں، ضخیم ہونے کی وجہ سے دو جلدوں میں مجلد کرائی گئی ہے۔ ایک جگہ سنہ ۱۲۳۶ھ لکھا ہوا ہے۔

(۳۸۲/۱۴۵) مجموعہ سلطانی و شجرۃ الایمان (۲۶)

اس جلد میں دو کتابیں ہیں، ایک کا نام "شجرۃ الایمان" ہے جس کے مصنف مولانا عبداللہ صاحب ہیں۔ اور دوسری کتاب کا نام "مجموعہ سلطانی" ہے، جو متعدد علماء کی محنت سے وجود میں آئی ہے پہلی کتاب تریسٹھ ابواب پر مشتمل ہے، پہلے تین ابواب میں عقائد کا بیان ہے اور چوتھے باب سے لیکر ۲۳ ویں باب تک مسائل نماز و طہارت، پھر اس کے بعد زکوۃ، قربانی، کلمات کفر، اخلاق و اعمال کی پاکیزگی۔ مذاہب باطلہ اور ہر ماہ کی خصوصی اوراد و نماز کا بیان ہے، کہیں کوئی حوالہ نہیں ہے۔

دوسری کتاب "مجموعہ سلطانی" محمود غزنوی (م ۴۲۱ھ) کے لئے علماء نے مل کر تیار کی اور ایک ظریف عالم کے ذریعہ ان کی خدمت میں پیش کی گئی، منشاء یہ تھا کہ ہر مہم میں علماء کو ساتھ رکھنے کی ضرورت نہ ہو، اس کتاب سے سلطان مسائل معلوم کرلیں۔ اس کتاب میں ۴۴ ابواب ہیں، طہارت سے لیکر طلاق تک کے ضروری مسائل اس میں آگئے ہیں، پہلی کتاب ۱۲۲۰ھ کی کتابت شدہ ہے، اور دوسری ۱۲۳۰ھ کی، اس کے اوراق کی تعداد (۱۰۲) ہے، اور کم و بیش پہلی کتاب کی ضخامت بھی یہی ہوگی، کتابت صاف ستھری ہے، تقطیع اوسط، دوسری کتاب سوال و جواب کے طرز پر ہے۔

(۳۸۳/۱۴۶) مسائل ضروریہ (۳۲)

اس میں پہلے عقائد پھر طہارت کے مسائل پھر نماز کے بیان کئے گئے ہیں، ہر مسئلہ جہاں سے لیا گیا اس کا حوالہ لکھدیا ہے، مصنف کا نام معلوم نہ ہوسکا ضخامت (۷۱) اوراق، ہر صفحہ میں ۱۵ سطریں، کتابت بہتر، سنہ کتابت درج نہیں۔

(۳۸۴/۱۴۷) مفتاح الصلوٰۃ (۱۹/۲۰)

مصنف نے لکھا ہے کہ فرائض کا جاننا فرض ہے اور واجبات کا جاننا واجب اور سنن کا

سنت اور مستحبات کا مستحب حتیٰ کہ بہت سی کتابوں میں لکھا ہے کہ جو فرائض و واجبات نہیں جانتا اس کی نماز نہیں ہوتی، اور شیخ ابو حفص کبیر تو فرماتے ہیں کہ ایسا شخص کافر ہو جاتا ہے اس لئے میں نے یہ کتاب لکھی اور مستند کتابوں کے حوالہ سے تاکہ تمام مرد و عورت اور اپنے و غیر مسائل نماز سے بخوبی واقف ہو جائیں، چنانچہ پہلے فرض. واجب اور سنت و مستحب کی تعریف لکھی ہے، پھر تفصیل سے طہارت و نماز کے مسائل بیان کئے گئے ہیں، اخیر میں لکھا ہے کہ شیخ احمد بن سلیمان فقیر کے خواہر زادہ ہیں وہی اس خدمت کے محرک ہیں، سب کچھ لکھا لیکن نہیں لکھا تو مصنف نے اپنا نام نہیں لکھا.

یہ نسخہ خود مصنف کے قلم کا لکھا ہوا ہے اور یہ ۱۲۶۱ھ کا واقعہ ہے، اخیر میں لکھتے ہیں:

"قال المؤلف تم مفتاح الصلوٰة بید مؤلفه سنة احد وستین بعد الالف من

الهجرة النبوية على صاحبها افضل التحية فى شهر رجب"۔

تقطیع کلاں، ضخامت (۴۳) اوراق، ہر صفحہ میں (۱۵) سطریں، کتابت صاف ستھری، کاغذ موٹا دبیز،

اس کا دوسرا قلمی نسخہ نمبر (۱۹) پر ہے جو ناقص ہے اور وہ ۱۲۶۷ھ کا کتابت شدہ ہے.

(۳۸۵/۱۴۸) منافع المسلمین (۳۹/ع)

(ترجمہ و شرح مختصر الوقایہ)

صدر الشریعہ (م ۷۴۷ھ) کی کتاب مختصر الوقایہ مشہور کتاب ہے، مولانا عبد الجلیل بن محمود ابن محمد الصافی ۔ ۔ ۔ ۔ نے اس کا فارسی میں مطلب خیز ترجمہ کیا ہے، یہ ترجمہ کامیاب اور رواں ہے، ضخامت ۱۲۷ اوراق، ہر صفحہ میں (۱۷) سطریں، کتابت صاف ستھری، سنہ کتابت درج نہیں ہے.

(۳۸۶/۱۴۹) شرح محمدی اردو منظوم (۱/ع)

یہ کتاب محمد خاں ولد ابراہیم خاں قندہاری ۔ ۔ ۔ ۔ کی تصنیف ہے، شروع میں علم کے فضائل بیان کئے ہیں، پھر مسائل نماز، طہارت اور دوسرے آداب و اخلاق کا بیان ہے، پوری

کتاب نظم میں ہے، پچاس فصلوں پر منقسم ہے، ۱۲۵۹ھ میں یہ کتاب تصنیف ہوئی اور غالباً اسی سال کی کتابت شدہ ہے، کوئی سو اوراق سے زیادہ ہوں گے، کتابت نفیس و عمدہ، کاغذ رنگین، عنوانات سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں، مختلف احادیث کے منظوم ترجمے بھی اس میں آگئے ہیں، اس کے کاتب رام بخش ولد منشی گوبند پرشاد فضا ساکن لکھنؤ ہیں، ایک نسخہ نمبر (۶) پر ہے جو ۱۲۶۷ھ کا مکتوبہ ہے۔

(۳۸۷/۱۵۰) **ہادی الی الرشاد (اردو)** (۲ے)

یہ رسالہ مولانا عبدالقیوم صاحب کی تالیف ہے، آپ سے کسی نے چند سوالات کئے تھے کہ کافر ملک میں بود و باش جائز ہے یا نہیں اور اسی طرح کافروں کی نوکری جائز ہے یا نہیں، اور جب کفار یا عیسائی کی نوکری کرے تو ان سے بغاوت (بدعہدی) کا حکم کیا ہے؟

مولانا موصوف نے کتاب و سنت اور فقہ سے بہت مدلل جواب دیا ہے، اور مختلف آیات، احادیث اور کتب فقہ کی عبارتیں مع ترجمہ نقل کی ہیں، نوکری کفار کو جائز بتایا ہے، اور بدعہدی کو حرام، دار الحرب میں رہنے کے بجائے اس سے باہر ہونے کی جد وجہد کو ترجیح دی ہے، مگر مجبوری کی بات اور ہے۔

ضخامت (۱۷) اوراق، ہر صفحہ میں پندرہ سطریں، کتابت دیدہ زیب عمدہ ۱۲۹۷ھ کا کتابت شدہ ہے، کاتب کا نام محمد یوسف ولد شیخ عبدالصمد لودھیانوی۔

(۳۸۸/۱۵۱) **ہدایۃ الانام الی مسائل الصلوٰۃ و الصیام** (۲ے)

(اردو)

مفتی مولانا رحمت اللہ صاحب (م ۱۳۰۵ھ) کی تصنیف ہے، آپ فرنگی محل لکھنؤ کے رہنے والے تھے، اور نواب ابو الفتح معین الدین محمد علی شاہ کے دور میں صوبہ اودھ کے عہدۂ افتار پر فائز ہوئے، پہلے آپ نے عربی میں دو کتابیں تصنیف فرمائیں پھر اردو میں، اخیر سے یہ

کتاب بھی ناقص ہے، موجودہ اوراق (۵۱) ہیں، ہر صفحہ میں (۱۷) سطریں، کتابت صاف ستھری۔ سنہ کتابت درج نہیں ہے۔

مصنف کے حالات کے لئے پڑھیے "تذکرہ علمائے فرنگی محل ص۱۶۱"

علم کلام عربی

(۱/۳۸۹) آداب الحنفی شرح العضدیہ (۱۴ء)

رسالہ عضدیہ کی مختصر شرح ہے، بین السطور اور حواشی اس پر کافی چڑھے ہوئے ہیں، یہ رسالہ پندرہ اوراق میں پھیلا ہوا ہے، ہر صفحہ میں صرف سات سطریں ہیں، بقیہ تمام صفحات حواشی سے مزین ہیں، کتابت صاف ستھری ہے۔ کتاب کو دیمک نے چاٹ لیا تھا مگر دار العلوم نے بٹر پیپر کے ذریعہ اسے لائق استفادہ بنا دیا ہے، اخیر رسالہ میں صراحت ہے " الرسالۃ الموسومۃ بآداب الحنفی الشارحۃ للعضدیۃ" ربیع الاول ۱۲۳۰ھ کا کتابت شدہ ہے، کاتب کا نام درج نہیں ہے، تقطیع اوسط ہے۔ العقائد العضدیہ کے نام سے قاضی عضد الدین عبد الرحمن بن احمد الایجی المتوفی ۷۵۶ھ کا ایک مختصر رسالہ ہے۔ زیر نظر کتاب اس کی شرح ہے، شارح کا نام معلوم نہیں ہو سکا اور نہ کتاب میں صراحت ہے۔

(۲/۳۹۰) اثبات صفۃ العلو (۶۹ء)

اللہ تعالی اوپر ہیں، یہ قرآن میں بھی آیا ہے اور حدیث میں بھی، اس رسالہ میں شیخ الاسلام موفق الدین ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن محمد بن قدامۃ المقدسی (م ۶۲۰ھ) نے اسی مسئلہ پر کتاب و سنت کی روشنی میں بحث کی ہے، کتابت عمدہ، ضخامت (۳۶) صفحات، ہر صفحہ میں (۲۱) سطریں، کاتب مولانا وحید الزماں مقیم مکہ مکرمہ، سنہ کتابت ۱۲۹۴ھ۔ حالات کیلئے دیکھئے شذرات الذہب ج ۵ ص ۸۸

(۳/۳۹۱) اقتضاء الصراط المستقیم فی مخالفۃ اہل الجحیم (۳۳ء)

یہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ (م ۷۲۸ھ) کی مشہور تصنیف ہے جو مطبوعہ بھی ملتی ہے، اس میں یہود و نصاریٰ اور منافقین و مشرکین کی مشابہت سے اجتناب کی تاکید کی گئی ہے اور اس سلسلہ میں ان کے رسوم و رواج اور بدعات کی جگہ جگہ نشان دہی کی گئی ہے۔ کتاب علامہ ابن تیمیہ کی شان کے مطابق

کتاب وسنت کے حوالوں سے پُر ہے.

سو اوراق سے زیادہ ہیں، ہر صفحہ میں (۲۷) سطریں ہیں، تقطیع بڑی ہے. ۱۲۶۲ھ کی کتابت شدہ ہے، کاتب کا نام سالم داؤد ہے. کاغذ موٹا دبیز ہے.

مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے ابن تیمیہ از ابوزہرہ مصری یا ابجد العلوم ص۸۱۴ یا شذرات الذہب ج۶ ص۸۰.

(۳۹۲/۴) تتمۃ الحواشی فی ازالۃ الغواشی (۲۷)

العقائد العضدیہ قاضی عضد الدین عبد الرحمٰن بن احمد الایجی المتوفی ۷۵۶ھ کا ایک مختصر ومفید رسالہ ہے اس کی شرح علامہ جلال الدین دوانی المتوفی ۹۰۸ھ نے لکھی ہے، اسی شرح الجلال علی العقائد العضدیہ پر ملا یوسف ابن محمد خان القرہ المتوفی ۱۰۳۹ھ کا حاشیہ ہے جو تتمۃ الحواشی فی ازالۃ الغواشی کے نام سے موسوم ہے.

حاشیہ محشی کے شایان شان ہے، کتابت عمدہ نفیس ہے، ہر صفحہ میں (۲۱) سطریں ہیں، کاغذ باریک چکنا ہے، محشی نے مقدمہ میں صراحت کی ہے کہ میں نے یہ حواشی ۳۲ ـ ۳۳ سال کی محنت میں مکمل کیا ہے. میں نے نفس مسئلہ پر نظر رکھی ہے، کسی کی موافقت مخالفت کا کوئی خیال نہیں کیا ہے، اس کی تکمیل ۱۰۳۴ھ میں ہوئی.

یہ نسخہ بادشاہ محمد شاہ کے زمانہ ۱۱۴۷ھ میں لکھا گیا ہے، یعنی اس کی کتابت ہوئی ہے. کاتب کا نام شیخ عبد الرسول ولد شیخ محمد ہے، انہوں نے محمد افضل کے حکم سے اس کی کتابت کی تھی، محشی کے حالات کے لئے دیکھئے خلاصۃ الاثر ص۵۱ ج۴.

(۳۹۳/۵) تجرید الکلام یا تجرید العقائد (۴۲)

محقق علامہ نصیر الدین ابوجعفر محمد بن محمد الطوسی (م ۶۷۲ھ) سے کچھ لوگوں نے مسائل کلام

پر ایک کتاب لکھنے کی درخواست کی تھی، چنانچہ انہوں نے یہ کتاب لکھی، پوری کتاب چھ مقاصد پر منقسم ہے، (۱) امور عامہ (۲) جواہر و اعراض (۳) اثبات صفات اللہ (۴) نبوت (۵) امامت (۶) اور معاد۔

کتاب مقبول رہ چکی ہے، بہت سے علماء نے اس کی شرح لکھی ہے اور اس کے مختلف حواشی بھی لکھے گئے ہیں جیسے شمس الدین الاصفہانی (م ۷۴۶ھ) سید شریف جرجانی (م ۸۱۶ھ) احمد بن موسی الشہیر بالخیالی (م ۸۶۰ھ) علامہ قوشجی (م ۸۷۹ھ) یہ کتاب کوئی تین سو صفحات پر پھیلی ہوئی ہے، کتابت عمدہ اور نفیس ہے، کرم چشیدہ ہونے کے باوجود لائق استفادہ ہے۔ اخیر سے کچھ اوراق غائب ہیں، مصنف طوسی غالی شیعہ تھے، حالات کے لئے دیکھئے مفتاح السعادۃ ص ۲۶۱ ج ۱۔

(۶/۳۹۴) التمہید فی بیان التوحید (۲۵)

ابوشکور سالمی حنفی کی یہ کتاب ایک عمدہ کتاب ہے جو مطبوعہ بھی ملتی ہے، کتاب کا مضمون نام سے ظاہر ہے، اس قلمی نسخہ کے اوراق (۱۱۸) ہیں اور ہر صفحہ میں (۲۵) سطریں ہیں، کتابت عمدہ ہے ۱۲۳۸ھ میں اس کی کتابت ہوئی ہے، کرم چشیدہ ہونے کے باوجود مطالعہ میں نقص نہیں ہے۔

(۷/۳۹۵) حاشیۂ اجد علی شرح التجرید (۱۷)

تجرید العقاید یا تجرید الکلام کے نام سے محقق طوسی (م ۶۷۲ھ) کی کتاب مشہور ہے، اس تجرید للطوسی کی دو شرحیں بہت مشہور ہوئیں، ایک محمود بن احمد شمس الدین الاصفہانی (م ۷۴۶ھ) کی جو "شرح قدیم" کے نام سے مشہور ہے اور دوسری علاء الدین علی بن محمد القوشجی (م ۸۷۹ھ) کی جو "شرح جدید" کے نام سے مشہور ہے، اس دوسری شرح جدید للقوشجی پر ملا دوانی جلال الدین محمد بن اسعد الصدیقی (م ۹۰۸ھ) نے ایک عمدہ حاشیہ لکھا جو طلبہ میں "حاشیہ قدیمہ جلالیہ" کے نام سے مشہور ہوا، اسی شرح جدید للقوشجی پر ایک دوسرا حاشیہ میر صدر الدین محمد الشیرازی (م ۹۳۰ھ) نے بھی لکھا، اور سلطان بایزید کی خدمت میں ہدیہ کیا، شیرازی نے اپنے اس حاشیہ میں علامہ دوانی پر جگہ جگہ اعتراض کیا

چنانچہ علامہ دوانی نے دوسرا حاشیہ لکھا اور اس میں شیرازی کے حاشیہ کا جواب دیا، یہ حاشیہ جدیدہ جلالیہ کے نام سے مشہور ہوا، نتیجہ یہ ہوا کہ شیرازی نے بھی دوسرا حاشیہ لکھا اور دوانی کا جواب دیا، دوانی کو اس کے جواب کے لئے تیسرا حاشیہ لکھنا پڑا، یہ دوانی کا تیسرا حاشیہ "حاشیہ اجد" کے نام سے مشہور ہے اور اس وقت زیر نظر حاشیہ یہی ہے، اس قلمی نسخہ کے اوراق کوئی دو سو ہوں گے، کتابت صاف ستھری ہے، سنہ کتابت اور کاتب کا نام درج نہیں۔

علامہ دوانی کے حالات کے لئے دیکھئے الضوء اللامع ۱۳۳/۷، یہ شافعی المذہب تھے اور سلطان نے عہدۂ قضاء ان کے سپرد کیا تھا، علوم عقلیہ میں بڑی شہرت رکھتے تھے۔

حاشیہ اجد علی شرح تجرید الکلام

(۳۹۶/۸) (۵۶/)

یہ حاشیہ اجد للدوانی کا دوسرا قلمی نسخہ ہے جو بہت عمدہ اور پاکیزہ ہے اور کامل ہے، جلد بند کی غفلت سے سنہ کتابت اور کاتب کا نام کٹ گیا ہے، تقطیع اوسط ہے، کئی سو اوراق ضخامت ہے کاغذ باریک چکنا ہے، کہیں کہیں کرم چشیدہ ہے، اس پر بہت سے علماء اور علم دوست حضرات کی مہریں لگی ہوئی ہیں، کچھ پڑھی جاتی ہیں کچھ پڑھی نہیں جاتیں، شروع میں لوح کے اوپر یہ صراحت ہے، ملا حاجی محمود تبریزی کے قلم کا یہ نسخہ لکھا ہوا ہے اور اخیر میں کٹے ہوئے حصہ سے اس کی تصدیق کسی نہ کسی درجہ میں ہوتی ہے، مختصر یہ کہ یہ نسخہ قیمتی ہے۔

حاشیۂ اصفہانی علی التجرید

(۳۹۷/۹) (۲۶/)

مولانا شمس الدین الاصفہانی (م ۷۴۶ھ) نے تجرید کی شرح بھی لکھی ہے اور یہ نفیس حواشی بھی جو "حاشیہ اصفہانی" کے نام سے مشہور ہے، علامہ قوشجی (م ۸۷۹ھ) نے اس حاشیہ کے متعلق لکھا ہے "ان السید الفاضل قد علق علیہ حواشی تشتمل علی تحقیقات رائقة و تدقیقات شائعة تنفجر من ینابیع تحریراته انهار الحقائق الخ" (کشف الظنون ۳۴۷/۱)۔

یہ حاشیہ (۶۱) اوراق پر پھیلا ہوا ہے، ہر صفحہ میں (۲۳) سطریں ہیں، کتابت صاف ستھری ہے، قولہ ہر جگہ سرخ روشنائی سے لکھا ہوا ہے، اس حاشیہ پر بھی جگہ جگہ حواشی ہیں، سنہ کتابت درج نہیں ہے، ایک مالک کتاب نے اپنے نام کے ساتھ ۱۲۶۲ھ لکھ رکھا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ اس سنہ سے پہلے کا یہ نسخہ کتابت شدہ ہے۔

علامہ اصفہانی کے حالات کے لئے دیکھئے مفتاح السعادۃ ص۲۹۹ ج ۲۔

(۱۰/ ۳۹۸) حاشیہ آقا حسین علی شرح التجرید (۴۴)

شرح التجرید پر یہ آقا حسین کا حاشیہ ہے، حاشیہ جاندار ہے اور محنت سے لکھا گیا ہے یہ نسخہ کتابت کا ایک عمدہ نمونہ ہے اس لئے کہ کتابت نفیس اور جاذب نظر ہے، ہر صفحہ پر سنہری چمکدار جدولیں ہیں جو دیکھنے میں بھلی معلوم ہوتی ہیں، کل اوراق (۲۵۸) ہیں، ہر صفحہ میں (۲۷) سطریں ہیں سنہ کتابت اور کاتب کا نام درج نہیں۔

(۱۱/ ۳۹۹) حاشیہ بحر العلوم علی الامور العامۃ (۴۹)

مولانا عبد العلی بحر العلوم ابن ملا نظام الدین (م ۱۲۲۵ھ) ہندوستان کے ان علماء میں ہیں جن پر ہندوستان کو بجا طور پر ناز ہے، متعدد عالمانہ و محققانہ کتابوں کے مصنف ہیں، یہ امور عامہ پر آپ کا قیمتی حاشیہ ہے، مقدمہ میں لکھا ہے کہ چونکہ اہل علم کو امور عامہ سے دلچسپی ہے اس لئے میں نے یہ حاشیہ لکھا ہے، یہ کوئی دو سو اوراق میں پھیلا ہوا ہے، ہر صفحہ میں (۲۱) سطریں ہیں، کتابت صاف ستھری ہے سنہ کتابت اور کاتب کا نام درج نہیں۔ بحر العلوم کے حالات کیلئے پڑھئے "تذکرہ علماء فرنگی محل" ص۱۳۶

(۱۲/ ۴۰۰) حاشیہ حسن شہید علی شرح العقائد (۵۹)

شرح عقائد نسفی داخل درسیات ہے اور مشہور و مقبول کتاب ہے، ابو الحسن شہید

نے یہ حاشیہ اسی شرح پر لکھا ہے، یہ حاشیہ عمدہ ہے اور علماء نے اس پر اچھی رائے کا اظہار کیا ہے، اس حاشیہ کے اوراق (۱۳۱) ہیں، کتابت روشن اور کاغذ عمدہ ہے، ہر صفحہ میں (۱۶) سطریں ہیں، سنہ کتابت اور کاتب کا نام درج نہیں ہے، مصنف نے اپنا نام اس طرح لکھا ہے "ابوالحسن بن الشیخ الفاضل"، کتاب کی تقطیع کلاں ہے، اخیر میں کاتب نے چار اوراق میں نقل کتاب کی تفصیل لکھی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف نے اپنا قلمی نسخہ کاتب نسخہ مولوی محمد سیف الدین کے استاذ اور چچا کی خدمت میں کول بھیجا اور یہ ۱۳۱۱ھ کا واقعہ ہے، بعد میں یہ حاشیہ صوبہ بہار کے بہار نامی قصبہ کے مطبع فیضی سے ۱۳۲۸ھ میں چھپ گیا، مطبوعہ نسخہ بھی یہاں موجود ہے، مصنف کے حالات اس میں بھی نہیں ہیں۔

(۱۳/۴۰۱) حاشیہ خیالی علی شرح العقائد للنسفی (عـ۶)

شیخ نجم الدین ابوحفص عمر بن النسفی (م ۵۳۷ھ) نے "العقائد" کے نام سے ایک رسالہ لکھا تھا جو اہل علم میں پسندیدہ قرار پایا، اس کی مختلف علماء نے شرحیں لکھیں، ان میں سب سے زیادہ مشہور شرح علامہ مسعود تفتازانی (م ۷۹۱ھ) کی ہے اور یہی عام طور پر "شرح عقائد نسفی" کے نام سے مشہور ہے، یہ شرح ۷۶۸ھ میں لکھی گئی تھی، اس شرح پر بہت سے علماء نے حواشی بھی لکھے ہیں، ان میں علامہ خیالی احمد بن موسیٰ (م ۸۶۲ھ) بھی ہیں، زیر نظر یہی حاشیہ ہے جو کافی مشہور ہے اور مطبوعہ بھی ملتا ہے، یہ حاشیہ علامہ موصوف نے اپنی مدرسی کے زمانہ میں لکھا تھا، جب تبدیل آب و ہوا کے لئے کسی پہاڑ پر تشریف لے گئے تھے۔

یہ مخطوطہ ۱۰۵۳ھ کا کتابت شدہ ہے، کوئی ستر اوراق میں پھیلا ہوا ہے، ہر صفحہ میں (۱۷) سطریں ہیں، اس نسخہ کی تصحیح شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے نسخہ سے کی گئی ہے، کتابت صاف ستھری ہے۔

محشی کے حالات کے لئے دیکھئے الفوائد البہیۃ ص۵۱ و ص۵۲، شذرات الذہب ج۷ ص۲۴۲

(۱۴/۴۰۲) حاشیہ خیالی علی شرح العقائد للنسفی (ع ۱۱)

یہ خیالی کا دوسرا قلمی نسخہ ہے، یہ پہلے سے زیادہ بوسیدہ ہے اور کرم خوردہ بھی، کتابت صاف ستھری ہے (۵۷) اوراق ہیں، ہر صفحہ میں پندرہ سطریں ہیں، اس نسخہ پر حواشی بھی چڑھے ہوئے ہیں، اس پر غازی محمد شاہ بادشاہ کی مہر پڑی ہوئی ہے۔

(۱۵/۴۰۳) حاشیہ خیالی علی شرح العقائد (ع ۹)

یہ خیالی کا تیسرا قلمی نسخہ ہے، اس کے اوراق (۱۱۹) ہیں اور ہر صفحہ میں (۹) سطریں ہیں، بین السطور اور حواشی بھی جگہ جگہ ہیں، سنہ کتابت اور کاتب کا نام درج نہیں۔

(۱۶/۴۰۴) حاشیہ خیالی علی شرح العقائد (ع ۱۴۱)

یہ خیالی کا چوتھا قلمی نسخہ ہے، مختصر ہونے کے باوجود کافی وقیع ہے، یہ نسخہ (۴۰) اوراق میں پھیلا ہوا ہے، ہر صفحہ میں (۱۷) سطریں ہیں، کتابت صاف ستھری ہے، اس نسخہ کے ساتھ شرح چغمینی اور رسالہ معیار العقول لگا ہوا ہے۔

(۱۷/۴۰۵) حاشیہ علی اثبات الواجب للدوانی (ع ٦٧)

علامہ دوانی (م ۹۰۸ھ) کا ایک رسالہ اثبات الواجب ہے، کوئی حنفی قراباغی ہیں، انہوں نے اس پر یہ حاشیہ لکھا ہے، حاشیہ جاندار اور عمدہ ہے، اس کی ضخامت (۲۹) اوراق ہر صفحہ میں (۲۱) سطریں، کتابت صاف ستھری، اس حاشیہ پر بھی بکثرت حواشی چڑھے ہوئے ہیں، ۱۰۵۶ھ میں کتابت ہوئی ہے، اس کے ساتھ ایک بارہ اوراق کا رسالہ مذہب صوفیا، متکلمین اور حکما متقدمین میں ہے، اور ایک تین اوراق کا رسالہ نور دار کے نام سے ہے

(۴۰۶/۱۸) حاشیہ علی شرح التجرید (حصہ الہیات) (۲۴۷)

شرح التجرید کے حصہ الہیات پر بطور محاکمہ یہ حاشیہ لکھا گیا ہے، یہ احمد بن محمد الحضری الکما ہوا ہے، اس کے اوراق (۷) ہیں، تقطیع چھوٹی ہے، کتابت صاف ستھری ہے، ہر صفحہ میں ۱۷ سطریں ہیں، سنہ کتابت اور کاتب کا نام درج نہیں۔

(۴۰۷/۱۹) حاشیہ کمال الدین علی شرح التجرید (۳۷)

علامہ قوشجی (م ۸۷۹ھ) کی شرح تجرید پر جن اہل علم نے حواشی لکھے ہیں ان میں علامہ کمال الدین حسین بن عبد الحق الاردبیلی الالہی (م ۹۴۰ھ) بھی ہیں، علامہ اردبیلی نے اس محققانہ حاشیہ میں محققین کے اقوال دیئے ہیں اور یہ بھی مشہور ہے کہ یہ اس شرح پہ پہلا حاشیہ ہے، یہ (۱۶۶) اوراق پر پھیلا ہوا ہے، ہر صفحہ میں (۲۳) باریک سطریں ہیں، کتابت عمدہ اور جاذب نظر ہے، کتاب کا ابتدائی حصہ کرم چشیدہ ہے، سنہ کتابت اور کاتب کا نام درج نہیں۔

مصنف کے حالات کے لئے . . . . .

(۴۰۸/۲۰) حاشیہ کمال الدین سہالی علی شرح العقائد (۲۱)

یہ حاشیہ شرح عقائد ملا جلال پر مولانا کمال الدین سہالی (م ۱۱۷۵ھ) کا ہے، قاضی عضد الدین عبد الرحمن بن احمد الایجی (م ۷۵۶ھ) کا متن متین "العقائد العضدیہ" تھا جو ان کی آخری تصنیف تھی، اس کی شرح جلال الدین محمد بن اسعد الصدیقی الدوانی (م ۹۰۸ھ) نے لکھی اور اس کے مقدمہ میں لکھا کہ اس مختصر رسالہ میں کوئی عقیدہ ایسا نہیں ہے جو نہ آگیا ہو، علامہ دوانی نے یہ شرح ۹۰۵ میں لکھی اور یہ علامہ دوانی کی بھی آخری تصنیف ہے، یہ شرح ملا جلال کے نام سے مشہور ہے، زیر نظر حاشیہ اسی شرح پر لکھا گیا ہے، یہ حاشیہ کوئی پچاس اوراق میں پھیلا ہوا ہے

ہر صفحہ میں (۱۷) سطریں ہیں، اس حاشیہ پر بھی جگہ جگہ حواشی ہیں. کتابت صاف ستھری ہے، کرم چشیدہ ہے، سنہ کتابت اور کاتب کا نام درج نہیں ملا، محشی کے حالات کے لئے دیکھئے آثر الامراء ص ۳۰۲ ج ۱.

(۲۱/۴۰۹) حاشیہ مرزا جان علی شرح التجرید (م ۲۶)

علامہ قوشجی (م ۸۷۹ھ) کی شرح التجرید پر علامہ دوانی (م ۹۰۸ھ) کا حاشیہ ہے، مرزا جان حبیب اللہ شیرازی (م ۹۹۴ھ) نے اس شرح اور حاشیہ دونوں کو سامنے رکھکر اپنا حاشیہ لکھا ہے اس مرزا والے حاشیہ کے متعلق صاحب کشف الظنون کا اپنے زمانہ کے متعلق بیان ہے کہ یہ حاشیہ لوگوں میں متداول اور طلبہ میں مقبول ہے، ہمارا یہ قلمی نسخہ چھوٹی تقطیع کے (۲۰۷) اوراق پر ہے، اور ہر صفحہ میں تیرہ سطریں ہیں اور کہیں (۱۷) بھی، سنہ کتابت اور کاتب کا نام درج نہیں ہے.

(۲۲/۴۱۰) دلائل الاعجاز (م ۵)

یہ زیر نظر قلمی کتاب کے مصنف سبط ابن الجوزی (م ۶۵۴ھ) ہیں، اس کتاب میں نبی، رسول، مرسل معجزکے معنی اور اعجاز القرآن اور دلائل النبوۃ کی بحث ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر اچھی بحث ہے، اوسط تقطیع کے (۱۸۴) صفحات پر کتاب پھیلی ہوئی ہے، ہر صفحہ میں (۲۵) سطریں ہیں، کتابت پاکیزہ صاف ستھری ہے، عنوانات پوری کتاب میں سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں، سبط ابن الجوزی کے حالات کے لئے دیکھئے مفتاح السعادہ ص ۲۰۸ ج ۱.

(۲۳/۴۱۱) رسائل ابن تیمیہ (م ۲۲)

(۱) الرسالۃ المدنیہ (۲) العقیدۃ الواسطیہ (۳) الرسالۃ التدمیریۃ

اس جلد میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ (م ۷۲۸ھ) کے تین رسالے ہیں، پہلا رسالہ مدنیہ کے نام سے اور دوسرا عقیدہ واسطیہ کے نام سے، اور تیسرا قاعدہ تدمیریہ کے نام سے، پہلے میں اولاً حقیقت و مجاز کی بحث کی ہے پھر اللہ تعالیٰ

کے لئے یدؔ اور یمینؔ کے جو الفاظ قرآن وحدیث میں آئے اس سے بحث کی ہے، دوسرے میں عقائد کی بحث کی ہے کہ سلف کے عقائد کیا ہیں، اور تیسرے میں شیخ نے توحید، صفات، شرع اور قدر پر جو تقریریں مختلف مجالس میں کی تھیں ان کو . . . جمع کر دیا گیا ہے، پہلا رسالہ صرف سات صفحات پر ہے، دوسرا گیارہ صفحات پر، اور تیسرا (۴۹) صفحات پر، اس طرح تینوں کے مجموعی صفحات (۶۶) ہیں، یہ تینوں رسائل مولانا وحید الزماں مترجم حدیث کے قلم کے لکھے ہوئے ہیں اور انہوں نے یہ تمام رسائل مکہ مکرمہ میں نقل کئے ہیں، پہلے ۱۲ محرم ۱۲۹۵ھ، دوسرے پر ۱۳ محرم ۱۲۹۵ھ اور تیسرے پر ۱۷ محرم ۱۲۹۵ھ تاریخ نقل ڈال رکھی ہے، کتابت صاف ستھری ہے، ہر صفحہ میں (۲۱) سطریں ہیں، تقطیع اوسط ہے۔

مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے ابجد العلوم ص۸۱۴. یا شذرات الذہب ص۶ ج۸.

(۲۴/۱۲م) السعیدیہ (ق ۳۰)

یہ قلمی نسخہ مولانا محمد سعید بن خلیل اللہ بن فتح اللہ . . . کی تصنیف ہے، اس میں مؤلف نے اختصار کے ساتھ عقائد لکھے ہیں، پوری کتاب ایک مقدمہ چار ابواب اور ایک خاتمہ پر تقسیم ہے مقدمہ اثبات واجب تعالیٰ کے بیان میں ہے اور پہلے تین ابواب میں عقائد اصلیہ کی تفصیل ہے اور چوتھے باب میں عقائد فرعیہ کی بحث ہے اور خاتمہ میں اسلامی فرقوں کا بیان ہے، کتاب کی ترتیب عمدہ معلوم ہوئی، تقطیع اوسط ہے، ضخامت (۳۰) اوراق، ہر صفحہ میں (۱۷) سطریں ہیں، یہ محمد شاہ بادشاہ کے دور حکومت میں لکھی گئی چنانچہ مصنف نے تمہید میں نام لیا ہے، کتابت بہتر کاغذ کمزور اور بوسیدہ۔

(۲۵/۱۳م) السوال فی حدیث النزول وجوابہٗ (ق ۸)

یہ رسالہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ (م ۷۲۸ھ) کی تصنیف ہے، حدیث نزول باری تعالیٰ کے سلسلے میں سوال تھا کہ اس حدیث پر متعدد اشکالات ہیں، مثلاً رب العزت جب اترتا ہے تو عرش خالی رہتا

رات مختلف ملکوں میں مختلف گھنٹوں کی ہوتی ہے کہیں پندرہ گھنٹے کہیں سولہ گھنٹے کہیں ان کے بر عکس سات اور آٹھ گھنٹے اور کہیں چوبیس گھنٹے کی رات ہوتی ہے پھر ثلث لیل کی تعیین کیسے ہوگی. پھر نزول سے کیا مراد ہے، علامہ ابن تیمیہ نے اپنے اس رسالہ میں کتاب و سنت کی روشنی میں مدلل بحث کی ہے جو اوسط تقطیع کے (۱۰۸) صفحات میں ہے، ہر صفحہ میں (۲۱) سطریں ہیں، کتابت صاف ستھری ہے، کاتب مشہور مترجم حدیث مولانا وحید الزماں ہیں، انہوں نے مکہ مکرمہ میں محرم ۱۲۹۵ھ میں کتابت کی ہے مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے: ابجد العلوم ص۸۱۸، یا القول الجلی فی ترجمۃ الشیخ تقی الدین بن تیمیہ الحنبلی یا شذرات الذہب ص ۸۰ ج ۶.

شرح التجرید

(۴۱۴/۲۶) (۲۵)

علامہ طوسی (م ۶۷۲ھ) کی کتاب تجرید الکلام کی یہ شرح علاء الدین علی بن محمد الشہیر بقوشجی (م ۸۷۹ھ) نے لکھی ہے، اس شرح میں علامہ قوشجی نے تمام شروح کا عطر کشید کر لینے کی سعی کی ہے اور اپنی طرف سے عمدہ اضافہ بھی کیا ہے، علامہ قوشجی کی یہ شرح کافی مقبول رہ چکی ہے، ہمارا یہ قلمی نسخہ چھوٹے سائز کے ڈھائی سو سے زیادہ اوراق پر مشتمل ہے، ہر صفحہ میں (۲۴) باریک سطریں ہیں، کتابت صاف ستھری اور عمدہ ہے، اس کی کتابت ۱۰۰۰ھ میں ہوئی ہے، کاتب قاضی حلال ہیں، کاغذ کرم خوردہ ہے، شارح کے حالات کے لئے دیکھئے الشقائق النعمانیہ فی علماء الدولۃ العثمانیہ علی ہامش وفیات الاعیان لابن خلکان ص۱۷۱ ج ۱.

شرح التجرید

(۴۱۵/۲۷) (۵۳، ۵۴)

یہ شرح تجرید الکلام قلمی کا دوسرا نسخہ ہے جو کامل ہے اور دو جلدوں میں مجلد ہے، اوسط تقطیع کے (۴۴۳) اوراق میں پھیلا ہوا ہے، کتابت صاف ستھری عمدہ ہے، ہر صفحہ میں (۲۳) باریک سطریں ہیں، کاغذ موٹا دبیز اور چکنا ہے، ۱۲۰۰ھ کا لکھا ہوا ہے، کاتب نے اپنا نام نہیں لکھا ہے، اس نسخہ میں شرح سے پہلے شارح کا جو مقدمہ یا تمہید ہے وہ درج نہیں ہے.

شرح تجرید

(۴۱۶/۲۰۹) (ے)

جیساکہ عرض کیا جاچکا ہے کہ تجرید العقائد للطوسی کی دو شرحیں مشہور ہیں ایک قوشجی (م ۸۷۹ھ) کی اور دوسری اصفہانی (م ۷۴۶ھ) کی جن کا پورا نام محمود ابن احمد شمس الدین الاصفہانی ہے، اور ان کی یہ شرح مقدم ہے، زیر نظر قلمی نسخہ علامہ اصفہانی والی شرح کا ہی ایک حصہ ہے۔ اول و آخر سے ناقص ہے اور کوئی شبہہ نہیں یہ شرح بہت عمدہ پیرایہ میں لکھی گئی ہے اور واضح تعبیر میں، یہ کوئی سوڈیڑھ سو اوراق ہیں، اس کے ہر صفحہ میں (۲۵) سطریں ہیں۔ تقطیع اوسط، کتابت صاف ستھری عمدہ، شارح علامہ اصفہانی کے حالات کے لئے دیکھئے مفتاح السعادۃ ص۴۹ ج ۲.

شرح طوالع الانوار الاصفہانی

(۴۱۷/۲۹) (۶۷ے)

طوالع الانوار کے نام سے قاضی عبداللہ بن عمر البیضاوی (م ۶۸۵ھ) کا ایک متن ہے جس کی مختلف علمار نے شرح لکھی ہے، ایک شرح شمس الدین الاصفہانی (م ۷۴۹ھ) کی تصنیف ہے اس کا نام مطالع الانظار ہے اور زیر نظر نسخہ اسی کا ایک حصہ ہے، دوسری شرح ملا عصام الدین الاسفرائینی (م ۹۴۳ھ) کی تصنیف ہے، زیر نظر نسخہ کا اول و آخر غائب ہے، کاغذ کرم خوردہ ہے، خط صاف ستھرا ہے مگر بہت باریک ہے، جگہ جگہ حواشی بھی چڑھے ہوئے ہیں.

اصفہانی کے حالات کے لئے دیکھئے مفتاح السعادۃ ص۴۹ ج ۲. یہ کتاب بھی چھپی ہوئی ملتی ہے مگر نایاب ہے.

شرح عقائد نسفی

(۴۱۸/۳۰) (۳۶ے)

شیخ نجم الدین ابو حفص النسفی (م ۵۳۷ھ) کا علم عقائد میں ایک رسالہ ہے جو "عقائد نسفی" کے نام سے مشہور ہے، اس کی شرح جہاں دیگر علمار نے لکھی ہے ایک شرح مشہور مصنف علامہ

سعدالدین تفتازانی (م ۷۹۱ھ) نے بھی لکھی ہے اور یہی مدارس میں ہمارے یہاں رائج ہے، یہ قلمی نسخہ علامہ تفتازانی کا الا ای ہے، اس میں عقائد کلامی رنگ میں بیان کئے گئے ہیں، یہ نسخہ ۱۲۶۵ھ کا مکتوبہ ہے۔ ضخامت (۱۵۸) اوراق ہیں، ہر صفحہ میں (۱۶) سطریں ہیں، اس کے اخیر میں حاشیہ خیالی بھی لگا ہوا ہے، اس کے اوراق (۷۴) ہیں۔ علامہ تفتازانی کے حالات کے لئے دیکھئے بغیۃ الوعاۃ فی طبقات اللغویین والنحاۃ ص ۳۹۱۔ یا حدائق الحنفیہ ص ۳۰۳۔

(۳۱/۴۱۹) **شرح عقائد نسفی** (عـ ۱۸)

یہ شرح عقائد نسفی مصنفہ علامہ تفتازانی (م ۷۹۱ھ) کا دوسرا قلمی نسخہ ہے، اس کے (۶۷) اوراق ہیں، ہر صفحہ میں (۱۵) سطریں ہیں، کتابت عمدہ ہے، خاص بات یہ ہے کہ اس پر کافی حواشی چڑھے ہوئے ہیں ہر غازی محمد شاہ بادشاہ کی مہر پڑی ہوئی ہے تاریخ کتابت اور کاتب کا نام درج نہیں۔

(۳۲/۴۲۰) **شرح عقائد نسفی** (عـ ۳۸)

یہ شرح عقائد نسفی از علامہ تفتازانی (م ۷۹۱ھ) کا تیسرا قلمی نسخہ ہے، یہ چھوٹے سائز پر ہے البتہ مرمت کے بعد اس کا سائز بڑا ہو گیا ہے، کتابت اچھی ہے، اوراق (۱۲۱) ہیں، ہر صفحہ میں (۱۵) سطریں ہیں، یہ نسخہ ۱۰۹۷ھ کا لکھا ہوا ہے جب یہاں ہندوستان میں عالمگیر حکمرانی کر رہے تھے۔

(۳۳/۴۲۱) **شرح عقائد جلالی** (عـ ۷)

"العقائد العضدیہ" ایک قیمتی متن ہے، زیر نظر کتاب اسی رسالہ کی عمدہ شرح ہے، اسکے شارح علامہ جلال الدین محمد بن اسعد الصدیقی الدوانی (م ۹۰۸ھ) ہیں، علمی دنیا میں علامہ دوانی کافی شہرت رکھتے ہیں، شارح نے متن کے سلسلہ میں لکھا ہے " ان العقاید العضدیۃ لم تدع قاعدۃ من اصول العقائد الدینیۃ الا واتت علیہا ولم تترک من امہاتہا ومہماتہا الخ

شارح نے یہ شرح سنہ ۹۰۵ھ میں لکھی، اس پر بہت سے علماء نے حواشی لکھے ہیں، چنانچہ اس قلمی نسخہ کے اخیر میں اس کا ایک حاشیہ ملا یوسف بن محمد خان القرہ باغی محمد شاہی بھی لگا ہوا ہے اور شرح کی ضخامت حاشیہ کی ضخامت سے زیادہ ہے، صفحات کے نمبرات نہیں ہیں، شرح کے ہر صفحہ میں (۱۹) سطریں ہیں، اور حاشیہ کے ہر صفحہ میں (۲۳) سطریں، کتابت صاف ستھری ہے، اس شرح کے اوپر بھی حواشی چڑھے ہوئے ہیں، اس نسخہ پر نظام الدین احمد نام کی مہر پڑی ہوئی ہے اور ان کے دستخط بھی ہیں اور حاشیہ ملا یوسف پر محمد الحسینی نام کی مہر ہے، پہلی مہر میں سنہ ۱۱۰۵ھ کندہ ہے اور دوسری میں سنہ ۱۱۷۷ھ، اس سے اندازہ ہوتا ہے یہ بہت پہلے کا مکتوبہ ہے۔ شارح کے حالات کے لئے دیکھئے الضوء اللامع ج ۷ ص ۱۳۳، ملا یوسف کے حالات کے لئے دیکھئے خلاصۃ الاثر ص ۵۰۱ ج ۴۔

(۴۲۲/۳۴) شرح عقائد جلالی (ع ۱۵)

یہ اس کتاب کا دوسرا قلمی نسخہ ہے، اس کے ساتھ بھی حاشیہ ملا یوسف قرہ لگا ہوا ہے، سائز بڑا ہے، کتابت کھلی ہوئی ہے، اس نسخہ میں ملا کمال الدین کا حاشیہ بھی اخیر میں لگا ہوا ہے ایک آدھ حاشیہ کسی کا اور ہے، کتابت صاف ستھری ہے۔

(۴۲۳/۳۵) شرح عقائد جلالی (ع ۶۲)

یہ شرح جلالی کا تیسرا قلمی نسخہ ہے، یہ چھوٹے سائز پر ہے اور مکمل ہے، یہ سنبھل کے کوئی مولوی امان اللہ کا لکھا ہوا ہے، ربیع الاول سنہ ۴۸ جلوس عالمگیری میں لکھا گیا ہے، ہر صفحہ میں (۱۷) سطریں ہیں، صفحات کے نمبر پڑے ہوئے نہیں ہیں۔

(۴۲۴/۳۶) شرح عقائد جلالی (ع ۸)

یہ علامہ دوانی کی شرح کا چوتھا قلمی نسخہ ہے جو سنہ ۱۰۶۸ھ کا مکتوبہ ہے، اس کے (۱۲۹)

اوراق ہیں اور ہر صفحہ میں گیارہ سطریں ہیں، کتابت صاف ستھری ہے، حواشی اور بین السطور کافی ہیں، یہ بہت باریک قلم سے لکھے گئے ہیں، اس پر غازی محمد شاہ بادشاہ کی مہر لگی ہوئی ہے ۔

(۳۷/۴۲۵) شرح عقیدہ امام طحاوی (۴۷)

مشہور محدث امام طحاوی (م ۳۲۱ھ) کا عقیدہ کے باب میں ایک مختصر مگر جامع اور مفید رسالہ ہے، اس کی متعدد علماء نے شرحیں لکھی ہیں، یہ قلمی کتاب جو "شرح عقیدہ طحاوی" کے نام سے موسوم ہے اسی رسالہ کی شرح ہے، اس کے شارح محمد حنفی ہیں، یہ شرح متوسط درجہ کی عمدہ ہے، یہ نسخہ ۱۳۳۵ھ کا لکھا ہوا ہے، ضخامت سو صفحات اور ہر صفحہ میں (۱۷) سطریں ہیں، کتابت صاف ستھری پاکیزہ ہے کاتب کا نام قاضی حمید الحق بن قاضی شکور الحق یوسف پوری غازی پوری ہے، حیدرآباد میں یہ نقل کیا گیا ہے، شارح نے اس شرح سے ۹۲۶ھ میں فراغت پائی، شارح کے حالات کے لئے دیکھئے

(۳۸/۴۲۶) شرح فقہ اکبر (۲۳)

فقہ اکبر کے نام سے جو رسالہ امام اعظم ابو حنیفہ (م ۱۵۰ھ) کی طرف منسوب ہے، اس کی شرح متعدد علماء نے لکھی ہے، ان میں سب سے مشہور ملا علی قاری (م ۱۰۱۴ھ) کی ہے، زیر نظر قلمی نسخہ ابو المنتہی کی تصنیف ہے، مختصر اچھی شرح ہے، کتابت دیدہ زیب عمدہ ہے، یہ (۴۹) اوراق پر پھیلا ہوا ہے ہر صفحہ میں (۱۳) سطریں ہیں، یہ ۱۲۱۹ھ کا مکتوبہ ہے، کاغذ دبیز موٹا ہے، تقطیع اوسط ۔

(۳۹/۴۲۷) شرح قدیم اصفہانی تجرید العقائد (۵۰)

علامہ طوسی کی کتاب تجرید العقائد کی یہ پہلی شرح ہے جو "شرح قدیم" کے نام سے مشہور ہے اس کے شارح علامہ شمس الدین محمود بن ابی القاسم الاصفہانی (م ۷۴۶ھ) ہیں، اس کا نام انہوں نے "تشیید القواعد فی شرح تجرید العقائد" تجویز کیا ہے، ہمارا یہ قلمی نسخہ بہت قدیم ہے ۸۵۸ھ

کا لکھا ہوا ہے، یہ مکمل ہے اور ہر صفحہ میں (۲۴) سطریں ہیں، تقطیع اوسط ہے، کتابت صاف ستھری ہے، مختلف مالکوں کی ملکیت میں رہ چکا ہے اور سب کے نام اور تاریخ مع سنہ شروع میں درج ہیں، بعض لوگوں کی مہریں بھی لگی ہوئی ہیں، شارح کے حالات کے لئے دیکھئے مفتاح السعادۃ ج۲ ص۹۹،

(۴۰/۲۸/۴) الشرح المختصر علی کتاب الوصیۃ (۴ب)

وصیۃ الامام ابی حنیفہ (م ۱۵۰ھ) کی ملا حسین بن اسکندر الحنفی (م ــــ) نے یہ مختصر شرح لکھی ہے، اس شرح کا اصلی نام "الجواہر المنیفہ فی شرح وصیۃ ابی حنیفہ" ہے، شارح نے اپنی اس شرح میں بیشتر علامہ اکمل الدین الحنفی (م ۷۸۶ھ) سے استفادہ کیا ہے اور ساتھ ہی علامہ سیوطی (م ۹۱۱ھ) سے بھی۔

ضخامت (۶۹) صفحات، ہر صفحہ میں گیارہ سطریں، کتابت عمدہ، متن سرخ روشنائی سے لکھا گیا ہے اور شرح سیاہ روشنائی سے، شارح کے حالات اب تک نہیں مل سکے۔

(۴۱/۲۹/۴) شرح مقاصد (۵۱ و ۵۲)

مسعود بن عمر تفتازانی (م ۷۹۱ھ) مشہور مصنف ہیں، اس کتاب کا متن اور پھر اس کی شرح آپ کی ہی تصنیف ہے، یہ شرح مقاصد دو جلدوں میں مجلد ہے، تقطیع خورد ہے اوراق کے نمبرات پڑے ہوئے نہیں ہیں لیکن کسی طرح تین سو اوراق سے کم نہ ہوں گے، مصنف نے اس کی تصنیف سے ۷۸۴ھ میں فراغت پائی اور اسے سمرقند کے زمانۂ قیام میں لکھا، ہر صفحہ میں (۲۱) سطریں ہیں کتابت صاف ستھری ہے، سنہ کتابت درج نہیں ہے، یہ کتاب بھی چھپ چکی ہے، شارح و مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے بغیۃ الوعاۃ ص۳۹۱ یا حدائق الحنفیہ ص۳۰۳۔

(۴۲/۳۰/۴) شرح المسائرۃ المسمیٰ بالمسامرۃ (۳۴ و ۶۳)

مشہور حنفی المذہب مصنف علامہ ابن الہمام (م ۸۶۱ھ) صاحب فتح القدیر کی علم کلام میں

ایک مشہور کتاب "المسائرۃ فی العقائد المنجیہ فی الآخرۃ" ہے اور درسیات میں داخل بھی ہے، یہ قلمی نسخہ اسی کتاب کی مختصر شرح ہے جو کمال بن ابی شریف (م ۹۰۵ھ) کی تصنیف ہے، ضخامت (۲۴۴) صفحات تقطیع کلاں، ہر صفحہ میں بارہ سطریں، کتابت معمولی، کاغذ کرم چشیدہ و خستہ۔ کاتب صدیق احمد فیض آبادی یہ کتاب عام طور پر چھپی ہوئی ملتی ہے۔ ابن الہمام کے حالات کے لئے دیکھئے شذرات الذہب ص۲۹۸ ج ۷ یا الضوء اللامع ص۱۲۷ ج ۸،

نمبر (۱۳۰) پر دوسرا قلمی نسخہ ہے جو پہلے سے بہت عمدہ ہے، اس کی کتابت و کاغذ سب اچھے ہیں، نسخہ مکمل ہے۔

(۴۳/۴۳۱) شرح مواقف (۱۳۴)

علامہ عضد الدین عبد الرحمن بن احمد الایجی (م ۷۵۶ھ) کی ایک کتاب "مواقف" کے نام سے ہے جو ایک اہم کتاب سمجھی گئی ہے، سید شریف علی بن محمد الجرجانی نے اس کی یہ شرح لکھی ہے اور اب یہ شرح عوام و خواص میں مشہور و مقبول ہے، یہ کتاب مطبوعہ عام طور پر ملتی ہے، ہمارا یہ قلمی نسخہ بہت قدیم معلوم ہوتا ہے مگر اخیر سے ناقص ہونے کی وجہ سے سنہ کتابت اور کاتب کا نام درج نہیں مل سکا، یہ کوئی چار سو اوراق پر پھیلا ہوا ہے، ہر صفحہ میں (۲۹) سطریں ہیں۔

شارح کے حالات کے لئے دیکھئے الضوء اللامع ص۳۲۸ ج ۵ یا بغیۃ الوعاۃ ص۳۵۱۔ اور ماتن کے حالات کے لئے دیکھئے بغیۃ الوعاۃ ص۲۹۶۔

(۴۴/۴۳۲) شرح مواقف (۱۳۵)

یہ شرح مواقف علامہ سید شریف جرجانی کا دوسرا قلمی نسخہ ہے، یہ پہلے نسخہ سے عمدہ ہے اور ساتھ ہی کامل بھی ہے، اس کے کوئی ڈھائی تین سو اوراق ہوں گے، ہر صفحہ میں (۲۰) سطریں ہیں، کاغذ باریک عمدہ ہے، کتابت بہتر اور صاف ستھری، متن کو سرخ خط کے ذریعہ نمایاں کیا گیا ہے۔

سنہ کتابت درج نہیں.

(۴۳۳/۴۵) شرح مواقف (۵۷ع)

یہ شرح مواقف للجرجانی قلمی کا تیسرا کامل نسخہ ہے، اس کے اخیر میں مصنف شرح کی یہ صراحت درج ہے کہ اس کی تصنیف سے فراغت شنبہ بوقت عصر، اوائل شوال ۸۰۴ھ میں شہر سمرقند میں ہوئی، غالباً یہ ۹۰۷ھ تھا جو کاتب کے سہو سے ۸۰۴ھ ہو گیا ہے، ضخامت (۳۰۹) اوراق، ہر صفحہ میں (۲۳) سطریں، کتابت عمدہ اور پاکیزہ، متن خط کشیدہ، کاغذ چکنا باریک، سنہ کتابت درج نہیں، لیکن شروع کتاب میں پہلے مالک نے ذیقعدہ سنہ ہفتم جلوس لکھ رکھا ہے اور دوسرے نے خریداری کی تاریخ ۱۱۷۲ھ لکھ رکھی ہے، اس سے اندازہ ہوتا ہے کتاب اس سے پہلے کی لکھی ہوئی ہے

(۴۳۴/۴۶) شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام (۲۹ع)

یہ کتاب علامہ تقی الدین السبکی (م ۷۵۶ھ) کی تصنیف ہے، یہ دس ابواب پر مشتمل ہے، اس کتاب میں زیارت نبوی، توسل اور شفاعت کی بحث ہے، یہ مطبوعہ عام طور پر ملتی ہے، کتابت عمدہ اور نفیس ہے، ہر صفحہ میں (۱۷) سطریں ہیں، کاتب قاسم علی حیدر آبادی ہیں، ۱۲۸۹ھ کی مکتوبہ ہے، اوراق کے نمبرات نہیں ہیں، نسخہ مکمل ہے، مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے شذرات الذہب ۶/۱۸۰۔

(۴۳۵/۴۷) الصواعق المحرقہ علی اہل الرفض والزندقہ (۳۹ع)

مشہور مصنف شیخ شہاب الدین احمد بن محمد الہیثمی (م ۹۷۳ھ) کی تصنیف ہے اور اہل علم میں کافی مشہور ہے، مطبوعہ عام طور پر ملتی ہے، اس کتاب میں مصنف نے شیعوں اور ملحدوں کا رد کیا ہے اور خلفاء راشدین کے فضائل اور ان کی خلافت کی حقیقت بیان کی ہے، یہ قلمی نسخہ (۲۳۹) اوراق میں پھیلا ہوا ہے، ہر صفحہ میں (۱۹) سطریں ہیں، کتابت صاف ستھری

کاغذ کرم خوردہ، مگر مرمت کے بعد لائق مطالعہ ہے، مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے ابجد العلوم ص۹۲۳۔ یا شذرات الذہب ص۳۹۲ ج ۸۔

(۴۸/۴۳۶) طوالع الانوار (۳۷ع)

یہ قاضی ناصر الدین البیضاوی (م ۶۸۵ھ) کی تصنیف ہے جن کی تفسیر بیضاوی مشہور ہے یہ متن کی حیثیت میں ہے جس کی متعدد علماء نے شرحیں لکھی ہیں، علامہ اصفہانی کا بیان ہے کہ یہ کتاب علم عقائد کی کتابوں میں ممتاز حیثیت کی مالک ہے کیونکہ ہر پہلو سے مصنف نے اسے سنوارنے کی سعی کی ہے اور علماء نے بھی اس کی تعریف کی ہے۔

زیر نظر قلمی نسخہ بڑی تقطیع کے (۲۵۸) اوراق میں ہے، ہر صفحہ میں صرف پانچ جلی قلم سطریں ہیں اور ما بین السطور حواشی سے پُر ہے، اس پر بہت سی مہریں تھیں جو مٹا دی گئی ہیں، اخیر کی ایک مہر رہ گئی ہے جس پر ۱۲۲۱ھ کندہ ہے، سنہ کتابت درج نہیں مگر اندازہ ہے کہ بہت قدیم نسخہ ہے، کتابت صاف ستھری ہے۔

مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے شذرات الذہب ص۳۹۲ ج ۵۔

(۴۹/۴۳۷) العقائد السنیہ (۲۱م)

یہ کتاب عثمان بن عیسٰی الصدیقی الحنفی۔ ۔ ۔ کی تصنیف ہے اس میں ستر فصلیں ہیں، پہلی ایمان میں، دوسری عالم کے حادث ہونے میں، تیسری عشرہ مبشرہ میں، چوتھی ایمان کی تفسیر میں، پانچویں کرامات اولیاء میں، چھٹی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں، ساتویں موت کے وقت کے حالات میں، آٹھویں نفخ صور میں۔ نویں کافروں کے خلود فی النار میں، دسویں رویت باری تعالیٰ میں۔ رسالہ اچھا لائق استفادہ ہے، اوراق (۵۷)، ہر صفحہ میں (۱۴) سطریں ہیں، کتابت معمولی، کاغذ باریک کمزور۔ کاتب احمد بن عبد الہادی، سنہ کتابت ۱۳۱۹ھ ہے۔

اس جلد میں دو کتابیں اور ہیں (۱) ذم الغنار المحرمہ فی المذاہب الاربعۃ (۲) مسئلۃ و الدا رسول اللہ. پہلے کا تعلق فن فقہ سے ہے اور دوسرے کا علم کلام سے.

(۴۳۸/۵۰) عقائد نسفی (۶۰)

علم عقائد میں شیخ نجم الدین عمر بن محمد نسفی (م ۵۳۷ھ) کا مشہور متن جس کی شرح علامہ تفتازانی (م ۷۹۱ھ) نے لکھی ہے اور جو ہمارے یہاں درسیات کے نصاب میں داخل ہے، کتابت جلی قلم عمدہ، اوراق (۶۴) ہر صفحہ میں سات سطریں، سائز اوسط، کاغذ موٹا دبیز اور چکنا، ۱۲۶۰ھ کی کتابت شدہ، اس پر حواشی اور بین السطور بھی ہیں، حالات کے لئے دیکھئے شذرات الذہب ۱۱۵/۴ بعض علماء نے لکھا ہے کہ "عقائد نسفی" کے مصنف نجم الدین عمر نسفی (م ۵۳۷ھ) نہیں ہیں بلکہ یہ محمد بن محمد بن ابو الفضل البرہان النسفی (م ۶۸۷ھ) کی تصنیف ہے جو اپنے وقت کے ایک مشہور متکلم اور محدث و مفسر تھے، دیکھئے الفوائد البہیہ لمولانا عبدالحئی فرنگی محلی (م ۱۳۰۴ھ) ص ۱۵۷ مطبوعہ ۱۹۶۷ء اور حدائق الحنفیہ ص ۲۶۳.

(۴۳۹/۵۱) العقیدۃ المفیدۃ (۶۱)

یہ رسالہ ابوعثمان الصابونی (م ۴۴۹ھ) کا تصنیف کردہ ہے، اس میں توحید، رسالت، نزول باری تعالی الی سماء الدنیا، تقدیر، ایمان کی تعریف اور اس طرح دوسرے کلامی اور عقائد سے متعلق مسائل بیان کئے گئے ہیں، رسالہ قیمتی ہے، ضخامت (۲۴) اوراق. ہر صفحہ میں (۱۱) سطریں، اخیر میں اعلام الموقعین لابن القیم سے کچھ کام کی باتیں اور کتاب التفرقۃ بین الاسلام والزندقۃ للغزالی کا کچھ حصہ اور امام عبداللہ المالکی کے ایک رسالہ کا مقدمہ بھی درج ہے، یہ سب چیزیں مولانا وحید الزماں مترجم حدیث نے ۱۲۹۰ھ میں مکہ مکرمہ کے قیام کے زمانہ میں نقل کی ہیں، رسالہ کے شروع میں مصنف کے حالات درج ہیں، آپ نیشاپور کے رہنے والے تھے، یہ بھی چھپا ہوا ملتا ہے گو

آجکل نایاب ہے۔ حالات کیلئے دیکھئے شذرات الذہب ص۲۹۲ ج۲

(۴۴۰/۵۲) کتابُ الاخوین حاشیہ تجرید (۵۵ء)

محی الدین محمد الشہیر باخوین ایک عالم ہیں جنہوں نے نویں صدی کے اخیر میں وفات پائی ہے، انہوں نے شرح تجرید پر ایک حاشیہ لکھا ہے، یہی حاشیہ کتاب الاخوین حاشیہ تجرید کے نام سے مشہور ہے، زیر نظر قلمی نسخہ کتاب الاخوین اچھی حالت میں ہے، اس کے (۲۶) اوراق ہیں، تقطیع اوسط ہے، ہر صفحہ میں (۲۱) سطریں ہیں، یہ مخطوطہ ۹۴۶ھ کا کتابت شدہ ہے، کاغذ موٹا دبیز ہے، اس نسخہ پر جگہ جگہ حاشیہ بھی چڑھا ہوا ہے اور وہ بڑا کارآمد ہے۔

مصنف کتاب الاخوین کے حالات کے لئے دیکھئے الشقائق النعمانیہ علی ہامش ابن خلکان ص۲۱۲ ج۱۔

(۴۴۱/۵۳) کتابُ الاعتقاد الیٰ سبیل الرشاد (۱۹ء)

یہ کتاب مشہور محدث امام بیہقی (م ۴۵۸ھ) کی تصنیف ہے، مصنف نے مقدمہ میں لکھا ہے کہ وہ تمام چیزیں اختصار کے ساتھ بیان کردی گئی ہیں جو عقائد میں داخل ہیں، جو کچھ لکھا ہے حدیث نبوی کی روشنی میں لکھا ہے، پوری کتاب (۲۵۶) صفحات پر پھیلی ہوئی ہے، ہر صفحہ میں (۱۷) سطریں ہیں، کتابت عمدہ اور نفیس ہے، ۱۳۳۵ھ میں یہ کتاب حیدرآباد میں نقل کی گئی ہے، حمید الحق یوسف پوری غازیپوری نے نقل کی ہے، مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ص۳ ج۳۔

(۴۴۲/۵۴) کتابُ التوحید (۱ء)

اس کے مصنف کا نام درج نہیں ہے، اس نام سے ایک کتاب ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ النیساپوری (م ۳۱۱ھ) نے بھی تصنیف کی ہے، کتاب اچھی ہے، کوئی ساٹھ ستر اوراق ہیں، ہر صفحہ میں (۱۵) سطریں ہیں، کتابت صاف ستھری ہے، سنہ کتابت اور کاتب کا نام درج نہیں۔

(۴۴۳/۵۵) کتاب الرد علی الجہمیہ (ع ۲)

فرقہ جہمیہ نے تیسری صدی ہجری میں ایک بڑا فتنہ برپا کر رکھا تھا، امام احمد بن حنبل (م ۲۴۱ھ) نے اس فرقہ کے رد میں یہ قیمتی رسالہ تصنیف کیا جس میں آپ نے مدلل اور مضبوط طریقہ سے فرقہ جہمیہ کا رد کیا ہے اور کہنا چاہئے کہ بیخ و بن سے اسے اکھیڑ دیا۔ اور اسی کا نتیجہ ہے کہ کتابوں میں تو ہم اس فرقہ کا نام سنتے ہیں مگر الحمدللہ روئے زمین پر کہیں اس کا وجود نہیں، یہ رسالہ صرف بیس صفحات کا ہے اس کے ہر صفحہ میں (۲۱) سطریں ہیں، کتابت صاف ستھری ہے، سو سال کے اندر کا مکتوبہ ہے، امام احمد بن حنبل پر ابو زہرہ مصری کی ایک اچھی کتاب چھپ گئی ہے، وہ پڑھی جائے۔ نیز حالات کے لئے دیکھا جائے مفتاح السعادۃ ص ۹۸ ج ۲۔

(۴۴۴/۵۶) کتاب الرد علی المنطقیین (ع ۲)

نام سے کتاب کا موضوع ظاہر ہے، شیخ الاسلام ابن تیمیہ (م ۷۲۸ھ) اس کے مصنف ہیں، شیخ الاسلام نے اپنی اس کتاب میں منطق، اصول منطق کی جس محققانہ انداز میں تردید کی ہے یہ انھی کا حصہ ہے۔ کتاب یہاں سے شروع ہوئی ہے "میں ہمیشہ سے یہ جانتا ہوں کہ یونانی منطق کی کسی ذکی کو ضرورت نہیں اور بلید کو اس سے کوئی نفع نہیں"۔ اب یہ کتاب چھپ چکی ہے، اس قلمی نسخہ کی ضخامت (۲۴۰) اوراق، ہر صفحہ میں (۲۰) سطریں، کتابت میں مختلف قلم ملتے ہیں، یوں صاف ستھری ہے، مصنف کے حالات کے لئے پڑھئے ابو زہرہ مصری کی کتاب "ابن تیمیہ" یا یوسف کوکن کی "امام ابن تیمیہ" یا شذرات الذہب ص ۸۰ ج ۶۔

(۴۴۵/۵۷) المجالس المعقودۃ للمناظرہ (ع ۲۴)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ (م ۷۲۸ھ) نے فرقہ جہمیہ، اتحادیہ، اور رافضیوں سے کئی مرتبہ مناظرہ کیا اور عقائد کے باب میں ان فرق باطلہ ضالہ کو شکست فاش دی، لوگوں نے ان سے درخواست کی کہ ان

مناظروں کو قلم بند فرما دیں تا کہ ہر شخص ان علمی مباحث سے مستفید ہو سکے چنانچہ انہوں نے لکھ دیا۔ ضخامت (۴۴) اوراق، ہر صفحہ میں (۲۱) سطریں، کتابت صاف ستھری، کاتب مولانا وحید الزماں نے یہ رسالہ مکہ مکرمہ میں ۱۲۹۵ھ میں نقل کیا ہے۔ اخیر میں کاتب کی یہ سطر ہے "فرغ من کتابتها الفقیر الی اللہ تعالی الراجی ان ینجیه من القوم الظالمین و یحشره مع اتباع السلف الصالحین وحید الزمان بن الحاج المولوی مسیح الزمان بن المولوی نور محمد المرحوم الهندی وطنا ثم المکی هجرة"۔ مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے شذرات الذہب ص۸ ج ۷۔

(۴۴۶/۵۸) مجموعة الرسائل (۲۵)

اس میں بارہ رسالے ہیں (۱) مسئلہ قدر منظوم از ابن تیمیہ (۲) مسئلہ قدر نثر از ابن تیمیہ (۳) رسالہ در باب منصور حلاج از ابن تیمیہ (م ۷۲۸ھ) (۴) شفاعت از ابن تیمیہ (۵) سانپ بچھو کھانے والا فرقہ کتاب و سنت کی نظر میں از ابن تیمیہ، (۶) شرح لفظ صلوۃ از ابن القیم۔۔۔ (۷) مسئلہ توحید (۸) مسئلہ شرک (۹) مکتوبات، یہ تینوں عبد الوہاب نجدی کے ہیں، (۱۰) مجدد الف ثانی کو متعلق سوال و جواب از برزنجی، اور دو ایک اور مختصر رسالے ہیں، ان تمام کو کیڑوں نے چاٹ رکھا ہے۔

(۴۴۷/۵۹) نہایۃ المعقول فی درایۃ الاصول (۱۲)

یہ امام فخر الدین رازی (م ۶۰۶ھ) کی تصنیف ہے، مقدمہ میں آپ نے علم توحید کی حقیقت بیان کی ہے لکھا ہے کہ میں نے اپنی اس کتاب میں ایسی باتیں لکھی ہیں جو کہیں اور نہیں ملتی ہیں، اور بلاشبہ یہ ایک ممتاز کتاب ہے اور امام رازی کے شایان شان ہے، مباحث عالمانہ محققانہ، ضخامت (۹۷۹) صفحات تقطیع کلاں، ہر صفحہ میں (۲۳) سطریں، کاغذ باریک چکنا مگر کرم خوردہ، جمادی الثانی ۱۲۸۹ھ کی کتابت شدہ ہے، کتابت معمولی مگر صاف ستھری، مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے طبقات الشافعیۃ الکبری ص۳۳ ج ۵ یا مفتاح السعادۃ ص۴۴۵ ج ۱، یا وفیات الاعیان ص۴۷۴ ج ۱۔

(۴۴۸/۶۰) ایضاً (۱۳)

یہ اس کتاب نہایۃ المعقول کا دوسرا قلمی نسخہ ہے اور بعض اعتبار سے پہلے سے اچھا ہے، نسخہ کامل ہے، ضخامت (۳۵۹) اوراق، تقطیع کلاں، ہر صفحہ میں (۲۵) سطریں، یہ نسخہ جمادی الثانی ۱۲۶۸ھ کا کتابت شدہ ہے، اس کے کاتب محمد علی صاحب ہیں، کتابت بہتر ہے۔

علم کلام فارسی

(۶۱/۴۴۹) تکمیل الایمان وتقویۃ الایقان (عـ)

یہ کتاب مشہور محدث شیخ عبدالحق دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) کی تصنیف ہے، مطبوعہ ملتی ہے، یہ قلمی نسخہ ۱۲۱۳ھ کا مکتوبہ ہے، اس کے کاتب محمد احسان ساکن بھلت پرگنہ کھتولی ضلع سہارنپور، اس پتہ سے معلوم ہوتا ہے ضلع مظفر نگر سہارنپور سے کٹ کر بنا ہے، ضخامت (۸۱) اوراق، ہر صفحہ میں (۱۳) سطریں ہیں، کاغذ موٹا دبیز، کتابت صاف ستھری، دلائل اور بحث ومباحثہ کو چھوڑ کر نفس مسائل بڑی خوبی سے مصنف نے جمع کر دیا ہے، اخیر میں عربی عبارتوں کی شرح الگ سے لکھ کر لگادی گئی ہے، مصنف کے حالات کے لئے دیکھئے اخبار الاخیار ص ۳۱۲ یا نزہۃ الخواطر ص ۲۰۱ ج ۵، یا پھر حیات شیخ عبدالحق شائع کردہ ندوۃ المصنفین دہلی۔

(۶۲/۴۵۰) دبستان (عـ)

یہ محسن خاں (م ـــ) کی تصنیف ہے، اس میں مختلف ادیان و ملل کے عقائد بیان کئے گئے ہیں بڑے سائز کے (۱۳۵) اوراق میں پھیلی ہوئی ہے، ہر صفحہ میں (۲۰) سطریں ہیں، شروع میں فہرست مضامین بھی لگی ہوئی ہے۔ کتاب اخیر سے ناقص ہے، کافی حصہ کتاب کا غائب ہے، اس کتاب میں پارسی، یہودی، بودھ، ہندو، الٰہی اکبری اور صوفیا وغیرہ کے عقائد پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

(۶۳/۴۵۱) عقائد المسلمین وسیف المسلمین (عـ)

یہ کتاب مولانا محی الدین الحنفی القادری (م ـــ) ساکن نوشہرہ علاقہ پشاور کی تصنیف ہے پوری کتاب تیرہ الواب پر مشتمل ہے، پہلے چار الواب میں سید امیر ساکن کوٹھ کے کفریہ عقائد کی تفصیل وتردید اور ان کے ماننے والوں یا خاموشی اختیار کرنے والوں کا شرعی حکم بیان کیا ہے اور بقیہ الواب میں مسلمانوں کے صحیح عقائد کی نشان دہی کی گئی ہے (۱۳۵) اوراق، ہر صفحہ میں (۱۵) سطریں

کتابت صاف ستھری، کاغذ چکنا باریک۔

(۴۵۲/۶۴) قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین (ع۱)

یہ کتاب حجۃ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ الدہلوی (م ۱۱۷۶ھ) کی تصنیف ہے اور اہل علم میں کافی مشہور و مقبول ہے، نام سے کتاب کا مضمون ظاہر ہے، اس کتاب میں صدیق اکبر اور فاروق اعظم پر جتنی اچھی بحث ہے کم کتابوں میں ملتی ہے، بلکہ خلفاء راشدین پر اچھا مواد آگیا ہے۔ مطبوعہ عام طور پر ملتی ہے، یہ قلمی نسخہ کافی بوسیدہ اور کرم خوردہ ہے، پھر بھی لائق استفادہ ہے، سنہ کتابت درج نہیں، کاتب کا نام تھا، کسی نے اسے مٹا کر دوسرا نام لکھدیا ہے، تقطیع اوسط ہے، ہر صفحہ میں (۱۷) سطریں ہیں، مصنف کے حالات کے لئے پڑھئے حیات ولی ص۲۰۹، ابجد العلوم ص۹۱۲۔

کلام اردو

(۴۵۳/۶۵) تحقیق الایمان فی استواء الرحمٰن اردو (ع۲)

یہ کتاب غلام حنفی (م ــــ) کی تصنیف ہے، یہ بھوپال میں رہتے تھے، وہاں غیر مقلدوں کا زور تھا اور استواء الرحمٰن کا مسئلہ زیر بحث تھا، مصنف جو حافظ سید محمد علی خیر آبادی کے مرید ہیں انہوں نے اپنی اس کتاب میں اشعری اور ماتریدی نقطۂ نظر کی حمایت کی ہے اور ظاہری حنبلی اور غیر مقلدوں کے نقطۂ نظر کی تردید، یہ کتاب غالباً سنہ ۱۲۹۰ھ میں لکھی گئی جیسا کہ درمیان کتاب میں ایک جگہ آیا ہے مگر وہاں سنہ ۱۲۹ھ درج ہے، نقطہ رہ گیا ہے، یہ بڑے سائز کے (۱۰۴) صفحات پر پھیلی ہوئی ہے، ہر صفحہ میں (۲۵) سطریں ہیں، کتابت صاف ستھری ہے، آیات قرآنی اور احادیث کو سرخ روشنائی سے لکھنے کا اہتمام ہے، کاغذ موٹا چکنا، کتابت صاف ستھری، کاتب کا نام محمد خان اور سال کتابت سنہ ۱۳۰۳ھ ہے، اس رسالہ کے شروع میں مصنف ہی کا ایک فارسی رسالہ بھی لگا ہوا ہے اور وہ بھی اسی مسئلہ پر ہے، اس کا نام "الاستواء علی الاستیلاء" ہے، اور یہ جواب ہے "الاستیلاء

علی الاحتوار" کا جو کسی غیر مقلد عالم کے قلم سے تھا۔

(۶۶/۴۵۴) مہر الور ترجمہ اردو فقہ اکبر (اردو) (ــــ)

مولانا وکیل احمد سکندر پوری (م ــــ) مولانا عبد الحلیم فرنگی محلی لکھنوی (م ۱۲۸۵ھ) کے تلامذہ میں ہیں اور جید عالم گذرے ہیں، زیر نظر قلمی نسخہ میں پہلے آپ نے ایک بسیط مقدمہ لکھا ہے جس میں یہ ثابت کرنے کی سعی کی ہے کہ "فقہ اکبر" کا وہ نسخہ جس کی شرح ملا علی قاری (م ۱۰۱۴ھ) وغیرہ نے کی ہے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا تحریر کردہ نہیں ہے بلکہ وہ ابو حنیفہ محمد بن یوسف بخاری کی تصنیف ہے۔

امام ابو حنیفہ (م ۱۵۰ھ) کی طرف جو فقہ اکبر منسوب ہے وہ نایاب تھا، اب اس کا ایک قلمی نسخہ ان کو اتفاق سے مل گیا ہے جس کا انہوں نے یہ ترجمہ کیا ہے، اپنی بات پر انہوں نے دس بارہ دلیلیں قائم کی ہیں، پھر امام صاحبؒ کے حالات درج ہیں، اس کے بعد اس اصلی فقہ اکبر کا بامحاورہ ترجمہ ہے مقدمہ بڑے سائز کے (۳۹) اوراق پر ہے اور ترجمہ مع متن (۲۱) اوراق پر، پھر اس کے بعد امام اعظم کا وصیت نامہ مع ترجمہ چھ اوراق پر درج ہے، مولانا موصوف کی تعریف میں کسی کا کہا ہوا ایک عربی قصیدہ بھی ہے، کتابت عمدہ پاکیزہ، ہر ایک صفحہ میں (۱۵) سطریں، سنہ کتابت درج نہیں ہے، ۱۳۰۶ھ میں مولانا کے یہ دونوں رسالے مطبع مجتبائی سے چھپ چکے ہیں، یعنی مہر آلور ترجمہ فقہ اکبر اور ہدایا ترجمہ وصایا، مگر اس مطبوعہ نسخہ میں مولانا کا مقدمہ درج نہیں ہے اور یہ ہمارے کتب خانہ میں موجود ہے۔

اسمائے مصنفین ومترجمین

مخطوطاتِ دارالعلوم دیوبند، جلد اوّل

کتابیات

مصنفین کے حالات کیلئے جن کتابوں کے حوالے دیے گئے

	کتاب	مطبع	مصنف
۱	آثارات پھلواری شریف	آزاد پریس پٹنہ	مولانا حکیم سید شاہ محمد شعیب صاحب نیر
۲	ابجد العلوم	مطبوعہ ہند	نواب صدیق حسن خاں صاحب
۳	ابن تیمیہ	دار الفکر عربی مصر	ابو زہرہ مصری
۴	اخبار الاخیار	مجتبائی دہلی	شیخ عبد الحق محدث دہلوی
۵	اسد الغابہ	مطبوعہ مصر	ابن الاثیر الجزری
۶	امام ابن تیمیہ	مطبوعہ سنہ ۱۳۷۹ھ	مولانا محمد یوسف کوکن عمری
۷	بغیۃ الوعاۃ فی طبقات اللغویین والنحاۃ	مطبعۃ السعادۃ مصر سنہ ۱۳۲۶ھ	علامہ حافظ جلال الدین عبد الرحمٰن السیوطی
۸	تذکرۃ الحفاظ	دائرۃ المعارف حیدر آباد سنہ ۱۳۳۴ھ	شمس الدین الذہبی
۹	تذکرہ علماء فرنگی محل	اشاعۃ العلوم برقی پریس لکھنؤ	مولانا عنایت اللہ صاحب فرنگی محلی
۱۰	تذکرہ علمائے ہند	نولکشور لکھنؤ سنہ ۱۳۱۲ھ	مولوی رحمان علی صاحب
۱۱	تراجم علماء حدیث ہند جلد اول	جید برقی پریس دہلی	ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی
۱۲	التعلیقات السنیہ علی الفوائد البہیہ	چشمۂ فیض لکھنؤ	مولانا عبد الحی فرنگی محل
۱۳	الجواہر المضیئہ	دائرۃ المعارف حیدر آباد سنہ ۱۳۳۲ھ	ابو محمد عبد القادر الحنفی المصری
۱۴	حدائق الحنفیہ	نولکشور لکھنؤ سنہ ۱۳۰۳ھ	فقیر محمد جہلمی
۱۵	حسن المحاضرہ فی اخبار مصر والقاہرہ	مطبوعہ مصر	علامہ سیوطی
۱۶	حیات ابن القیم	نفیس اکیڈمی کراچی	ترجمہ از: حافظ رشید احمد ارشد ایم اے
۱۷	حیوۃ العلماء	نول کشور لکھنؤ سنہ ۱۳۲۰ھ	مولانا سید محمد عبد الباقی سہسوانی
۱۸	حیات ولی	مطبوعہ ہند	محمد رحیم بخش دہلوی
۱۹	خانوادۂ قاضی بدر الدولہ	مدینہ برقی پریس مدراس	افضل العلماء محمد یوسف کوکن عمری
۲۰	خزینۃ الاصفیاء	ثمر ہند لکھنؤ	مفتی غلام سرور لاہوری

(بقیہ ۲۶۰ پر دیکھیں)

٢١	خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر	مطبوعہ مصر	محمد محبی
٢٢	الدرر الکامنہ	دائرۃ المعارف حیدرآباد	ابن حجر عسقلانی
٢٣	الدیباج المذہب	مطبعۃ السعادۃ مصر ١٣٢٩ھ	امام ابن فرحون المالکی
٢٤	رجال السند والہند	مطبعہ حجازیہ بمبئی ١٣٧٧ھ	مولانا قاضی اطہر مبارکپوری
٢٥	رشحات	نول کشور لکھنؤ ١٣٠٨ھ	علی بن حسین واعظ کاشفی
٢٦	سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان	مطبوعہ ہند	مولانا سید غلام علی آزاد بلگرامی
٢٧	سلک الدرر فی اعیان القرن الثانی عشر	مطبوعہ مصر	سید محمد خلیل آفندی
٢٨	شذرات الذہب فی اخبار من ذہب	مطبوعہ مصر	ابو الفلاح عبد الحی بن العماد الحنبلی
٢٩	الشقائق النعمانیہ فی علماء الدولۃ العثمانیہ ۔	علی ہامش ابن خلکان	مطبعہ میمنہ مصر ١٣١٠ھ
٣٠	الضوء اللامع	مطبوعہ مصر ١٣٥٣ھ	شمس الدین محمد بن عبد الرحمن السخاوی
٣١	طبقات الشافعیۃ الکبریٰ	مطبعہ حسینیہ مصر	عبد الوہاب بن تقی الدین السبکی
٣٢	الطراز المکلل الموسوم بالتاج المکلل	مطبعہ ہندیہ العربیہ بمبئی ١٣٨٣ھ	نواب صدیق حسن خاں صاحب
٣٣	علمائے ہند کا شاندار ماضی	(طبع اول)	مولانا سید محمد میاں صاحب
٣٤	عمدۃ الرعایہ مقدمہ وحاشیہ شرح وقایہ	؍؍	مولانا عبد الحی فرنگی محلی
٣٥	الغزالی	رنگین پریس دہلی	مولانا شبلی نعمانی
٣٦	الفرقان شاہ ولی اللہ نمبر	؍؍	مولانا منظور نعمانی
٣٧	الفوائد البہیہ	مطبع چشمۂ فیض	مولانا عبد الحی فرنگی محلی
٣٨	القول الجلی فی ترجمۃ ابن تیمیہ الحنبلی	؍؍	؍؍
٣٩	کشف الظنون	مطبوعہ مصر ١٢٧٤ھ	ملا کاتب چلپی
٤٠	مآثر الکرام	مفید عام آگرہ ١٣٢٨ھ	میر غلام علی آزاد بلگرامی
٤١	معجم المصنفین	مطبوعہ بیروت	مولانا محمود حسن ٹونکی
٤٢	مفتاح التواریخ	نول کشور کانپور ١٢٨٤ھ	منشی دانشور صاحب
٤٣	مفتاح السعادۃ ومصباح السیادۃ	دائرۃ المعارف حیدرآباد	طاش کبری زادہ احمد بن مصطفیٰ
٤٤	نزہۃ الخواطر	دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدرآباد	مولانا حکیم سید عبد الحی ناظم ندوۃ العلماء
٤٥	وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان	مطبوعہ مصر ١٣١٠ھ	قاضی احمد الشہیر بابن خلکان

"جلد اول تمام شد"